بسم الله الرحمن الرحيم

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی

عنوان

"تاخیر سے شادی کے رجحان اور اس کے معاشرتی مضمرات پر مشتمل آراء کا مطالعہ"

محقق:

میمونہ سعید

نگران:

پروفیسر ڈاکٹر سید ضمیر احمد،

شعبہ عمرانیات،

جامعہ کراچی

شعبہ عمرانیات،

جامعہ کراچی۔

تصدیق نامہ

مورخہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ میمونہ سعید نے میری نگرانی میں مندرجہ ذیل موضوع پر پی ایچ ڈی کی سند کیلئے تحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے۔

"تاخیر سے شادی کے رجحان اور اس کے معاشرتی مضمرات پر مشتمل آراء کا مطالعہ"

میں انہیں یہ مقالہ جامعہ کراچی میں جمع کرانے کی اجازت دیتا ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر سید ضمیر احمد

شعبہ عمرانیات

جامعہ کراچی

Corrections have been made + resubmitted for approval.

8/12/09

9/12/09

DEAN
FACULTY OF ARTS
University of Karachi

ا۔ خلاصہ (Summary)

ہمارا یہ تحقیقی مقالہ تاخیر سے شادی کے اسباب اور اس کے مضمرات کے موضوع پر ہے۔اس میں ہم نے یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے معاشرے کا کونسا طبقہ اس سے زیادہ متاثر ہورہا ہے اور یہ کہ معاشرے پر مستقبل میں اس کے کیا دوررس اثرات مرتب ہوں گے؟اور یہ کہ اصحاب ثروت ودولت کے ہاں بھی تاخیر سے شادی کے کیا اسباب ہیں؟ جبکہ اس کے بظاہر کوئی اسباب نظر نہیں آتے۔ تاخیر سے شادی **کا** بظاہر ایک سبب غربت نظر آتا ہے۔ لیکن جہاں غربت نہیں ہے وہاں تاخیر سے شادی کیوں ہورہی ہے؟

اس سلسلے میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ عام طور پر لڑکی کی تاخیر سے شادی بمقالہ لڑکے کے زیادہ تشویش ناک تصور کی جاتی ہے ۔لڑکی کیلئے ایک خاص عمر کے بعد رشتے آنے موقوف ہوجاتے ہیں اور وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ عمر زیادہ ہوگئی ہے۔جبکہ لڑکے کی عمر میں زیادتی کو اتنا تشویش ناک نہیں سمجھا جاتا اور خاصی عمر میں بھی ان کی شادیاں ہوجاتی ہیں۔اس کے اسباب بھی معلوم کئے گئے ہیں۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تاخیر سے شادی تعلیم یافتہ لوگوں میں ایک فیشن کی شکل اختیار کرگئی ہے ۔ ہمارے ہاں خاص طور پر پڑھی لکھی لڑکیاں اور لڑکے جلد شادی کرنا اچھا نہیں سمجھتے۔کیا یہ ایک حقیقت ہے؟ یہ ہم نے اپنی تحقیق کے ذریعے معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔

تاخیر سے شادی کا سب سے بڑا منفی پہلو یہ ہے کہ ایک خاص عمر کے بعد خصوصاً لڑکی شادی کرنے سے بھی انکار کر دیتی ہے اور جب معاشرے میں نوجوان لڑکے لڑکیاں زیادہ عمر ہو جانے کے بعد شادی سے بالکل انکار کرنے لگیں تو معاشرے کا کیا حال ہوگا؟ اسکے مضمرات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان خانگی پیچیدگیوں کے علاوہ معاشرتی برائیاں پیدا ہونے کے امکانات ہیں۔ ہمارا معاشرہ مذہبی معاشرہ ہے اور مذہب اسلام تاخیر سے شادی کو پسند نہیں کرتا اور شادی نہ کرنا بھی اسلامی مزاج کے بالکل خلاف ہے۔

موضوع کے اعتبار سے یہ ایک بالکل نیا موضوع ہے اور اس موضوع پر اس سے پہلے کسی نے کوئی تحقیق نہیں کی اور نہ ہی اس موضوع پر کوئی تحقیق سامنے آئی ہے محقق نے اس اہم موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ پانچ ابواب پر تیار کیا ہے۔

باب اول میں ہم نے مسئلہ کی وضاحت ،مردوں اور عورتوں دونوں میں الگ الگ تاخیر سے شادی کے اسباب ،تاخیر سے شادی کا مطلب، شادی کے ذریعے خاندان کی تشکیل ، منگنی ،رسم جہیز اور مسئلہ شادی ،اسلام میں کفو کا تصور، اسلامی اور عمرانی نقطۂ نظر سے تعریفیں، مقاصد شادی، شادی کے معاشرتی فوائد اور نقصانات ،اس کے علاوہ جواز مسئلہ، اغراض ومقاصد، مفروضات، متغیرات اور کلیدی تصورات کی تشریح بھی کی گئی ہے۔

باب دوم میں ہم نے موضوع سے متعلق تاریخی پس منظر، متعلقہ نظریہ اور معلوماتی مواد جو عمرانی، اسلامی اور عیسائی نقطۂ نظر پر مشتمل ہے کو بیان کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اس باب میں مختلف طبقہ فکر سے متعلق ماہرین کی آراء کو بھی شامل کیا گیا ہے جن میں ماہرین

نفسیات، گائنالوجسٹ، عالم دین، معلم کراچی یونی ورسٹی، سماجی کارکن اور میرج بیورو وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اخبارات ورسائل میں موضوع سے متعلق آنے والے آرٹیکل کو بھی شامل کیا گیا ہے اور موضوع سے متعلق مواد کو بھی اچھی طرح جانچ پڑتال کے بعد شامل کیا گیا ہے۔

باب سوئم میں منہاج تحقیق(Methodology) کو بیان کیا گیا ہے اس میں دائرہ تحقیق ،نمونہ بندی، معطیات کی جمع بندی،معطیات کی درجہ بندی، تجزیہ کا شماریاتی جائزہ، کائی اسکوائر اور شرح ربط کو بیان کیا گیا ہے۔ اس باب میں ہماری تحقیق کی نوعیت توضیحی اور تفتیشی دونوں ہیں۔

باب چہارم میں سوالنامہ کو جدول کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے۔جوابات کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اسمیں مفروضات اور اس کے جدول کو بھی پیش کیا گیا ہے۔

باب پنجم میں پوری تحقیق کا خلاصہ،نتائج،اور آخر میں سفارشات پیش کی گئیں ہیں۔ اس کے علاوہ اس باب میں ہم نے تحقیق کے دوران پیش آنے والی مشکلات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

Topic: A study of Trend towards delayed marriages and its Social Impact

The topic of our research thesis is about the cause and consiquence of the late marriage.

In this research we have tried to find out the problem and to know also which class of this people are mostly affected by this problem. We have also tried to know about its future impact on society prosperous families are facing the same problem, while apparently there is no reason for it. However, poverty seems to be one issue of late marriages.

It Seams as if among the educated, late marriages have taken the from of a fashion. Through our research we have tried to enquire into the matter.

A negative impact of late marriages is that after a particular age both specially the women refuse to get married at all and when this tendency prevails at a large scale among the youngster what will be the fate of society as a whole. Its consequences may well be imagined. Social evils are opt to generate. Our society is basically religious.

Late marriage is not commendable in Islam. Life of celibacy is totally against Islamic bent of mind.

It is quite a new topic and no research has been made on it so far.

This important topic is comprised of five chapters, manipulated by the researcher for her research.

Chapter one is consisted of brief discussion and the justification of problem, meaning of late marriage, wedding problems and customs, concept of kin in Islam, sociological and Islamic concept of marriage and key concepts, Hypothesis and Variables have been discussed.

In chapter two, we have discussed the background, related literature, which are based on social, Islamic and Christian ideology/ views. In this chapter we also included the views and thoughts of expert in the field. Such as psychologists, scholars, teachers of Karachi University, NGOs, workers, Marriage Bureaus, Gynecologist etc. Besides this different articles, related to this topic in newspaper and magazines are also included.

Our third chapter in methodology, in which a research frame work, its sampling, method of data collection, measurement of variables, analysis of statistical method, chi-square and co-efficient of contingency has been defined. Both descriptive and explanatory study are including in this chapter. Though sampling is purposive, both, qualitative and quantitative methods are used for analysis of the data.

In chapter four the answers of questionnaire have been represented in the form of simple tables, and the hypothesis and its contingency tables are also shown in this chapter.

In chapter five, whole summary of research, its conclusion and recommendation in the light of the results have been defined. Besides, the problems, faced by the researcher in this research have also been mentioned.

فہرست مضامین

باب اول

تعارف

فہرست جدول

باب اوّل

"تاخیر سے شادی کے رجحان اور اس کے معاشرتی مضمرات پر مشتمل آراء کا مطالعہ"۔

باب اول۔ تعارف

۱.۱۔ مسئلہ کی وضاحت

زیر نظر موضوع تحقیق بالکل نیا ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق اس پر اس سے پہلے کوئی تحقیق نہیں کی گئی یہ موضوع ایک ایسے مسئلے کی نشاندہی کرتا ہے جس کا شعور غالباً ابھی لوگوں کو کم ہے کیونکہ یہ مسئلہ ایک طرح سے نیا نیا سامنے آیا ہے۔

پاکستان میں تاخیر سے شادی کا رجحان بھی نیا ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے؟ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کی ہی شادیاں تاخیر سے اور زیادہ عمروں میں ہو رہی ہیں لیکن یہ بات مشاہدے میں آرہی ہے کہ لڑکوں کے بالمقابل لڑکیوں کی عمروں میں زیادتی کو زیادہ محسوس کیا جا رہا ہے اور یہ بات لوگوں کیلئے تشویش کا باعث ثابت ہو رہی ہے لڑکی کی عمر اگر زیادہ ہو جائے تو شادی ہی نہیں ہوسکتی اور وہ بوڑھی ہو جاتی ہیں لیکن لڑکوں کی عمر بوقت شادی خواہ کچھ بھی ہو اس پر تشویش کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا جیسا کہ لڑکیوں کے بارے میں کیا جاتا ہے یہ بھی ایک غور طلب مسئلہ ہے کہ لڑکیوں کی شادی زیادہ عمر ہو جانے سے نہیں ہوتی۔ پاکستان میں ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں

کا نقطہ نظر یہ ہے کہ لڑکی کی شادی کی موزوں و مناسب عمر اٹھارہ (۱۸) سے بائیس (۲۲) سال ہونی چاہئے لیکن ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ آجکل لڑکیوں کی شادیاں اس سے زیادہ عمر یعنی ۲۵ تا ۳۰ یا ۳۲ سے ۳۵ سال تک کی عمر میں ہورہی ہیں۔ اسی طرح لڑکوں کی شادی کے متعلق لوگوں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ان کی شادی کیلئے موزوں عمر چوبیس (۲۴) تا (۲۷) ستائیس سال یا اٹھائیس (۲۸) سال ہونی چاہئے لیکن ان کی شادیاں بھی آجکل ۳۵ یا اس سے زائد عمروں میں ہی ہورہی ہیں۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھر میں بڑی لڑکی کے ہوتے ہوئے چھوٹی لڑکی کا رشتہ آتا ہے تو یہ کہہ کر انکار کردیا جاتا ہے کہ بڑی لڑکی کے بعد اس پر غور کریں گے اور اس طرح شادی میں تاخیر ہوتی جاتی ہے آج کل یہ رجحان بھی دیکھنے میں آرہا ہے کہ شادی کیلئے کم عمر لڑکی کو ترجیح دی جاتی ہے بشرطیکہ خوبصورت بھی ہو۔ شاید اس لئے کہ شادی کے بعد اس پر باآسانی کنٹرول کیا جاسکتا ہے زیادہ عمر ہوجانے سے عادت میں پختگی اور دماغ میں سختی پیدا ہوجاتی ہے اس لئے شوہر سے نباہ مشکل ہوجاتا ہے جبکہ کم عمر لڑکی رعب میں رہتی ہے، زیادہ بول نہیں سکتی اور زیادہ فرمابردار ہوتی ہے۔

غرض کہ ہمارا معاشرہ زیادہ عمر والی لڑکیوں کو شادی کیلئے مناسب نہیں سمجھتا لیکن لڑکے کی عمر کیلئے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ اس کے اسباب اور وجوہات کا پتہ لگانا ضروری ہے اس سلسلے میں ہمارا ذہن دو طرف جاتا ہے اس فرق و امتیاز کے دو پہلو ہوسکتے ہیں۔ اول ہماری روایات دوم معاشرتی نقصانات۔ ہماری تحقیق سے معلوم ہوگا کہ حقیقت کیا ہے؟ تاخیر سے شادی کرنے سے معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہونے کے امکانات بھی ہیں لیکن یہ بات پورے وثوق کے ساتھ تحقیق کے بعد

اسلام میں یوں تو شادی کیلئے کوئی عمر مقرر نہیں کی گئی ۔ لیکن اسلام نے بلا وجہ تاخیر کی شادی کو بھی پسند نہیں کیا۔ شادی کے متعلق حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے ۔

" جیسے ہی لڑکا لڑکی بالغ ہو جائیں انکو رشتہ مناکحت میں منسلک کر دیا جائے " ۔

(بخاری مسلم)

ستمبر ۱۹۹۸ء میں چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس اجمل میاں کی سربراہی میں کام کرنے والے پاکستان لاء کمیشن نے میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات اور عورتوں کے حقوق سے متعلق ایک دستاویز جاری کی ۔ اس دستاویز کے مطابق پاکستان میں نکاح کے وقت لڑکی کی عمر کم سے کم سولہ سال اور لڑکے کی عمر اٹھارہ سال ہونا ضروری ہے ۔ 1962ء کے فیملی لاء میں بھی لڑکا، لڑکی (مرد و عورت) کی عمر کا تعین کیا گیا ہے ۔

تعلیمی ترقی، صنعتی ترقی اور معاشرے میں دوسری تبدیلیوں کی وجہ سے خصوصاً شہری علاقوں میں یہ روش مشاہدے میں آ رہی ہے کہ لڑکے لڑکیوں کی زیادہ عمروں میں شادیاں ہو رہی ہیں ۔ بظاہر اس سے کوئی نقصان نظر نہیں آتا ۔ لیکن لڑکیوں کے والدین کو مردوں یا لڑکوں کے والدین کے مقابلے میں یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ اگر لڑکی کی عمر زیادہ ہو جائے تو شادی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں اسلئے ان کی یعنی (والدین) کی خواہش ہوتی ہے کہ کم سے کم عمر میں لڑکی کی شادی کر دی جائے اور وہ

اپنی زندگیوں میں ہی اپنی بیٹیوں کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں وہ اس چیز کو غالباً اپنے لئے باعث سکون اور خوشی محسوس کرتے ہیں کہ ان کی جلد شادی ہو جائے۔

ابقول مفتی محمد شفیع (مرحوم) اسلام میں بلوغ کسی عمر کے ساتھ مقید نہیں ہے بلکہ اس کا دارومدار ان آثار پر ہے جو بالغوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان آثار کے اعتبار سے جس وقت بھی وہ نکاح (شادی) کے قابل ہو جائیں بالغ سمجھے جائیں گے۔ خواہ عمر ۱۳ یا ۱۴ سال کی ہی ہو۔ البتہ اگر کسی میں آثار بلوغ نمودار ہی نہ ہوں تو عمر کے اعتبار سے اس کو بالغ قرار دیا جاتا ہے۔ لڑکی کیلئے سترہ (۱۷) سال مقرر کئے گئے ہیں اور بعض نے دونوں کیلئے سترہ سال مقرر کئے گئے ہیں اور بعض نے دونوں کیلئے پندرہ ۱۵ سال قرار دیئے ہیں۔ "امام ابوحنیفہ کے مذہب میں فتویٰ اس قول پر ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں جیسے ہی پندرہ سال کی عمر پوری کرتے ہیں شرعاً بالغ قرار دیئے جائیں گے چاہے آثار بلوغ پائے جائیں یا نہیں۔ ۱

دوسری صدی ہجری میں جب اسلامی قانون کی تدوین ہوئی تو امام ابن شبرمہؒ نے فتویٰ جاری کیا کہ شادی کے وقت لڑکے کی عمر کم از کم اٹھارہ سال اور لڑکی کی عمر سولہ ۱۶ سال ہونی چاہئے ہمارے ملک میں ۱۹۶۱ء کے عائلی قانون میں اس فتویٰ کو ہی اختیار کر لیا گیا ہے۔ ۲

زیر بحث مسئلہ چونکہ تاخیر سے شادی کے بارے میں ہے اور ہم یہی تحقیق کرنے جا رہے ہیں کہ لوگ تاخیر سے شادیاں کیوں کر رہے ہیں؟ اور اس کے معاشرے پر کیا لازمی اثرات مرتب

ہونگے ؟ یہاں یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ دیر سے شادی کے بارے میں خواہ مردوں میں اتنی تشویش نہ پائی جاتی ہو اور عورتوں اور مردوں کی تاخیر کی شادی سے فی الحال معاشرے پر برے اثرات زیادہ محسوس نہ کئے جائیں لیکن مستقبل میں اس کے گہرے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں ۔ غرض کہ آج کے اس تیزی سے ترقی کرتے ہوئے معاشرے میں جہاں اور بہت سے مسائل پیدا ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں شادی جو کہ سنت نبوی ﷺ ہے اور مذہبی فریضہ بھی ہے ایک مسئلہ بن کے رہ گئی ہے ۔ آج سے پچیس (۲۵) تیس (۳۰) سال قبل والدین کیلئے اپنی اولاد کی شادی کرنا اتنا مسئلہ نہیں ہوتا تھا جتنا کہ آج یہ ایک مسئلہ بن گیا ہے اور اب لوگ چھوٹی عمروں کی نسبت بڑی عمر میں شادی کرنے کو ترجیح دے رہے ہیں اور شہروں میں یہ رجحان بہت زیادہ ہے اگرچہ یہ تاخیر سے شادی کا رجحان آج کا نہیں ہے بلکہ گذشتہ چند سالوں سے پروان چڑھا ہے لیکن لوگوں میں تعلیم اور شعور و آگہی کی کمی کی وجہ سے پوری طرح ابھر کر سامنے نہیں آرہا تھا لیکن اب یہ آہستہ آہستہ ایک مسئلے کی شکل اختیار کر کے سامنے آیا ہے اور کافی حد تک ایک سنگین مسئلے کی شکل اختیار کر گیا ہے ۔

پاکستان میں لڑکیوں کی شادی ایک مسئلہ بن کر رہ گئی ہے اور اس میں اکثریت انتہائی غریب گھرانوں سے تعلق رکھنے والی لڑکیوں کی ہے مردوں کی نسبت خواتین کی شادیوں میں زیادہ تاخیر ہو رہی ہے اور غالباً اس کی وجہ مناسب رشتہ نہ ملنا اور مرد حضرات کا شادی کو التواء میں ڈالے رکھنا ہے کیونکہ شادی کا مسئلہ مردوں کے بالمقابل خواتین کے بارے میں زیادہ ہے لوگوں کو لڑکیوں کی شادی کی زیادہ فکر رہتی ہے بالمقابل لڑکوں کے غریب و اوسط اور دولت مند طبقے میں لڑکے کی تاخیر سے شادی میں زیادہ تشویش نہیں پائی جاتی ہے اس کے علاوہ بہت دولتمند اور تعلیم یافتہ گھرانوں میں

بھی لڑکے لڑکی کی زیادہ عمر میں شادی پر شاید اتنی تشویش نہیں پائی جاتی لیکن درمیانے طبقے میں اور غریب طبقے میں اصل مسئلہ ہی لڑکی کی عمر کے بارے میں پایا جاتا ہے کیونکہ اگر لڑکی کی شادی کی ایک خاص عمر نکل جائے تو ایسی لڑکیوں کے رشتے آنا بند ہو جاتے ہیں مسائل میں اضافہ ہونا شروع ہو جاتا ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں یہ تصور یقین کی حد تک پایا جاتا ہے کہ عورت مرد کے سہارے ہی زندگی بسر کر سکتی ہے اسی لئے بڑی عمر کی غیر شادی شدہ لڑکیوں کو معاشرہ نہ صرف معیوب نظروں سے دیکھتا ہے بلکہ ان پر الزام تراشیاں بھی ہوتی ہیں سوال یہ ہے کہ اس صورتحال میں اس غریب لڑکی کا اپنا قصور کیا ہے۔ خواہ وہ بدصورت ہو یا اسکا تعلق ایک غریب گھرانے سے ہو۔ ماں باپ کے بروقت فیصلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے یا اس مسئلے کی طرف بروقت توجہ نہ دینے کے باعث لڑکے لڑکیوں کی شادی کی مناسب عمریں گذر جاتی ہیں اور لوگ لڑکیوں میں عیب نکالنے لگتے ہیں۔ حالانکہ اس بدنصیبی میں قصور ان کا نہیں ہوتا بلکہ حالات اور ان کے والدین کا ہی ہوتا ہے جنہوں نے بروقت اپنا فرض ادا نہیں کیا اور اسلام میں بھی تاخیر کی شادی کو مستحسن قرار نہیں دیا گیا بلکہ بلوغت کے فوراً بعد کی شادی کو ترجیح دی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا کہ جب تین چیزوں کا وقت آجائے تو فوراً کر لو یعنی اس میں تاخیر نہ کرو۔

۱۔ جب نماز کا وقت آجائے تو نماز موخر نہ کی جائے۔

۲۔ میت کی تجہیز و تکفین میں تاخیر نہ کی جائے۔

لیکن آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ مذہب اسلام کی اتنی تاکید کے باوجود عموماً سرپرست حضرات اس اہم معاملے میں تساہل سے کام لے رہے ہیں۔

شادی میں تاخیر یوں تو لڑکے اور لڑکی دونوں طرف سے ہو رہی ہے لیکن شادی کا اصل مسئلہ بھی لڑکیوں کا ہے کہ اگر ان کی شادی کی عمریں نکل جائیں تو بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں بہ نسبت لڑکوں کے اس میں والدین کی لاپرواہی، تساہلی اور غیر ذمہ داری بھی ہے جب ایک خاص عمر گذرنے کے بعد لڑکی پر بڑھاپے کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو وہ بوڑھی ہو کر اللہ کو پیاری ہو جاتی ہے اور اس طرح بن بیاہی ہی اسکی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ شروع شروع میں رشتے آتے ہیں۔ لیکن والدین انکاری ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھا جائے گا۔ ابھی لڑکی کی عمر ہی کیا ہے۔ غالباً خوب سے خوب تر کی تلاش ہوتی ہے بہت سے دیگر عوامل زیر نظر ہوتے ہیں۔ رشتے سے بار بار انکار کا قدرت یہ بدلہ لیتی ہے کہ رشتے آنا بند ہو جاتے ہیں اور اب مایوسی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

آج کل ایک رجحان یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ شادیاں غیروں میں کی جا رہی ہیں، اس سے مسئلہ اور بھی الجھ گیا ہے والدین کو اپنے خاندان سے یا رشتہ داروں سے باہر لڑکی کی شادی کرنے میں بڑی ہچکچاہٹ ہوتی ہے لیکن اپنوں میں رشتہ کو پسند بھی نہیں کیا جاتا۔ غالباً اس کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ خاندان کا رشتہ ان کے معیار کے مطابق نہیں ہوتا اور دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان کو ڈر ہوتا ہے کہ ابھی ان رشتوں میں جو محبت اور اپنائیت ہے رشتے کرنے کے بعد وہ ختم نہ ہو جائے۔

دوسرے یہ کہ اپنوں میں جہیز کا مطالبہ ذرا مشکل سے ہوتا ہے۔ غیروں میں دیگر مطالبات دل کھول کر کئے جا سکتے ہیں۔ خوبصورت لڑکی اور اعلیٰ و بااثر خاندان سے تعلق کا زیادہ امکان پایا جاتا ہے اور اپنوں میں یہ سب نہیں دیکھا جاتا۔

تاخیر سے شادیاں آجکل دونوں طرف سے ہی ہو رہی ہیں یعنی لڑکا اور لڑکی دونوں کی ہی شادیوں میں تاخیر ہو رہی ہیں لیکن زیادہ تاخیر لڑکی کی شادی میں ہی ہو رہی ہے اور اسکی وجہ لڑکیوں کا زیادہ پڑھنا، ڈگریاں لینا اور ملازمت کرنا، خاندان کی کفالت کرنا اور اسی طرح کی دوسری بہت سی وجوہات ہیں۔ آج کی عورت جو ایک نئے دور سے گذر رہی ہے اس میں تعلیم کی بدولت ایک نیا شعور پیدا ہو چکا ہے اور وہ انیسویں صدی یا قبل ازیں کی مثال بنکر نہیں رہنا چاہتی۔ مغربی تہذیب کی بدولت وہ شوہر کے شانوں پر بوجھ بننے کے بجائے ضروریات زندگی کے تقاضے کو پورا کرنے کی خود سعی کرنا چاہتی ہے دیہاتوں کی بہ نسبت شہروں میں لڑکیوں کو چونکہ تعلیم کے مواقع زیادہ میسر ہوتے ہیں اور ان کو حقوق کا شعور حاصل ہوتا ہے لہٰذا ان میں شعور و آگہی بھی دیہاتی خواتین کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے اور پھر ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک عورت ہونے کے ناطے کیا کیا حقوق ہیں تو پھر وہ شادی کے معاملے میں بھی اپنی پسند و ناپسند کو ملحوظ خاطر رکھتی ہیں۔ لیکن بعض دفعہ یہی چیز ان کی شادی میں تاخیر کا سبب بن جاتی ہے کیوں کہ وہ اچھے سے اچھے کی تلاش میں شادی کی عمر گنوا دیتی ہیں۔

شادی میں تاخیر اور رکاوٹ کی ایک وجہ "جہیز" بھی ہے ہمارے معاشرے میں بناوٹ اور رر دکھاوے کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی جا رہی ہے بلکہ اب تو لڑکی کی جسامت سے زیادہ جہیز کی

جسامت ،لڑکی کی صورت سے زیادہ جہیز کی صورت اور لڑکی کی سیرت سے زیادہ جہیز کی قیمت دیکھی جاتی ہے اس کے علاوہ ہمارے ہاں ایک مخصوص طبقے کے والدین کی سوچ کا منفی ہونا بھی ہے یعنی میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھوتھو۔ جب والدین اپنے بیٹوں کیلئے لڑکیوں کی تلاش کرتے ہیں تو درجنوں لڑکیوں کو دیکھنے کے باوجود انہیں اپنے بیٹے کیلئے کوئی لڑکی پسند نہیں آتی۔ ایسے والدین کی نظر میں وقت پڑنے پر اپنی بیٹی چاند کا ٹکڑا اور دوسری کی بیٹی خامیوں کا پتلا بن جاتی ہے چاہے ان کا اپنا بیٹا کیسا ہی کیوں نہ ہو لیکن بہو انہیں حور و پری کے مثل چاہئے۔

آج کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور ہوش ربا "مہنگائی" ہے عام آدمی کی کمر توڑ کر رکھدی ہے بدلتے ہوئے معاشی تناظر میں آج پوری سوسائٹی دوڑ میں لگی ہوئی ہے ہر شخص دوسرے سے آگے نکلنا چاہتا ہے اور ہر شخص خوب سے خوب تر کی تلاش میں لگا ہوا ہے روز بہ روز بڑھتی ہوئی "مہنگائی" نے شادی کو ایک مسئلہ بنا دیا ہے کیوں کہ اس شادی کے موقع پر جو اخراجات آتے ہیں وہ ایک عام آدمی کیلئے پورا کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔

دوسری طرف "برادری سسٹم" بھی تاخیر سے شادی کے رجحان میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کیونکہ بہت سے گھرانے ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بچوں اور بچیوں کی شادیاں خاندان اور ذات برادری سے باہر نہیں کرنا چاہتے۔ اور اس طرح ان کی اولادوں کی شادی کی عمریں ڈھلتی جاتی ہیں۔ آج کے دور میں لڑکیوں کی توقعات اور مطالبات میں اضافہ ہوگیا ہے ان کی سوچ کا معیار بھی بلند ہوگیا ہے۔ شادی سے متعلق بعض دفعہ لڑکے لڑکیوں کے ذہنوں میں ایسا ڈرامہ خوف بیٹھا دیا

جا تا ہے خصوصاً لڑکیوں کے، کہ پھر وہ یا تو شادی کرنے سے ہی ڈرتے ہیں یا بالکل نہیں کرتے۔ ایک عام نقطہ نظر یہ بھی ہے کہ وہ لڑکے لڑکیاں جو پہلوٹی کے ہوتے ہیں تو بعض دفعہ ایسے لوگوں کی شادی میں بھی تاخیر ہوتی ہے کیونکہ وہ خود والدین سے دور نہیں ہونا چاہتے اور بعض دفعہ والدین انہیں اپنے سے دور نہیں کرنا چاہتے۔

بلاشبہ آج کی دنیا اقتصادی اور معاشی لحاظ سے دو طبقوں میں بٹی ہوئی ہے ایک طبقہ دولت کی فراوانی اور تعیشات زندگی سے مالا مال ہے اور وہ ہر طرح کی قدروں سے بے نیاز ہے جبکہ دوسرا طبقہ غربت اور تنگی و افلاس کی ظالم اور بے رحم چکی میں گھن کی طرح پس رہا ہے۔ موت کا ظالم فرشتہ ہر وقت ان کے سرہانے کھڑا رہتا ہے لیکن مسائل کے سلسلے میں دونوں طبقے یکساں اہمیت کے حامل ہیں دونوں کے اخراجات اور دیگر معاملات زندگی مشترک ہیں۔ مثال کے طور پر دونوں طبقوں مین شادی میں تاخیر کے رجحان کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ پہلا طبقہ اپنے وسائل رکھنے کے باوجود حل کرنے سے قاصر ہے اور دوسرا طبقہ وسائل کی کمی کی بدولت حل کرنے میں ناکام ہے ویسے تو تاخیر سے شادی کا رجحان سب طبقوں میں ہے اور یہ کسی ایک طبقے کا مسئلہ نہیں ہے اونچے طبقے کے پاس جب پیسہ زیادہ آجاتا ہے تو یہ چیز ان کیلئے اور انکی شادی کیلئے مسئلہ پیدا کرتی ہے کیونکہ پھر وہ اپنے سے کم حیثیت میں شادی نہیں کرنا چاہتے۔ ان کا اپنا ایک معاشی معیار بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے طبقے کے لوگ عموماً کلبوں کی رکنیت اختیار کر لیتے ہیں اور پھر وہیں سے ان کی ضرورتیں پوری ہو رہی ہوتی ہیں۔ لہذا وہ شادی جیسے مقدس بندھن میں بندھنا نہیں چاہتے۔ یا شادی میں تاخیر سے کام لیتے ہیں۔ ان لوگوں میں خاندان سے باہر شادی کا رجحان زیادہ ہوتا ہے غرض کہ اس

طبقے نے تاخیر سے شادی کو ایک فیشن بنالیا ہے۔ درحقیقت شادی کا اصل مسئلہ بھی درمیانہ طبقہ کا ہے نہ کہ اونچے اور غریب طبقے کا انہیں کی دیکھا دیکھی دوسرے طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اس چیز کو اپنالیا ہے جسے ہم دوسرے لفظوں میں بھیڑ چال بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک کام کسی کو کرتے دیکھا اور سب نے وہی چیز اپنالی۔ قطعۂ نظر اس کہ اس میں فائدہ کیا ہے اور نقصان کیا ہے؟

علماء کرام اور مولوی حضرات لوگوں کا عام خیال ہے کہ تاخیر سے شادی کا رجحان شہری پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ لوگوں میں زیادہ ہے اور غالباً اس کی وجہ معاشی، معاشرتی پریشانیاں، کم آمدنی، علیحدہ رہائش کا نہ ہونا۔ برسر روزگار نہ ہونا، اچھے خاندانوں اور مناسب جوڑ کے رشتوں کا نہ ملنا اور مغربی تہذیب کی تقلید کرنا شامل ہے۔ ماضی میں شادی کرتے وقت لڑکے کا شریف ہونا اور برسر روزگار ہونا اور لڑکیوں کیلئے قبول صورت ہونا، سلیقہ مند ہونا ہی کافی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب ہمارے معاشرے میں معاشی منصب و مرتبہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ غالباً تاخیر سے شادی کا رجحان اعلی خاندان۔ تعلیم یافتہ خاندا، دولت مند خاندان اور مغربی طور زندگی کا ایک فیشن بنتا جا رہا ہے۔

اسی طرح "ملازمت پیشہ "خواتین کی شادی میں بعض اوقات ان کی "ملازمت" بھی ایک مسئلہ بن جاتی ہے۔ ایسی لڑکیوں کی شادی یا تو باآسانی ہوجاتی ہے یا اس میں مزید رخنہ پیدا ہوجاتا ہے کیونکہ کمانے والی لڑکی کی قدر میں ایک طرف اضافہ کے ساتھ ساتھ بہت سے لوگ اسے پسند نہیں کرتے کیونکہ اس طرح ان کا مرد کے کنٹرول سے باہر ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسی لڑکیاں یا عورتیں باآسانی شادی کے لئے تیار بھی نہیں ہوتی۔ دوسری طرف اگر نوجوان شادی کی

ذمہ داریوں سے گریز کرنے لگیں اور شادی کو پریشانیوں کا سبب تصور کریں تو لڑکیوں کی شادی کیسے ہوگی۔

معاشرے میں تیزی سے جڑ پکڑتے ہوئے اس المیے کے متعلق ممتاز عالم دین، سابق صوبائی وزیر مذہبی امور، زکواۃ عشر واوقاف مولانا ولی رازی کا کہنا ہے کہ شادی سے متعلق مسائل میں ایک بڑا مسئلہ ہمارے ہاں مذہب سے دوری ہے۔ کیونکہ مذہب سے دوری کی وجہ سے ہی ہماری ترجیحات میں بہت تبدیلی آگئی ہے یعنی مغربی تہذیب وتمدن کا رنگ ہمارے اوپر کچھ اسطرح سے غالب آیا ہے کہ آہستہ آہستہ ہمارا طرز زندگی تبدیل ہوتا چلا گیا۔ لیکن ہمیں اس کا احساس تک نہ ہوا۔ ہماری بہت سی خصوصیات مغرب نے اپنالیں اور ان کی بہت سی خامیاں ہمارا نصب العین بن گئیں۔ یہاں تک کہ شادی جیسا خوبصورت اور اٹوٹ بندھن تک غلط روایات کی بھینٹ چڑھ گیا۔

جیسا کہ ہم ابتداء میں بتا چکے ہیں کہ ہماری تحقیق کا مقصد تاخیر سے شادی کے رجحان اور اس کے اثرات کا جائزہ لینا ہے اور یہ لڑکے لڑکیوں پر خصوصاً لڑکیوں پر تاخیر سے شادی کے کیا اثرات مرتب ہونگے کیونکہ شادی کا اصل مسئلہ لڑکیوں کا ہے بہ نسبت لڑکوں کے اگر لڑکی کی شادی کی مناسب عمر گذر جائے تو ان کے پیغام آنا ہی بند ہو جاتے ہیں جبکہ لڑکوں کے معاملے میں ایسا نہیں ہے خواہ ان کی عمر کتنی ہی ہو لیکن شادی ان کیلئے اتنا مسئلہ نہیں ہوتی جتنا لڑکیوں کیلئے ہوتی ہے۔ معاشرہ روز بروز اس قدر بدل رہا ہے کہ جنسی آزادی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے جنسی تعلقات کے قائم کرنے میں آسانی کے سبب شادی کی ضرورت کا احساس ختم ہوتا جا رہا ہے حالانکہ شادی کا مقصد صرف جنسی خواہش کی

تکمیل نہیں ہے یہ ایک اہم تقاضہ ہے لیکن اگر یہ تقاضہ بغیر شادی کے پورا ہو جائے تو پھر شادی کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے اور بالخصوص اگر شادی کا مقصد ہی جنسی تسکین فرض کرلیا جائے تو شادی کی کیا ضرورت ہے اس کے بغیر یہ مقصد با آسانی پورا کیا جا سکتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زندگی بسر کرنے کے طریقہ سکھائے اور ہر اس پاکیزہ عمل کو انسان کیلئے پسند فرمایا، جو دین فطرت کے عین مطابق ہو۔ دین اسلام کے رو سے مجرد زندگی گزارنا ایک ناپسندیدہ فعل ہے، ازدواجی زندگی گزارنا ہی شریعت کا منشاء ہے۔ اسلام سے دوری ہی دراصل آج کے معاشرے کی تباہی کا سبب ہے۔ آج کے نوجوان سنت نبوی پر عمل کے بجائے مغربی معاشرے کی روایات کو اپناتے نظر آتے ہیں اور محض خوشحالی اور مالی آسودگی کے انتظار میں شادی بیاہ میں تاخیر کرتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں عام طور پر غریب آدمی اس لئے شادی سے گھبراتا ہے کہ وہ گھریلو ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دبا رہتا ہے ایسے آدمی سے عموماً لڑکی کے والدین بھی اپنی بیٹی کی شادی کرتے ہوئے گریز کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اللہ کی خوشنودی اور اپنے ایمان و اخلاق کی حفاظت کیلئے نکاح کرتا ہے تو ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ نے خوشحالی کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ خوشخبری سنائی گئی ہے کہ نکاح غربت میں اضافہ نہیں کرتا بلکہ خوشحالی کا ذریعہ بنتا ہے۔ حضور ﷺ سے بہت سے ایسی احادیث منسوب ہیں جس سے ان خیالات کی تائید ہوتی ہے۔

دینی حوالے سے ازدواجی زندگی خیر و برکت کا ذریعہ اس طرح ہے کہ اگر ایک شخص کی تقدیر میں غربت ہوگی تو شاید دوسرے کی تقدیر میں خوشحالی ہو تو ایک دوسرے کو فائدہ حاصل ہوگا پھر آگے اولاد آئے گی تو اس کی قسمت کا بھی رزق آئے گا۔ پھر جب نئے ذہن گھر میں آئیں گے تو ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی۔ لہذا نوجوان کو محض خوشحالی کے انتظار میں نکاح میں تاخیر بے معنی ہے

گذشتہ دوسو سال میں صنعتی انقلاب کے بعد سے زندگی کے حالات میں کچھ ایسی تبدیلیاں رونما ہوگئی ہیں کہ مغربی ثقافت کا مستقبل بھی خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ اس میں کچھ ایسا تصنع پیدا ہوگیا ہے کہ شادی کا ادارہ موجودہ معاشرہ کیلئے غیر موزوں ثابت ہو رہا ہے۔ اگر اس کو بچانا ہے تو پھر ان تبدیلیوں کا جائزہ لینا پڑے گا جو ہماری ثقافت میں پیدا ہوگئی ہیں اور یہ دیکھنا پڑے گا کہ کیا ہم اس ادارہ میں اصلاح کر سکتے ہیں تاکہ اس کو سماجی استحکام کا فرض ادا کرنے کیلئے برقرار رکھا جا سکے۔ یا اس مسئلہ پر ہم کو دوسرے نقطہ نظر سے غور کرنے کی ضرورت ہے یعنی جب ایک معین ادارہ ایک نئے قسم کے تمدن کیلئے غیر موزوں ثابت ہو رہا ہے تو اس سے لازماً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ثقافت میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

حقیقت بھی یہ ہے کہ ثقافت کی موجودہ روش کی تحقیقات نہ صرف ضروری ہے بلکہ اس میں اصلاح اور ترمیم بھی ہونی چاہئے ممکن ہے تحقیقات کے دوران ہمیں یہ معلوم ہو کہ اب تک ہم جس چیز کو ترقی اور ارتقاء سمجھ رہے تھے وہ حقیقت میں تنزل اور انحطاط ہے اور ہم جس راستہ پر جا رہے ہیں وہ ہمیں تباہی کی طرف لے جا رہا ہے یہ نتیجہ صحیح بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ہم جس دور سے گذر رہے

ہیں وہاں زندگی کی قدریں مفروضات پر قائم ہیں اور جہاں مادی خوشحالی اور روحانی انحطاط کا دور دورہ ہے۔

بہرکیف مغربی زندگی میں شادی نے اپنی افادیت کھو دی ہے آج معاشرے میں بھی شادی جیسا مقدس بندھن ایک پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے اور یہ مغرب کا ہی اثر ہے جس کا رنگ بہت حد تک ہمارے معاشرے پر چڑھ چکا ہے۔

چنانچہ شادی کے مفہوم میں جو قدیم تصورات اور روایات داخل تھیں وہ اب باقی نہ رہیں اب تو شادی کی جگہ آزمائشی شادیوں کا رواج ہو چلا ہے اور بعض حلقوں سے اس امر کا پرچار کیا جاتا ہے کہ جنسی تعلقات پر کسی قسم کی تحدید عائد نہیں ہونی چاہئے بلکہ آزاد محبت (Free Love) کی عام اجازت ہونی چاہئے۔ باالفاظ دیگر آج انسانیت ہزاروں سال کے ارتقاء کے بعد پھر اس مقام پر پہنچ رہی ہے جو اس کا نقطۂ آغاز تھا۔

قدیم زمانے میں شادی کو ایک مقدس فرض سمجھا جاتا تھا مرد اور عورت بہرکیف اس تعلق کو استوار رکھنے کیلئے ہر قسم کے ایثار اور قربانی سے کام لیتے تھے۔ انیسویں صدی عیسوی تک لڑکیوں (عورتوں) کیلئے شادی کا یہ مفہوم تھا کہ اس سے انہیں ایک گھر میسر ہوگا، معاشرتی رتبہ ملے گا، امن و آسائش سے زندگی بسر ہوگی اور بچوں کی پیدائش اور نگہداشت کا موقع ملے گا۔ ان چیزوں کے سوا چونکہ عورت کی ضروریات میں جذباتی عنصر شریک نہ تھا اس عورتیں ہر قسم کی تکلیف مصیبت اور جنسی

ناہمواری کو صبر وسکون سے برداشت کرتی تھیں۔انہیں جنسی آسودگی کے مطالبہ کا بھی خیال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب چونکہ انہیں اول الذکر دونوں حقوق حاصل ہوگئے ہین اس لئے موخر الذکر کو بھی وہ اپنا استحقاق سمجھتی ہیں اور اب اس مطالبہ میں ان کی جانب سے شدت پیدا ہونے کی وجہ سے انہیں سب سے زیادہ مایوسی اور ناامیدیوں سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔

موجودہ زمانہ کے کھلے معاشرہ میں اعلیٰ تعلیم اور ملازمتوں کے مواقع کی وجہ سے خواتین میں آزادی کا رجحان زیادہ ہے اور عورتوں کی اس آزادی سے شادی جیسے رشتے پر بھی بہت اثر پڑا ہے اب انکے سامنے ایک نئی دنیا ہے اور وہ خود کمانے لگیں ہیں ۔اس معاشی آزادی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسی عورتیں ہر معاملہ میں مرد سے مساوات کی طالب ہیں۔کشمکش حیات میں حصہ لینے کی وجہ سے وہ اس وظیفہ حیات سے بھی غافل ہوتی جارہی ہیں جسکے لئے انکی تخلیق عمل میں آئی تھی۔اور آج اسی لئے لڑکیوں کی شادی میں تاخیر ہورہی ہے۔

۱.۲ لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کے اسباب مختلف ہیں

ا۔ ملازمت اور رہائش کا مسئلہ

مردوں میں تاخیر کی شادی کا سبب ان کا بے روزگار اور رہائش کی عدم دستیابی ہوسکتا ہے لیکن بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کے پاس ملازمت تو ہوتی ہے لیکن رہنے کیلئے مکان نہیں ہوتا۔ ایسا شخص چاہتا ہے کہ وہ پہلے اپنے لئے اور آنے والی بیوی کیلئے مکان کا انتظام کرلے لیکن بعض دفعہ اس جدوجہد میں اتنی دیر ہوجاتی ہے کہ ان کی شادی میں تاخیر ہوجاتی ہے۔

۲۔ گھریلو ذمہ داریاں

بعض گھرانوں میں لڑکوں پر اپنی بہنوں کی شادی کی ذمہ داری اور گھر کی کفالت کی ذمہ داری ہوتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی بھی طرح انکے پاس اتنے پیسے ہو جائیں کہ وہ اپنی بہنوں کی ذمہ داری یعنی ان کی شادی کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں تو اس کے بعد ہی اپنی شادی کریں گے اور اس جدوجہد میں ان کی اپنی شادی کی عمر نکل جاتی ہے۔ بعض اوقات والدین لڑکے سے پہلے لڑکی کی شادی کو بوجوہ ترجیح دیتے ہیں

۳۔ آئیڈیل کی تلاش

اکثر مرد حضرات اپنے ذہنوں میں اپنی ہونے والی شریک حیات کیلئے ایک خاکہ بنا لیتے ہیں اور جب تک انہیں اپنے تصور کے مطابق لڑکی نہیں ملتی وہ شادی میں تاخیر کرتے رہتے ہیں۔

۴۔ بچوں کی ذمہ داری

بہت سے مرد حضرات شادی سے اس لئے گھبراتے ہیں یا اس وجہ سے تاخیر کرتے ہیں کہ وہ شادی کے بعد بچوں کی ذمہ داری یعنی بچوں کی تعلیم و تربیت، ان کی پرورش اور ان کے مختلف مسائل سے بچنا چاہتے ہیں تو ایسے لوگ یا تو شادی نہیں کرتے یا اس میں تاخیر سے کام لیتے ہیں تاکہ ان جھمیلوں سے دور رہ سکیں اور آزاد زندگی سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ترجمہ:

"تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ غریب ہیں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے

اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں انہیں چاہئے کہ عفت مآبی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے"۔

(النور۳۲:۲۴)

اس سلسلے میں بخاری و مسلم کی بھی حدیث ہے۔

"نوجوانوں تم میں سے جو شادی کر سکتا ہو اسے کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو بدنظری سے بچانے اور آدمی کو عفت قائم رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے اور جو استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے آدمی کی طبعیت کا جوش ٹھنڈا کر دیتے ہیں "

مندرجہ بالا قرآنی مفاہم اور احادیث شریفہ سے دو مطالب اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ اولاً یہ کہ مجرد یا غیر شادی شدہ زندگی اللہ کی نظر میں احسن نہیں اور نکاح کی استطاعت میسر نہ ہونے کی صورت میں عفت و پاکیزگی کی زندگی گزاری جائے اور یہ اللہ کے فضل کا سبب بن کر مرد اور عورت دونوں کو شادی کے قابل بنا دے گا۔ کیونکہ اللہ بڑا وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

۵۔ اخراجات کی ذمہ داری

پاکستانی معاشرہ میں لوگوں میں تاخیر سے شادی کرنے کی ایک وجہ معاشی ذرائع کی کمی بھی ہے چونکہ ہمارے معاشرے میں معاش کی زیادہ تر ذمہ داری مردوں پر ہے لہذا اگر مرد معاشی لحاظ سے غیر مستحکم ہوگا تو وہ شادی کے اخراجات اپنے گھر کی کفالت اور آنے والی کے اخراجات غرض کہ ہر طرح کی گھریلو ذمہ داریوں اور اخراجات کو پورا کرنے سے قاصر رہے گا اور ان سب چیزوں سے

۶۔ شکل وصورت کا مسئلہ

مردوں میں غالباً یہ ذہنیت عام طور پر پائی جاتی ہے کہ خواہ وہ خود شکل وصورت کے جیسے بھی ہوں لیکن وہ خوبصورت بیوی چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں ان کا معیار کافی اونچا ہوتا ہے پہلے زمانے میں لڑکا ہو یا لڑکی شادی کیلئے دونوں کی خوبصورتی سے زیادہ سیرت واخلاق کردار اور خاندانی شرافت کو دیکھا جاتا تھا لیکن آج کل ان اقدار کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے اور دولت، مرتبہ، رسوخ اور زور وقوت کو ترجیح دی جاتی ہے۔

۷۔ تعلیم

امتحانی نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کے مقابلے میں پیچھے نہیں ہیں اور وہ بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہیں عموماً لڑکے انٹر یا گریجویشن کے بعد کسی نہ کسی کاروبار یا ملازمت میں لگ جاتے ہیں تو ان کی تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور جب وہ شادی کرتے ہیں تو ان کا مطالبہ ہوتا ہے کہ لڑکی پڑھی لکھی ہو اور کم عمر بھی خواہ ان کی اپنی تعلیم کم ہی کیوں نہ ہو اور عمر زیادہ ہو۔ لہذا تعلیم کی کمی کا یہ مسئلہ ان کی اچھی جگہ شادی میں رکاوٹ کا باعث بن جاتا ہے اور یوں شادی کے انتظار میں ان کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے۔

۸۔ بڑے خاندان سے تعلق رکھنے والی لڑکی کی تلاش

آج کے مردوں میں تاخیر سے شادی کا ایک بڑا سبب ان کی خوب سے خوب تر کی تلاش ہے یعنی آج ہر مرد یہ چاہتا ہے کہ اس کی شادی ایک ایسے خاندان کی لڑکی سے ہو یا ایسے خاندان میں ہو

جو بہت امیر و کبیر ہو تا کہ وہ اسے مالی و معاشی دونوں لحاظ سے سہارا دے سکیں یا اسے کوئی کاروبار کروا سکیں اور لڑکی کے خاندانی تعلقات سے اثر و رسوخ سے وہ فائدہ اٹھا کر خود بھی وہ معاشرے میں کوئی عہدہ یا مرتبہ حاصل کر سکے۔ ان سب چیزوں کو حاصل کرنے میں مرد حضرات اکثر و بیشتر اپنی شادی کی مناسب عمریں گذار دیتے ہیں۔

۹۔ ملازمت کے باوجود مرد حضرات کا شادی میں تاخیر کرنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ شادی کے بعد کے تمام مسائل اور ذمہ داریوں جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے سے بچنا چاہتے ہیں اور اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر جنسی خواہش یا خواہشات بغیر شادی کے ہی بآسانی پوری ہو رہی ہوں تو وہ شادی جیسے بندھن میں بندھ کر اپنی آزادی سلب نہیں کروانا چاہتے اور اسی وجہ سے یا تو وہ شادی سے انکار کرتے ہیں یا شادی میں مختلف حیلے بہانے کرتے جاتے ہیں۔

۱۰۔ غربت کا مسئلہ

مردوں کی تاخیر سے شادی کے مسائل میں ایک اہم مسئلہ غربت بھی ہے کہ لڑکے کا تعلق کسی غریب گھر سے ہوتا ہے اور اس کے پاس اتنی رقم نہیں ہوتی کہ وہ اس سے اپنی شادی کے اخراجات کو پورا کر سکیں اور چونکہ اس پر نہ صرف اپنی بلکہ خاندان کی کفالت کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے لہذا ان سب ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور اپنی شادی کیلئے رقم جمع کرنے میں اس کی شادی میں تاخیر ہوتی جاتی ہے۔

۱.۳ لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کے ممکنہ اسباب

ا۔ بڑا گھر بڑے لوگ

لڑکیوں کی شادیوں میں تاخیر کے سلسلے میں جو مسائل حائل ہوتے ہیں ان میں ایک مسئلہ لڑکی والوں کا بڑا گھر اور بڑے یا اونچے گھرانے کی تلاش ہے آج نہ صرف لڑکی کے والدین بلکہ خود لڑکی کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی شادی بڑے گھر اور لوگوں میں ہو جبکہ پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا پہلے تو لڑکے کی شرافت اور روزگار دیکھ کر ہی والدین اپنی بیٹیاں بیاہ دیتے تھے لیکن آج اس چیز کی وجہ سے شادی جیسا خوبصورت بندھن مسئلہ بن گیا ہے اور تاخیر سے شادیوں کا سبب بھی۔

۲۔ لڑکیوں کی خوبصورتی / بدصورتی

لڑکیوں کا خوبصورت ہونا اور نہ ہونا بھی ان کی شادیوں میں تاخیر کا ایک اہم سبب ہے ہمارے یہاں لڑکے والوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی ہونے والی بہو خوبصورت ہو، پرکشش ہو خواہ ان کا اپنا بیٹا جیسا بھی ہو۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ جو لڑکی خوبصورت ہوتی ہے اس کی شادی جلدی ہو جاتی ہے برعکس کم خوبصورت لڑکی کے۔ غرض کہ جس مرد کی شادی ہو رہی ہوتی ہے صرف اس کے گھر والوں کی ہی نہیں بلکہ خود مرد کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ لڑکی خوبصورت ہو۔ غالباً اس کا سبب اپنی شہرت اور عزت میں اضافہ ہے کہ لوگ کہیں گے کہ دلہن خوبصورت ہے یا یہ کہ بڑا اچھا انتخاب ہے اور لوگ بڑے خوش قسمت ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"عورتوں سے ان کے حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح نہ کرو ہوسکتا ہے انکا حسن و جمال انہیں تباہی کی راہ پر ڈالے دے اور نہ ان کے مال و دولت کی وجہ سے شادی کرو، ہوسکتا ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور طغیانی میں مبتلا کر دے بلکہ دین کی بنیاد پر ان سے شادی کرو اور کالی کلوٹی باندی جو دین اور اخلاق سے آراستہ ہو وہ بہت بہتر ہے اس خاندانی حسینہ سے جو بداخلاق ہو" ؎

(ابن ماجہ)

آئیڈیل شوہر کی تلاش

مردوں کی طرح خواتین بھی اپنے ذہنوں میں اپنے شریک حیات کیلئے ایک خاکہ بنالیتی ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی شادی ایسے ہی شخص سے ہو جیسا کہ ان کے ذہن میں اس کا تصور یا خاکہ ہے اور آئیڈیل شوہر کی تلاش میں اکثر لڑکیاں اپنی شادی کی اصل عمریں کھو بیٹھتی ہیں اور پھر یا تو ان کی شادی نہیں ہوتی یا دیر سے اور بڑی عمروں میں ہوتی ہے لہذا آئیڈیل شوہر کی عدم دستیابی بھی لڑکیوں کی تاخیر کی شادی کا ایک اہم سبب ہے۔

غرض کہ شادی کے متعلق سب کا نقطہ نظر یہی ہے کہ شادی نہ صرف انسان کی جسمانی بلکہ نفسیاتی ضرورت بھی ہے اور یہ ایک فطری تقاضہ بھی ہے جس کا پورا ہونا ضروری ہے لہذا شادی میں بلاوجہ کی تاخیر مناسب نہیں کیونکہ لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کی بروقت اور مناسب عمروں میں شادی نہ ہونا نہ صرف خود ان کیلئے بلکہ معاشرہ کے لئے بھی حد درجہ نقصان کا باعث ہوسکتا ہے لہذا شادی ہر حیثیت سے پسندیدہ عمل ہے کیونکہ یہ فطرت انسانی اور فطرت حیوانی دونوں کی منشاء اور قانون الٰہی کے مقصد

کو پورا کرتی ہے جبکہ ترک ازدواج یا (شادی بالکل نہ کرنا) ہر حیثیت سے ناپسندیدہ عمل ہے کیونکہ وہ دو برائیوں میں سے ایک برائی کے منشاء کو ہی پورا نہیں کرے گا اور اپنی قوتوں کو فطرت سے لڑنے میں ضائع کردے گا یا پھر انسان اقتضائے طبعیت سے مجبور ہوکر غلط اور ناجائز طریقوں سے اپنی خواہشات کو پورا کرے گا۔

۱.۴ تاخیر سے شادی کا مطلب

تاخیر سے شادی کا مطلب ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی اس کیلئے شادی کی جو مناسب اور اصل عمر ہوتی ہے وہ اگر نکل جائے اور اس کے بعد شادی ہو، جیسا کہ ہمارے ہاں عام تصور پایا جاتا ہے کہ لڑکیوں کی شادی کی سب سے موزوں عمر اٹھارہ (۱۸) سے بائیس (۲۲) سال ہے اور اس عمر تک یا زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک کی عمر میں ان کی شادی ہو جانی چاہئے جبکہ لڑکوں کی شادی چوبیس سے اٹھائیس سال تک ہو جانی چاہئے لیکن اگر یہ عمریں لڑکا لڑکی کی شادی کی نکل جائیں تو یہ "تاخیر کی شادی" کہلائے گی۔

مناسب عمر میں شادی خواہ وہ لڑکے کی، کے ذریعے ہو یا لڑکی کی اس کا تعین ہم نے عام مشاہدے کی بنیاد پر کیا ہے۔ اس کے ذرائع اخبارات، رسائل، شادی سے متعلق اداروں کی آراء، سماجی کارکنوں کے بیانات، وکلاء جج، اور عدالتوں کے تبصرے ہیں اس کے علاوہ وہ علمائے دین، نکاح خوان حضرات، ڈاکٹروں اور اہل علم حضرات کے بیانات اور انکی تشریحات ہیں۔

آجکل اخبارات میں شادی کے سلسلے میں جو اشتہارات آتے ہیں ان میں عام طور پر لوگ جو رشتے مانگتے ہیں یعنی (لڑکا لڑکی کے والدین) تو وہ جو عمریں بتاتے ہیں تو اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ لوگ کس عمر کی لڑکی کیلئے کس عمر کا لڑکا چاہتے ہیں۔

خانم رشیدہ حسین پٹیل کا بھی شادیوں کے متعلق کہنا ہے کہ لڑکیوں کی شادی اٹھارہ سال اور لڑکوں کی شادی بیس سال سے پہلے نہیں ہونی چاہئے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم سوسائٹی کو معاشی اور سماجی طور پر ان حالات میں ترقی دینا چاہتے ہیں جب ہمیں آبادی جیسے سنگین مسئلے بھی درپیش ہیں۔ ۵

۱.۵ شادی خاندان کی تشکیل کا ایک اہم ادارہ نہ کہ صرف جنسی خواہشات اور تفریح کی تکمیل کا ذریعہ ہے یا ایک تجارتی کاروبار کی شکل

ہمارے پانچ بنیادی سماجی اداروں میں ایک اہم سماجی ادارہ "خاندان" ہے اور اس بنیادی سماجی ادارے کو وجود میں لانے کا ذریعہ شادی ہے یہ نسل انسانی کے سلسلے کو برقرار رکھنے اور آگے بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے۔

''شادی (نکاح) اصل وجود کا سبب اور طعام بقائے وجود کا سبب ہے۔ حق تعالی نے اس کیلئے نکاح کو مباح کیا ہے شہوت کیلئے نہیں بلکہ شہوت کو بھی اس مقصد کیلئے پیدا کیا ہے تاکہ نکاح کا متقاضی ہو اور لوگ نکاح کریں اور راہ مستقیم سے نہ بھٹکیں اور راہ دین پر چلنے والے پیدا ہوں''۔ ۶

۲

معاشرتی زندگی کیلئے اجتماعی روح اور اجتماعی عمل کی ضرورت ہے تو یہ دونوں سبق انسان کو خاندانی ادارے کے ذریعے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ خاندان کے معاشرتی وقوف اور شعور کو حاصل کر کے انسان اس قابل ہوتا ہے کہ وہ دوسرے اداروں اور کل معاشرے سے توافق اور باہمی ربط پیدا کر سکے انسان جب سے دنیا میں آیا ہے اس نے سب سے پہلے خاندان کو ہی جنم دیا۔ قرآن شریف میں خاندان کی معاشرتی اور انسان کیلئے اس کی وجودی حیثیت اور ناگزیری کو ثابت کرنے کیلئے ایک خاص سورہ مختص ہے یہ "سورہ النساء" ہے جس کا موضوع خاندان اور خاندانی معاشرتی حیثیت ہے۔

خاندان کو وجود مین لانے کی ابتدائی صورت جذبہ شہوت اور جذبہ کفالت ہے مرد عورت سے جنسی تعلقات قائم کر کے اس بات کی ضمانت مہیا کرتا ہے کہ وہ عورت کی معاشی اور جنسی کفالت کرے گا اور اس کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوگی اس کی بھی حفاظت کرتے ہوئے عورت اور اسکی اولاد کیلئے وہ امین و محافظ بن جائے گا۔ اگر معاشی کفالت کے ساتھ ساتھ عورت اپنی نزاکت اور کمزوری کی وجہ سے خطرات سے حفاظت کی طلب گار ہے تو اس معاملے میں بھی مرد اس کا محافظ و مددگار بن جائے گا جب تک اس کے فطری جذبے کی تکمیل کا سامان موجود نہ ہو۔ یہ جذبہ حیوانی جذبہ تھا اور اسی کی تکمیل کیلئے حضرت بی بی حوا کو پیدا کیا گیا۔ ان کے پیدا ہونے سے ایک طرف جذبہ

شہوانی کی تسکین کا موقعہ ملا بلکہ قدرت کو جو سب سے بڑا مقصد پورا کرنا تھا وہ یہ تھا کہ آدم وحوا کے ملاپ سے دو لازمی تقاضوں کی تکمیل ہو۔ایک توالد و تناسل اور دوسرے اجتماعی یا معاشرتی حیثیت اور ثقافتی تقاضوں کو پورا کیا جائے غرض کہ اسلام کے خاندانی نظام میں تعلقات کو استوار رکھنے کی صورت نکاح یعنی (شادی) ہے نبی کریمﷺ کا ارشاد ہے کہ شادی کرنے سے نصف ایمان مکمل ہوتا ہے۔ باقی نصف کی تکمیل کیلئے حضور اکرمﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے حضور اکرمﷺ کا شادی کے متعلق ایک اور ارشاد ہے کہ "شادی کرنا میری سنت ہے"۔

اسلام نے خاندان کے نظام کو جو تقدس عطا کیا ہے وہ منفرد ہے یہ محض انسان کی تلاش وجستجو اور تجربے سے حاصل ہونے والا ادارہ نہیں بلکہ اللہ کا قائم کردہ نظام ہے جو ایمان کی فطرت کا تقاضہ ہے اور معاشرے اور تہذیب وتمدن کا گہوارہ ہے شادی محض جنسی خواہشات ،شہوت کی تسکین اور تفریح کی تکمیل کا ایک راستہ نہیں گو جنسی عمل اور فطرت کے حقیقی تقاضوں کی جائز تسکین اس کا ایک حصہ ہے لیکن شادی تو اس سے بڑھ کے ایک نئے خاندان کے قیام کا ذریعہ، دو خاندانوں میں نئے روابط کی ایک صورت اور معاشرے کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے اور استوار رکھنے کا ایک تخلیقی عمل ہے یہی وجہ ہے کہ ناجائز طریقے سے بچنے اور جائز ذریعے سے شہوت کی تسکین کو بھی لائق اجرعمل قرار دیا گیا ہے۔نکاح (شادی) کی حیثیت ایک سنت اور کچھ حالات میں سنت موکدہ کی ہے اور اس نئے خاندان کے قیام کے عمل کو محض وقتی جذبات پر نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس کے بڑے واضح اصول وضوابط مقرر کئے گئے ہیں۔شادی دراصل اخلاق اور عظمت کے تحفظ کیلئے قلعے کی مانند ہے اور اس قلعے کے مکین ایک دوسرے کیلئے تسکین ،محبت اور رحمت کا سرچشمہ ہیں (الروم ۲۰:۲۱)

"اس رشتے کوایک دوسرے کے لباس کے قریبی رشتے سے تعبیر کیا گیا ہے" ۷

شادی ایک پاکیزہ رشتہ ہے یہ انسانی معاشرے سے خرابیوں کو دور کر کے اسے پاکیزہ بناتا ہے لیکن دولت کی فراوانی نے ہمارے معاشرے کیلئے جو پیچیدہ مسائل پیدا کئے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ شادی جیسے پاکیزہ رشتے کو تجارتی کاروبار سمجھ لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں بعض اوقات ہمارے اچھے بھلے دیندار لوگ اس پاکیزہ رشتے کے بارے میں ایسا کاروباری طرزعمل اختیار کر لیتے ہیں جو معاشرے کو حرام کاری کی طرف لے جاتا ہے۔ شادی کا مقصد محض جنسی خواہشات اور تفریح نہیں بلکہ اس کا مقصد تو مردوں کو معاشرے کا ذمہ دار شہری بنانا ہے لیکن موجودہ مادیت کے دور میں مال و دولت کی چمک نے اچھے بھلے باعزت لوگوں کو خیرہ کر دیا ہے اور مادی فوائد کے حصول کیلئے انہوں نے شادی جیسے مقدس پاکیزہ رشتے کو ایک تجارتی معاملہ اور کاروبار سمجھ لیا ہے جس برائی کو ختم کرنے کیلئے شادی کا پاکیزہ رشتہ قائم کیا جاتا ہے شادی کے بعد بھی وہ سر اٹھالیتی ہے تو اس شادی کا اصل مقصد فوت ہو کر رہ جاتا ہے۔

۱.۶ شادی اور منگنی

۸ ہمارے معاشرے میں یہ عام رواج ہے کہ شادی سے کچھ عرصہ پہلے منگنی کی جاتی ہے لیکن یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ اگر لڑکے والوں کے مالی حالات منگنی سے قبل اچھے نہ ہوں لیکن منگنی کے بعد کسی وجہ سے اچھے ہو جائیں تو پھر وہ مالدار رشتوں پر نظر جمانا شروع کر دیتے ہیں اور کسی نہ کسی بہانے منگنی توڑ دیتے ہیں اور پھر چاہتے ہیں کہ ایسی جگہ شادی کریں جہاں سے انہیں مزید دولت مل

سکے اور لڑکی ڈھیروں جہیز لا سکے۔ جہیز جو کہ ایک ہندوانہ رسم ہے اس سے ہمارے معاشرے میں لاکھوں غریب بچیوں کی شادی کا مسئلہ الجھا ہوا ہے اور یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہر سال ایسی بہت سی بچیوں کے والدین انکی شادیوں کا ارمان دل میں لیکر اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں معاشرے میں تیزی سے پھیلتی ہوئی بے روزگاری نے شادی کو بھی ایک کاروبار بنا دیا ہے کہ آج نوجوانوں کی اکثریت یہی چاہتی ہے کہ ان کی شادی ایسی جگہ ہو یا وہ ایسی جگہ شادی کریں جہاں سے انہیں بیوی کی صورت میں ڈھیروں جہیز اور مال دولت مل سکے یا لڑکی والے اسے کوئی کاروبار کروا دیں۔ ۸

جہیز لڑکی کے والدین کیلئے ذہنی اور مالی بوجھ کی حیثیت رکھتا ہے لڑکی کے والدین خاندان کے خوف سے، اپنی ناک اونچی رکھنے کی خاطر اور اپنی بیٹی کو سسرال کے طعنوں سے بچانے کیلئے خود کو پریشانیوں میں مبتلا کر کے بیٹی کیلئے جہیز جمع کرتے ہیں اور اسے اس کی شادی پر دیتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کی سسرال میں عزت قائم رہے، کوئی اس کو کسی قسم کا یا کچھ نہ لانے کا طعنہ نہ دے اور خود ان کی اپنی بیٹی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ تاہم نادار گھرانوں کو یہ رسم برقرار رکھنے کیلئے ایک بے حد اذیت ناک مرحلے سے گذرنا پڑتا ہے۔ لہذا بہت سی لڑکیاں محض جہیز نہ ہونے کے باعث بن بیاہی بیٹھی رہتی ہیں کیونکہ آج کل نوجوان اور خود لڑکے کے والدین جہیز کی صورت میں لڑکی والوں سے جو مطالبات کرتے ہیں انہیں پورا کرنا ہر آدمی کے اختیار میں نہیں ہے۔

۱.۷ رسم جہیز اور مسئلہ شادی

"جہیز کے لغوی معنی "ساتھ کے سامان کے ہیں" یعنی وہ ساز و سامان جو لڑکی اپنے میکہ سے

سسرال لیکر آئے جس میں ملبوسات ، زیورات ،فرنیچر ، برتن ، آرائشی چیزیں ،نقدی اور جائیداد بھی شامل ہوتی ہے جہیز کہلاتا ہے"۔

جہیز آج ہمارے معاشرے میں اس قدر اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ اس کے بغیر کسی بھی لڑکی کی شادی کا تصور محال ہوکر رہ گیا ہے جہیز دنیا ایک ایسا معاشرتی تقاضہ بھی ہے جس پر پورے گھرانے کے وقار کا انحصار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ والدین ہزار جتن کر کے ،قرضہ لیکر یا جائیداد فروخت کر کے کسی نہ کسی طرح جہیز کا انتظام کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں میں ان کی عزت برقرار رہے اور لڑکی کے سسرال میں لڑکی کی بھی عزت ہو اور کوئی اسے کسی قسم کا طعنہ نہ دے سکے۔ ہمارے معاشرے میں بہت سی لڑکیاں ایسی بھی ہیں جن کو والدین اپنی حیثیت کے مطابق معمولی جہیز دیتے ہیں جس میں چند جوڑے کپڑے ،ایک آدھ زیور اور ضروری فرنیچر شامل ہوتا ہے لیکن لڑکی کے سسرال میں اس جہیز کی اس قدر تحقیر کی جاتی ہے کہ لڑکی کی دل آزاری ہوتی رہتی ہے جبکہ بہت سی لڑکیاں ایسی بھی ہیں جن کی شادیاں صرف جہیز نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہو پاتی۔ جبکہ بعض دفعہ تو جہیز کی کمی بارات کے لوٹ جانے کا سبب بن جاتی ہے اور کچھ لوگ تو صرف جہیز کی لالچ میں ایک سے زیادہ شادیاں کر لیتے ہیں کہ اس طرح ان کے پاس بیوی کی صورت میں مال و دولت آئے گا۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس گھرانے میں ایک لڑکی کو اگر کم جہیز ملے تو اس کی دوسری بہنوں کیلئے رشتے مشکل سے آتے ہیں اس لئے کہ دنیا والوں کو یا لڑکے والوں کو ان سے قیمتی جہیز متوقع نہیں ہوتا۔ اس تلخ حقیقت کا سب سے بھیانک روپ یہ ہے کہ بہت سی لڑکیاں شادی کی مناسب عمر سے تجاوز کر جانے کے باوجود کنواری بیٹھی ہیں جبکہ کچھ لڑکیاں دن رات ملازمت کرتی ہیں تاکہ کچھ رقم جمع کر سکیں ۔ جوان کی شادی میں اور ان کے جہیز بنانے میں کام آئے۔

جہیز آجکل بحیثیت ایک معاشرتی مسئلہ ملک کے سنجیدہ طبقے اور ماہرین عمرانیات کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے اور ماہرین عمرانیات ان وجوہات کو معلوم کرنے کے بعد جو جہیز کے دیئے جانے کے ذمہ دار ہیں۔ دن رات اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ معاشرے سے کسی نہ کسی طرح جہیز کی لعنت کو ختم کرا سکیں۔ کیونکہ اس ایک جہیز کی رسم کی وجہ سے ہی شادی جیسا خوبصورت بندھن جو ایک اہم فریضہ اور سنت نبوی ﷺ بھی ہے مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔

بہت سے شریف گھرانوں میں تو یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لڑکے والے اپنے منہ سے تو جہیز نہیں مانگتے بلکہ اپنی عظمت اور خلوص کا سکہ جماتے ہوئے کسی قسم کا جہیز لینے سے ہی انکار کر دیتے ہیں مگر لڑکے کو اعلیٰ تعلیم کیلئے امریکہ یا یورپ جانا ہوتا ہے تو وہ لڑکی والوں سے صرف لڑکے کے آنے جانے کا ٹکٹ یا کرایہ طلب کر لیتے ہیں غرض کہ شادی جو مذہب اقدار، روایات اور فطری تقاضوں کے لحاظ سے لازمی فریضہ ہے لیکن جب اس فریضے کے ادائیگی میں یہ سب کاروبار یا تجارت ہوتی ہے تو ان غریب لڑکیوں اور ان کے والدین کا خیال آتا ہے جو تجارت میں، اس خریداری میں امیروں کے مقابلے میں اپنی لڑکی کیلئے رشتے کی قیمت نہیں رکھتے یہی وہ سبب ہے جو جہیز کو ہمارا سنگین معاشرتی مسئلہ بنائے ہوئے بے شمار گھرانوں کا سکون اور چین حرام کئے ہوئے ہیں اور یہی چیز شادیوں میں تاخیر میں سب سے اہم کردار ادا کر رہی ہے اس کے علاوہ جب ہم اپنے معاشرتی حالات، خواتین کے حقوق اور ان کی سماجی معاشی حیثیت کا جائزہ لیتے ہیں تو جہیز کی کوئی اہمیت اور افادیت ہمیں نظر نہیں آتی۔

لہذا یہ ایک ایسا معاشرتی مسئلہ ہے اور بن چکا ہے جس پر فوری توجہ کی اور اس کی روک تھام کی ضرورت ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے شادیوں میں عموماً تاخیر ہو رہی ہیں اور ہزاروں لڑکیاں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے اپنے والدین کے گھروں پر شادی کی آس میں بوڑھی ہو رہی ہیں۔ حالانکہ پاکستان میں جہیز کا لینا دینا قانوناً ممنوع ہے اور اس کیلئے سزائیں مقرر ہیں لیکن یہ اس قدر وبائی شکل اختیار کر گیا ہے کہ لوگ اس کے لینے دینے سے باز نہیں آتے۔ ہمارے مذہب میں بھی جہیز کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ ہی اسکی کوئی گنجائش ہے لیکن مذہبی وغیر مذہبی سب اس ضرر رساں کام میں ملوث ہیں یہ جہیز دراصل رسم ورواج کی بنیاد پر لیا دیا جاتا ہے اس میں شان وشوکت کا مظاہرہ اور بے جا غرور وتکبر کا مظاہرہ کیا جاتا ہے آج کل کی مادی دنیا میں روحانی صفات اور صلاحیتیں ختم ہوتی جا رہی ہیں اور ہمارے معاشرے میں غیرت وحمیت کا جذبہ ختم ہوتا جا رہا ہے اور اسی وجہ جہیز کا کاروبار یعنی (جہیز کا لینا دینا) اس قدر بڑھ گیا ہے کہ لڑکیوں کے والدین کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں۔

پچاس ساٹھ سال قبل معاشرے میں جہیز کا مطالبہ کرنا لڑکے والوں کیلئے زلت کا باعث سمجھا جاتا تھا اور لڑکی والے اپنی حیثیت کے مطابق خود ہی جہیز دیا کرتے تھے لیکن اب تو شادی میں جہیز کو باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل مل گئی ہے خودغرضی، اور لالچ معاشرے میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اکثر لڑکے والے خود ہی شادی سے پہلے جہیز کی ایک لسٹ لڑکی والوں کو پکڑا دیتے ہیں اب تو شادی کا مقصد زوجین میں الفت ومحبت نہیں بلکہ لڑکے اور لڑکے والوں کیلئے دولت سمیٹنے کا ایک ذریعہ اور کاروبار بن گیا ہے اور جہیز کا ناسور صرف ہمارے ملک پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دوسرے اسلامی برادر ملک سعودی عرب وغیرہ میں بھی پھیلتا جا رہا ہے۔

آج کل اسلامی معاشرہ میں خاص طور پر شادی کو کھیل سمجھا جاتا ہے جبکہ اسلام نے ہمیں دوسرے اعلیٰ قوانین کے ساتھ ساتھ بہترین قوانین زوجیت بھی عطا کئے ہیں لیکن افسوس ہمارے پڑھے لکھے طبقے میں ان قوانین کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اور اکثر شادیاں صرف جہیز نہ ملنے یعنی (لڑکیوں کے والدین کے پاس اپنی بیٹی کو دینے ل کیلئے جہیز نہ ہونا) کے باعث نہیں ہورہی اور شادیوں میں تاخیر کا سبب بن رہا ہے اور یہ سب مذہبی رجحان نہ ہونے کے باعث ، مذہبی قوانین سے لاعلمی یا ذہنی وجسمانی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے ہورہا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمارے معاشرے میں بہت سے رسم ورواج ایسے ہیں جن کا اسلام سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے شادی بیاہ کے موقع پر بے جا اسراف اور بے جا خرچ کے علاوہ جہیز کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ۔مگر ان رسومات نے متوسط اور غریب خاندانوں کیلئے مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔

ہماری معاشرتی بقاء اور مفاد اسی میں ہے کہ ہم اپنی اجتماعی اور معاشرتی ذمہ داری کو پہنچائیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے سادگی کو اپنائیں تاکہ امیر وغریب اس خوشی کے موقع کو ایک ہی طرح سے مناسکیں۔

اگر ہم نے اس طرف توجہ نہ دی اور اپنی روش کو نہ بدلا اور ظاہری نمود ونمائش کو اہمیت دینا نہ چھوڑا تو امیر وغریب کا فرق بڑھتا جائے گا احساس کمتری میں اضافہ ہوگا اور مایوسی بڑھے گی ۔ہمیں

امید کی کرن پیدا کرنی ہے۔ اپنے انداز واطوار میں انقلابی تبدیلی لانی ہے تاکہ ہم کسی ایسے قانون کے محتاج نہ رہیں جو مسائل پیدا کرے۔

۱.۸ اسلام میں کفو کا تصور

"کفو وہ شخص کہلاتا ہے جو مذہب، آزادی، پیشہ، دیانت اموال میں ہمسر ہو۔ کفات کے لفظی معنی "ہم سری" کے ہیں۔ بالعموم ان دو اشخاص کو ایک دوسرے کا کفو کہا جاتا ہے جو مسلمان ہو، ایک نسب ہو، آزاد ہو، نیک پیشہ، دیانت داری اور مالداری میں مساوی ہو حیثیت کے مالک ہوں۔ کفو کہلاتا ہے"۹

کفو کا مطلب "رشتہ" ہے جب لڑکے لڑکی کی شادی کا مسئلہ آئے تو والدین کو چاہئے کہ لڑکا لڑکی کا رشتہ طے کرنے سے پہلے دیکھ لیں اور سوچ لیں کہ انہیں اپنی اولاد کا رشتہ کس قسم کے اور کن لوگوں میں طے کرنا چاہئے۔ اسلام میں رشتہ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ رشتہ کرتے وقت چند باتوں کا خیال رکھا جائے۔ یعنی

۱۔ پہلے قریبی رشتے داروں میں رشتہ تلاش کیا جائے۔ مثلاً سب سے پہلے "باپ" کے رشتے داروں میں دیکھا جائے اگر ان کے خاندان میں مناسب، آپ کے معیار کے مطابق اور جوڑ کا رشتہ ہو تو پہلے وہاں بات کی جائے۔

۲۔ لیکن اگر باپ کے خاندان میں نہ ہو تو پھر "ماں" کے رشتے داروں۔

۳۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو "دیگر قریبی" رشتہ داروں میں تلاش کیا جائے

۴۔ رشتے داروں میں "یہاں بھی نہ ہو تو بعنوان "امت مسلمین"۔

یعنی عام مسلمان برادری اور کمیونٹی وغیرہ میں دیکھا جائے۔

اس کے علاوہ کفو کے وقت چند دیگر باتوں کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ

۱۔ جہاں آپ اپنے بچے بچیوں کی شادی کر رہے ہیں وہ آپ کے ہم پلہ ہوں۔

۲۔ آپ کے معیار کے مطابق ہوں۔

۳۔ خاندانی ہو یعنی اچھے اور اعلیٰ خاندان کے ہوں۔

۴۔ نیک سیرت ہو، صحت مند ہو۔

۵۔ خوبصورت ہو۔

۶۔ مالی حیثیت سے بھی مناسب ہو یعنی اگر مالی حیثیت آپ کے برابر نہ ہو یا زیادہ نہ ہو لیکن اتنا ہو کہ شادی کے بعد کی ذمہ داریوں کو پورا کر سکے۔

۷۔ اچھے کردار کا مالک ہو۔

۸۔ مناسب تعلیم کا یا اعلیٰ علم کا حامل ہو۔

۹۔ برسر روزگار ہو۔

۱۰۔ شریف اور ایماندار ہو۔

۱۱۔ کسی قسم کی خطرناک بیماری میں مبتلا نہ ہو یعنی طرفین یا جانبین میں سے۔

۱۲۔ دین کا پابند ہو

۱۳۔ مسلمان ہو

۱۴۔ لڑکا لڑکی کی ثقافتی سطح ایک ہو تو زیادہ اچھا ہوگا۔

۱۵۔ لڑکا اور لڑکی دونوں کی رضا و رغبت سے رشتہ طے کیا جائے

۱۶۔ رشتہ طے ہونے سے قبل دونوں یعنی (لڑکا اور لڑکی) ایک دوسرے کو دیکھ لیں تو بہتر ہے

Definition of Marriage from the Sociological Point of view-

۱.۹۔ شادی کی عمرانیاتی تعریف

"Marriage is considered to represent a lifelong commitment of two people to each other and signified bya contract senctioned by state (and for many people with God) 10

نمکاف اپنی کتاب Marriage and the Family میں شادی و ایک ایسا بندھن قرار دیتے ہیں جو ایک مرد اور ایک عورت یا ایک سے زیادہ عورتوں کو ایک ساتھ رہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

برجس اور لوک کے مطابق:

شادی ایک ایسی رسم ہے جس کو معاشرے کی تائید حاصل ہوتی ہے جس میں ایک مرد اور عورت رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں۔

۱.۱۰ اسلام میں شادی کا تصور

اسلام میں شادی کا لفظ نہیں آیا بلکہ "نکاح یا عقد" کا لفظ آیا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالی نے نکاح کو "میثاقاً غلیظاً" یعنی "مضبوط عہد نامہ یا پختہ عہد" قرار دیا ہے۔

شادی ایک ایسا شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعے مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلق جائز اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے اور زوجین (بیوی) کے مابین دیوانی حقوق و فرائض پیدا ہو جاتے ہیں" شادی (نکاح) کے لغوی معنی "ملانا" اور حقیقی معنی "جماع" کے ہیں اور اس کو قرآن مجید میں "حصن" یعنی قلعہ سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے مراد زوجین کی عفت و عصمت کا تحفظ ہے۔[۱۱]

نکاح (شادی) اللہ تعالی کی ایک بڑی نعمت ہے اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ اسلام کی نظر میں نکاح ایک قانونی معاہدہ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہوتا ہے گویا شادی (نکاح) ایک ایسا معاہدہ ہے جو دو یا ایک مرد اور دو عورتوں جو (بالغ، آزاد، اور مسلمان ہوں) کی موجودگی میں ایک عورت اپنے نفس کو اللہ تعالی کی خوشنودی کی خاطر ایک مرد کی زوجیت میں دینے کا اقرار کرے اور مرد اسے اللہ تعالی کی رضا کیلئے قبول کر لے اور اسی معاہدہ کو شریعت مطہرہ نے "نکاح" کا نام دیا ہے[۱۲]

غرض کہ شادی ایک ایسا خوبصورت بندھن ہے جس کے توسط سے دومختلف قومیں، تہذیبیں، دومختلف خاندان اور قبیلے ایک جگہ یکجا ہوتے ہیں اوران کا آپس میں ملاپ ہوتا ہے جس سے ایک نیا خاندان وجود میں آتا ہے۔

فی الحقیقت نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں زوجین کوایک دوسرے پر ہرایسے انتجاع کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے جس کی شرع نے اجازت دی ہو۔

۱.۱۲ مقاصد شادی

کوئی بھی قانون یا ادارہ بنایا جاتا ہے تو اس کے کچھ مقاصد ہوتے ہیں۔ اسی طرح شادی کے بھی کچھ مقاصد ہیں اور فوائد بھی نیز اس کے معاشرے پر اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔

اس کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں

ا۔ شادی کا سب سے اہم مقصد توالد وتناسل اور نسل انسانی کی بقاء ہے تا کہ نسلی تسلسل برقرار رہے اور اس سے قوم کے افراد کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور اولاد کا حصول ایک قدرتی خواہش بھی ہے۔ مشکوۃ شریف میں ایک حدیث ہے۔

ترجمہ:

"خوب محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو۔ اس لئے کے تمہاری کثرت سے اورامتوں پر فخر کروں گا۔" (مشکواۃ شریف: آیت نمبر ۲۹۵۶)

۲۔ شادی بے حیائی اور جنسی بے راہ روی سے روکتی ہے تاکہ معاشرے میں امن و امان قائم ہو۔ کیونکہ شادی نہ کرنے سے معاشرے میں نہ صرف بے پردگی، بے حیائی بلکہ انتشار بھی پھیلتا ہے۔

۳۔ جنسی خواہش کی تکمیل ہوتی ہے جو کہ ایک فطری یا قدرتی تقاضہ بھی ہے شادی نہ کرنے سے معاشرتی فساد پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ شادی کرنے سے مرد اور عورت بہت سے جسمانی و ذہنی امراض میں مبتلا ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

۵۔ شادی کا ایک مقصد اخلاق اور عفت و عصمت کا تحفظ بھی ہے جس طرح شادی مردوں کیلئے پاکدامنی اور اخلاق کا ذریعہ ہے اسی طرح عورتوں کیلئے شادی کرنے کا مقصد یہی ہے لہذا شادی کا مقصد مرد اور عورت کے اخلاق اور عفت و عصمت کا پورا پورا تحفظ ہے اور یہ ایسا مقصد ہے جس کیلئے ہر دوسری غرض کو قربان کیا جا سکتا ہے لیکن کسی دوسری غرض کیلئے اسے قربان نہیں کیا جا سکتا۔

٦۔ اسکا ایک اور اہم مقصد مرد اور عورت کے درمیان "مودت اور رحمت" کے جذبات کو اجاگر کرنا ہے اس کے معنی نزدیک اور قریب ترین تعلق کے ہیں۔ اگر مرد اور عورت میں یہ مودت اور رحمت نہ ہو تو وہ میاں بیوی نہیں نوع انسانی کی ان دونوں صنفوں کے درمیان اس کا تعلق کا مقصد یہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کر سکیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"وہ گھر سب سے اچھا ہے جس میں سکون ہے اور

سب خوش وخرم زندگی گزارتے رہے ہیں"

۷۔ شادی کرنے کی وجہ سے ہی مرد عورت کو معاشرے میں ایک منصب ملتا ہے اگر شادی نہیں ہوگی تو عورت کو بیوی کا اور مرد کو شوہر کا منصب نہیں ملے گا یہ عہدہ صرف شادی کے ذریعے ہی ملتا ہے۔

۸۔ شادی کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں زندگی کے تمام مسائل کا مشترکہ مقابلہ کریں گے باہمی ذمہ داریاں نبھائیں گے، زندگی کا تجربہ کریں گے۔

۹۔ شادی کے ذریعے ہی اولاد کی پرورش اور تعلیم وتربیت بہتر انداز میں ہوسکتی ہے۔

۱۰۔ شادی کا ایک جواز اور مقصد برائی کو ختم کرنا ہے یعنی اس کے ذریعے مرد اور عورت کے آزادانہ کھلے انطلاط کو روکا جاسکتا ہے۔

پس صنفی میلان کو انارکی اور بے عتدالی سے روک کر اس کے فطری مطالبات کی تشفی وتسکین کیلئے جو راستہ خود فطرت چاہتی ہے کہ اسکو کھولا جائے وہ راستہ یہی ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان نکاح کی صورت میں مستقل وابستگی ہو، اور اس وابستگی سے خاندانی نظام کی بنیاد پڑے۔

ہر سال نسل انسانی کو اپنے بقاء کیلئے اور تمدن انسانی کو اپنے تسلسل وارتقاء کیلئے ایسے لاکھوں اور کروڑوں جوڑوں کی ضرورت ہے جو بخوشی ورضا اپنے آپ کو اس خدمت اور اس کی ذمہ

داریوں کیلئے پیش کریں، اور شادی (نکاح) کر کے اس نوعیت کی مزید کارگاہوں کی بنیاد ڈالیں۔ یہ عظیم الشان کارخانہ جو دنیا میں چل رہا ہے یہ اسی طرح چل اور بڑھ سکتا ہے کہ اس قسم کے رضا کار پیہم خدمت کیلئے اٹھتے رہیں اور اس کارخانے کیلئے کام کے آدمی فراہم کرتے رہیں اگر نئی بھرتی نہ ہو اور قدرتی اسباب سے پرانے کارکن بیکار ہو کر ہٹتے جائیں تو کام کے آدمی کم سے کم تر ہوتے چلے جائیں گے اور ایک دن یہ سازِ ہستی بالکل بے نور ہو کر رہ جائے گا ہر آدمی جو اس مشین کو چلا رہا ہے اسکا فرض صرف یہی نہیں کہ اپنے جیتے جی اس کو چلائے جائے بلکہ یہ بھی ہے کہ اپنی جگہ لینے کیلئے اپنے ہی جیسے اشخاص مہیا کرنے کی کوشش کرے۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو شادی (نکاح) کی حیثیت یا مقصد صرف یہی نہیں کہ وہ صنفی جذبات کی تسکین و تشفی کیلئے ایک جائز صورت ہے بلکہ دراصل یہ ایک اجتماعی فریضہ ہے یہ فرد پر جماعت کا فطری حق ہے اور فرد کو اس بات کا اختیار ہرگز نہیں دیا جا سکتا ہے کہ وہ نکاح کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ خود اپنے لئے محفوظ رکھے۔

شادی (نکاح) کرنا نبیوں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے سرکار دو عالم مدینے کے تاجدار ﷺ نے فرمایا نکاح میری سنت ہے لہذا جس نے میری سنت سے منہ موڑا اس نے مجھ سے منہ موڑا۔

(احیاء العلوم، فتح الباری، شرح بخاری)

مزید فرمایا!

"جب بندہ شادی کرلیتا ہے تو اس کا نصف ایمان مکمل ہوگیا اور نصف باقی میں اللہ عزوجل سے ڈرے" ۱۴

۱۴ (مشکوۃ ص ۲٦۸)

الغرض نکاح ایک اسلامی طریقہ ہے جس کی بناء پر ایک مرد اور عورت میں ازدواجی تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ معاشرتی زندگی میں عورت کے بغیر کوئی رعنائی نہیں اسلام انسانی زندگی میں جنس کی ضرورت اور اہمیت کو پوری طرح اجاگر کرتا ہے اور اس کیلئے اپنے ماننے والوں کو آزاد نہیں چھوڑتا کہ وہ جہاں چاہیں اور جس طرح چاہیں اپنی اس فطری خواہش کو پورا کریں بلکہ وہ جنسی تعلقات کو دائرہ ازدواج میں محدود کرتا ہے اس کیلئے رشتۂ ازدواج کا سخت حصار کھینچتا ہے انسان اپنی جنسی ضرورت کو بدرجۂ احسن اپنی بیوی سے ہی پوری کرسکتا ہے جو جائز اور صحیح طریقے پر اس کے عقد میں آتی ہو۔

بہرحال رشتہ ازدواج سے باہر جنسی خواہش کو پورا کرنا اور اپنی صنفی ضرورت کی تکمیل کا سامان کرنا زناکاری اور بدکاری ہے جو اسلام کے نزدیک حرام اور سخت ترین جرم ہے اسلام اپنے ماننے والوں کو اس سے سختی کے ساتھ بچنے کی تاکید کرتا ہے قرآن نے اسے شدید ترین برائی اور بدترین راستہ قرار دیا ہے۔

"اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ کھلی ہوئی بے حیائی اور بہت ہی برا راستہ ہے" ۱۵

۱.۱۲ شادی کے معاشرتی فوائد:

شادی کے مندرجہ ذیل معاشرتی فوائد ہیں۔

۱۔ معاشرہ ہر قسم کی اخلاقی برائیوں سے پاک ہوتا ہے۔

۲۔ معاشرہ میں انسان شادی کی بدولت نسل کشی جیسے گھناؤنے فعل کا مرتکب ہونے نہیں پاتا۔

۳۔ شادی کرنے سے ایک معاشرتی فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ شادی کے قانونی رشتے کی بدولت آئندہ پیدا ہونے والی نسل کو تحفظ ملتا ہے۔

۴۔ مرد اور عورت قبل از شادی اپنے جنسی یا نفسانی جذبات کو تسکین دینے کیلئے مانع حمل کے بہت سے طریقے استعمال کرتے ہیں لیکن شادی کی صورت میں انہیں کسی قسم کا ڈر، خوف اور رسوائی کا اندیشہ نہیں ہوتا اور اس سے معاشرہ کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور معاشرہ میں فساد نہیں پھیلتا۔

۵۔ شادی کی وجہ سے معاشرہ میں افراد کی تعداد میں اضافہ ہوگا اور اس سے آبادی پر بھی اثر پڑے گا یعنی آبادی بڑھے گی۔

۶۔ شادی کی وجہ سے معاشرہ مختلف قسم کی مہلک بیماریوں سے محفوظ ہوگا۔

۷۔ شادی ہونے سے لڑکیوں کو بھی ایک بڑا فائدہ یہ پہنچتا ہے کہ انہیں معاشی تحفظ ملتا ہے جبکہ مردوں میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

۸۔ شادی کے بعد عورت اپنے آپ کو قدرے آزاد محسوس کرتی ہے اگرچہ کہ اس پر پابندیاں زیادہ ہوتی ہیں لیکن وہ ان پابندیوں میں بھی آزادی اور خوشی حاصل کرتی ہے۔

۹۔ اس کے علاوہ شادی کا ایک بڑا معاشرتی فائدہ یہ بھی ہے کہ جو صنفی تعلق شادی کے بغیر یا دائرہ ازدواج کے باہر معاشرہ میں معیوب سمجھے جاتے ہیں اور حرام اور قابل نفرت ہوتے ہیں وہی تعلق دائرہ ازدواج کے اندر نہ صرف جائز اور مستحسن ہیں بلکہ کار ثواب ہیں اسکو اختیار کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور اس سے اجتناب کرنے کو ناپسند کیا جاتا ہے اور زوجین کا ایسا تعلق ایک عبادت بن جاتا ہے۔

۱۰۔ شادی شدہ لوگ غیر شادی شدہ کے مقابلے میں کم جرائم کرتے ہیں۔

۱۱۔ شادی کرنے سے مرد اور عورت کو معاشرے میں جو مقام ملتا ہے وہ شادی کے بغیر نہیں ملتا۔

۱۲۔ شادی شدہ لوگ کنواروں کے مقابلے میں زیادہ خوش اور مطمئن رہتے ہیں۔

۱۳۔ ان کے علاوہ شادی کے کچھ اور فوائد بھی ہیں۔

"شادی شدہ کی ایک رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہے"

۱۴۔ اس کے علاوہ یہ کہ

"شادی شدہ مسلمان کی غیر شادی شدہ پر ایسی فضیلت ہے جیسی فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کی فضیلت گھر بیٹھنے والے پر ہے" (احیاء العلوم ص ۲۴، جلد ۲)

یعنی یہ ساری فضیلتیں جو نکاح کی ہیں کہ شادی شدہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور شادی شدہ کی ایک رکعت غیر شادی شدہ کے ستر رکعتوں سے افضل ہے اس میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ نکاح کے فوائد میں یہ بھی کہ

"اگر انسان بدکاری سے اور بدنگاہی سے بچنا چاہے تو بآسانی بچ سکتا ہے"۔

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اے نوجوانو! جو کوئی تم میں سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ شادی کرے کیونکہ شادی کرنے سے انسان بدنگاہی اور بدکاری سے بچ جاتا ہے"۔

یہ جو کہا گیا کہ بدکاری اور بدنگاہی سے بچنا چاہئے یہ اس لئے ہے کہ جو بچنا ہی نہ چاہے تو وہ خواہ کتنی ہی شادیاں کرلے اس کو کچھ فائدہ نہیں ہے حالانکہ زنا ایسا گناہ ہے کہ آخرت اور ایمان کو تباہ کردیتا ہے۔

۱۶۔ نکاح صالح اولاد کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور نیک اولاد بخشش اور بلندی درجات کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنت میں کسی مومن بندے کے درجے بلند کرتا ہے تو وہ بندہ عرض کرتا ہے یا اللہ عزوجل یہ میرے درجے کس وجہ سے بلند کئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندے تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعائے استغفار کی ہے اس وجہ سے تیرے درجے بلند کئے گئے ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

اس سے معلوم ہوا کہ انسان نیک اولاد چھوڑ جائے تو یہ بہت بڑا انعام ہے اور یہ سب نکاح کے ثمرات میں سے ہیں اور یہ بھی ہے کہ نیک اولاد ماں باپ کیلئے دنیا میں بھی راحت اور آخرت میں

بھی ان کیلئے صدقہ جاریہ ہے الحاصل نیک اولاد حاصل کرنے کا ذریعہ نکاح ہے اور پھر اولاد کی وجہ سے جو انعامات قیامت کے دن عطا ہوں گے ان کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

۱۷۔ ازدواجی زندگی (شادی شدہ زندگی) عفت و پاکدامنی کے ساتھ ساتھ خیر و برکت کا ذریعہ ہوتی ہے۔

۱.۱۳ شادی نہ کرنے کے معاشرتی نقصانات

۱۔ شادی نہ کرنے سے معاشرہ میں اخلاقی برائیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔

۲۔ معاشرہ مختلف قسم کے ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں کا شکار ہوسکتا ہے جس سے معاشرہ کی تعمیر و ترقی رک سکتی ہے۔

۳۔ معاشرہ میں جنسی بے راہ روی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۴۔ معاشرہ میں مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل ملاپ میں اضافہ ہوگا جس سے معاشرہ میں بے حیائی اور بے پردگی پھیلے گی۔

۵۔ شادی نہ ہونے سے ایک نقصان بھی ہوسکتا ہے کہ معاشرہ میں جن افراد کی شادی نہیں ہوتی تو وہ ذہنی دباؤ کا شکار رہتے ہیں۔

۶۔ شادی نہ کرنے سے خصوصاً عورتیں نہ صرف فساد (اعصاب) میں مبتلا ہوجاتی ہیں بلکہ شکست خوردہ ذہنیت بھی ان میں پیدا ہوسکتی ہے۔

۷۔ شادی نہ کرنے والے افراد میں سے 90% فیصد لوگ غیر مطمئن اور خلاف معمول قسم کی زندگی بسر کرتے ہیں وہ بیوی بچوں کی محبت کے جذبے سے محروم ہوتے ہیں اور عدم محبت کا یہ رویہ انکی عام زندگی میں بھی مایوسی، جھنجھلاہٹ، غصے، نفرت اور اور عدم تعاون کی صورت میں جھلکتا ہے۔

۸۔ تمام عمر شادی نہ کرنے والے لوگ بالعموم اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں

۹۔ شادی نہ کرنے سے ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ پھر ایسے افراد دوسروں سے الگ تھلک رہتے ہیں اور احساس کمتری کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ شادی نہ کرنے سے افراد میں مایوسی، چڑ چڑاپن اور یاسیت پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ شادی نہ کرنے والے افراد عموماً بیمار رہتے ہیں اپنے دل کا حال کسی سے بیان نہ کرنے پر نفسیاتی اور جذباتی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ شادی نہ کرنے والے افراد یعنی (مرد و خواتین) شادی شدہ لوگوں کے مقابلے میں کم عمر پاتے ہیں کیوں ڈپریشن اور ذہنی دباؤ کے بغیر خوشگوار زندگی گذرانے والے ہمیشہ لمبی عمر پاتے ہیں۔

لہذا تمام مسلمانوں کو یہ فکر کرنی چاہئے کہ لوگ تجرو (غیر شادی شدہ) کی زندگی نہ گزاریں بلکہ لوگوں کے رشتے کرانے کے سلسلے میں سب مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں تاکہ معاشرے میں بداخلاقیاں راہ نہ پاسکیں اا ور فطری تقاضوں کی تکمیل کا فطری سامان ہو سکے۔

۱.۱۴ جوازمسئلہ (Justification of Problem)

مندرجہ بالا مباحث کی روشنی میں ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے معاشرے کا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو بظاہر نظرنہیں آتا اور نہ ہی عام لوگوں کواس مسئلے ء کی سنگینی کا ابھی پوری طرح شعور ہے لیکن شہری علاقوں میں خاص کر اس مسئلے کو یعنی تاخیر سے شادی کے رجحان کے مسئلے کو لوگ اب شدت سے محسوس کررہے ہیں اور بالخصوص لڑکیوں کی شادیوں میں تاخیر ہو رہی ہے لہذا اس چیز کو دیکھتے ہوئے اس مسئلے پر تحقیق کی ضرورت ہے خاص کر اس کے دو پہلوؤں پر ایک اس کے اسباب کا جاننا اور دوسرے اس کے اثرات کا جائزہ لینا۔ کہ تاخیر سے شادی کے معاشرے پر اور خود لڑکا لڑکی پر تاخیر سے شادی کی وجہ سے مستقبل میں سے کیا اثرات مرتب ہوں گے اور کیا اس کی وجہ سے پیچیدگیاں معاشرے میں اور لوگوں میں پیدا ہوسکتی ہیں بظاہر تاخیر سے شادی کرنے یا ہونے کا کوئی نقصان نظر نہیں آتا اور یہ ایک انفرادی مسئلہ نظر آتا ہے لیکن اس کا اجتماعی یا انفرادی نقصان ہوسکتا ہے جس کو لوگوں نے محسوس کرنا شروع کر دیا ہے۔

عام طور پر تاخیر سے شادی کے بارے میں لوگوں میں شعور و بیداری نہیں پائی جاتی اس مسئلے کے بارے میں لوگوں میں چہ میگوئیاں تو ہو رہی ہیں لیکن اس کا شعور بحیثیت ایک معاشرتی مسئلے کے نہیں پایا جاتا یعنی بہت سے لوگ فی الحال اسے ایک مسئلہ تسلیم کرتے نظر نہیں آتے لیکن اگر یہ رجحان برقرار رہا تو ہوسکتا ہے کہ مستقبل میں ایک عام رجحان یہ ہو جائے کہ لوگ غیر شادی شدہ زندگی گذارنے کو ہی ترجیح دینا شروع کر دیں اور اس طرح معاشرے میں کنواروں کی تعداد میں اضافہ

ہوتا چلا جائے گا یا بغیر شادی کے ہی اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کی جائے جیسا کے مغرب میں عام رواج ہو چلا ہے وہ یہ کہ بغیر شادی کئے ہوئے ایسے جوڑے سالہا سال تک ایک ساتھ رہتے ہیں ان سے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ نہ تو شوہر ہوتے ہیں، نہ ہی بیوی اور نہ ہی ان سے پیدا ہونے والے بچوں کے جائز اور قانونی والدین ۔ کیونکہ معاشرہ انہیں بغیر شادی کے یہ درجہ دینے کو تیار نہیں ۔ مغرب میں تو یہ سب جیسے تیسے چل رہا ہے لیکن مشرقی روایات اس بات کی اجازت شاید زیادہ دنوں تک نہ دے سکے ۔ ہمارے معاشرے میں بن بیاہے غیر مرد و عورت ایک دوسرے کے ساتھ زندگی نہیں گذار سکتے ۔ بلکہ شادی کے بعد ہی ایک غیر مرد اور عورت ایک ساتھ زندگی گذار سکتے ہیں ویسے بھی کنوارے پن کی زندگی بہت سی سے برائیوں اور بیماریوں کا سبب بنتی ہے اور اس بات پر طب کے ماہرین، علماء اور نفسیاتی ماہرین سب متفق ہیں ۔

لہذا ہماری تحقیق کا مقصد اور جواز یہی ہے کہ ہم یہ معلوم کر سکیں کہ تاخیر سے شادی کے کیا اسباب ہیں اور یہ کہ اس کے مضر اثرات کس طرح مرتب ہوتے ہیں جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں بتا چکے ہیں کہ تاخیر سے شادی کا رجحان دیہی علاقوں کی بہ نسبت شہروں میں زیادہ ہے اور یہ رجحان نیا ہے گذشتہ صدی کے نصف سے غالبًا اس کی ابتداء ہوئی جبکہ تعلیم اور سائنس و ٹیکنالوجی کو فروغ حاصل ہوا ۔ مغربی طرز زندگی ہمارے معاشرے کا شعار بن گئی اور مردوں و عورتوں کو معاشرتی روابط میں زیادہ آزادی حاصل ہوئی ہمارا خاندانی نظام مغرب کی طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا ۔ خصوصاً شہری علاقوں میں اس رجحان کو بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ۔

اگر دیکھا جائے تو یہ مسئلہ بھی اصل میں شہری علاقوں کا ہے دیہی معاشرے میں یہ مسئلہ نہیں پایا جاتا۔ ہاں جہاں شہری زندگی کے اثرات پائے جاتے ہیں وہاں یہ مسئلہ پیدا ہو رہا ہے اب شہری علاقوں میں لوگوں نے اس مسئلے کی شدت اور سنگینی کو محسوس کر کے اس پر توجہ دینا شروع کر دی ہے۔

چونکہ اس مسئلہ سے لڑکا بمقابلہ لڑکی زیادہ متاثر ہو رہی ہے اور مستقبل میں اس کے مضر اثرات کی شکار لڑکی زیادہ ہوگی۔ اسلئے بحیثیت ایک لڑکی کے میں نے اس مسئلے کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے اسکو اپنی تحقیق کیلئے منتخب کیا تا کہ اپنی تحقیق کے ذریعے اس مسئلے کی تاخیر کی وجوہات کا جائزہ لیا جا سکے اور اس کے اثرات کا بھی تجزیہ کیا جا سکے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خاندانی زندگی کی خرابی کی ابتداء بھی شاید دیر کی شادی سے ہوتی ہے جو بظاہر نظر نہیں آتی لہذا اگر یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ جائے تو یہ ایک علمی اضافہ ہوگا اور لوگوں کیلئے دلچسپی کا باعث بھی تا کہ لوگ شادی کے سلسلے میں سست روی کا مظاہرہ نہ کریں اور بروقت ایسا قدم اٹھائیں کہ بلا وجہ شادی میں تاخیر نہ ہو

مغربی ملکوں میں تو خیر شادی کی اہمیت کم ہو رہی ہے لیکن ساتھ ہی وہ اس کی سزا بھی بھگت رہے ہیں ان کی زندگیاں عذاب جہنم بن گئی ہیں چاہے بظاہر نظر آئے یا نہ آئے۔

ناروے اور سوئیڈن جیسے خوشحال ملکوں میں بھی جہاں زندگی کی تمام آسائشیں دروازے پر ملتی ہیں وہاں خودکشی کی شرح سب سے زیادہ ہے کیونکہ میاں بیوی کی حقیقی رفاقت ناپید ہو رہی ہے اور

ہمارے ہاں غربت ، بے روزگاری، جہیز کی لعنت، شادی بیاہ کے ہوش ربا اخراجات، لڑکے کے والدین اور خود لڑکوں کا لڑکی کی پسند کے متعلق خاص قسم کا معیار، امیروں غریبوں میں بڑھتی ہوئی خلیج اور ذات برادری نے سنگین معاشرتی مسائل پیدا کردیئے ہیں اس کے علاوہ آجکل کے نوجوان اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے بہانے شادی کو ٹالتے رہتے ہیں ان ہی سب عناصر کی وجہ سے شادی جیسا ادارہ معاشرتی مسئلے کی شکل اختیار کرگیا ہے اور ان ہی سب باتوں اور عناصر کی وجہ سے شادیوں میں تاخیر ہورہی ہے۔

۱.۱۵ اغراض ومقاصد (Objectives of Study)

ہمارے موضوع تحقیق کے اغراض ومقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ یہ معلوم کرنا کہ تاخیر سے شادی سماجی مسئلہ ہے یا نہیں۔

۲۔ تاخیر سے شادی کے اسباب کے بارے میں معلوم کرنا۔

۳۔ اس کے انفرادی اور اجتماعی نقصانات کے بارے میں آگاہی حاصل کرنا۔

۴۔ یہ معلوم کرنا کہ تاخیر سے شادی کا رجحان مردوں میں زیادہ ہے یا عورتوں میں۔

۵۔ یہ معلوم کرنا کہ تاخیر سے شادی کے برے اثرات لڑکے پر زیادہ ہوتے ہیں یا لڑکی پر۔ ایسے اقدامات کی نشاندہی کرنے کی کوشش کرنا جس سے تاخیر کی شادی کے رجحانات میں کمی ہو۔

۶۔ عام لوگوں میں بالعموم اور نوجوانوں میں بالخصوص یہ شعور اجاگر کرنا کہ شادی ایک مقدس فریضہ حیات ہے اور یہ کہ اسکو زندگی کا یونہی ایک مشغلہ (Hobby) تصور کرنا یا ایک تجارت یا ذریعہ تفریح سمجھنا درست نہیں۔ شادی ایک اہم سماجی ادارہ ہے اور اس کو ٹوٹ پھوٹ سے بچانا ہم سب کا فرض اولین ہے۔

۱.۱۶ مفروضات (Hypotheses)

سائنسی تحقیق (Scientific Research) کیلئے مفروضات کی تشکیل ضروری ہے اور یہ اسکا لازمی جز ہے مفروضہ دراصل ایک دعویٰ ہے جو صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی۔

کسی بھی سائنسی تحقیق کی تشکیل مفروضے کے بغیر ممکن نہیں لہذا ایک تحقیق کیلئے مفروضہ تشکیل کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ ہماری تحقیق کا انحصار انہیں مفروضات پر ہوتا ہے یہ ثابت کرنے کیلئے کہ مفروضات صحیح ہیں یا غلط ان کی شماریاتی جانچ پڑتال کی جاتی ہے اور اس جانچ پڑتال کے بعد ہمارا مفروضہ صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی۔

کسی بھی مسئلے کی بنیاد مفروضات پر ہوتی ہے کیونکہ یہی تحقیق وتعین میں رہنمائی کرتے ہیں اور نظریات کو واضح کرنے میں بھی معاون ثابت ہوتے ہیں۔

P.V. Young کے بقول

" کامیاب مفروضہ وہ ہوتا ہے جو ہماری تحقیقی صلاحیت پر انحصار کرتا ہے۔ مفروضہ کی تشکیل خود بخود نہیں ہوتی بلکہ انکا آغاز بہت سے غلط اقدام پر تحقیقی قسم کے بیانات یا فرضی قسم کی تجاویز پر ہوتا ہے"۔[۱۴]

اپنی تحقیق کیلئے ہم نے مندرجہ ذیل مفروضات کی تشکیل کی ہے۔

۱۔ اعلیٰ تعلیم (لڑکیوں کی) اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۲۔ غربت اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۳۔ عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا ان عوامل میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۴۔ تاخیر سے شادی اور لڑکی میں بانجھ پن کے مرض میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۵۔ تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۶۔ تاخیر سے شادی اور جسمانی و نفسیاتی بیماریوں میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۷۔ لڑکی کی بدصورتی اور اس کی تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۸۔ اعلیٰ معیار زندگی اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۹۔ جہیز نہ ہونے اور لڑکی کی شادی میں تاخیر میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۱۰۔ عورتوں اور مردوں کا آزادانہ اختلاط یا مخلوط معاشرتی زندگی (Free mixing) اور دیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۱۱۔ عورتوں کا ملازمت کرنا اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۱.۱۷ متغیرات (Variables)

متغیرات ایسی خصوصیات یا مقدار کو کہتے ہیں جو مختلف عددی درجات یا مقدار رکھتی ہیں مثلاً وقت، عمر، قیمت، مزدوری، ذہانت کا اسکور، جنس اور بلندی وغیرہ۔ اس طرح ان میں عددی مقدار بھی پائی جاتی ہے۔

وقت کے متغیرات میں منٹ، گھنٹے، بلندی میں انچ اور فٹ اور جنس میں مرد اور عورت کے درجات وغیرہ۔

متغیرات دو قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ آزاد متغیرات (وجوہاتی عنصر) Independent Variables

۲۔ پابند متغیرات (اثراتی عنصر) Dependent Variables

(i) آزاد متغیرات (Independent Variables)

اس سے مراد وہ متغیرات ہیں جو دوسرے پر انحصار نہیں کرتے بلکہ دوسرے کیلئے سبب بنتے

۱۔ اعلیٰ تعلیم ۔

۲۔ غربت ۔

۳۔ مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا ۔

۴۔ لڑکی کی بدصورتی ۔

۵۔ اعلیٰ معیار زندگی ۔

۶۔ جہیز ۔

۷۔ عورت اور مرد کا آزادانہ اختلاط ۔

۸۔ عورتوں کا ملازمت کرنا ۔

(2) پابند متغیرات (Dependent Variable)

اس سے مراد وہ متغیرات ہوتے ہیں جو کسی مسئلے کے اثرات کے نتائج ہوتے ہیں یا دوسروں پر انحصار کرتے ہیں ۔ ہمارے تحقیقی مطالعے میں پابند متغیرات مندرجہ ذیل ہیں ۔

۱۔ تاخیر سے شادی

۲۔ سماجی بے راہ روی

۳۔ لاولد خاندان

۴۔ جسمانی اور نفسیاتی بیماریاں

۱.۱۸ کلیدی تصورات کی تشریح (Key Concepts)

ہماری تحقیق کے کلیدی تصورات کی تشریح مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ اعلیٰ تعلیم (لڑکیوں کی)

اس سے ہماری مراد ماسٹرز اور اس سے اونچے درجے کی تعلیم ہے یعنی پی ایچ ڈی اور دیگر پیشہ ورانہ علوم

۲۔ غربت

پیسے کی اتنی قلت یا کمی جس سے شادی کے اخراجات پورے نہ ہوں۔

۳۔ لاولد خاندان

وہ خاندان یا گھرانے جن کے یہاں شادی کے بعد بچے نہیں ہوتے لاولد خاندان کہلاتے ہیں۔

۴۔ سماجی بے راہ روی

غیر اخلاقی معاشرتی برائیوں میں مبتلا ہونا۔ مثلاً جنسی آزادی، فحاشی اور بے حیائی اور دوسری اخلاقی برائیاں وغیرہ۔

۵۔ جسمانی اور نفسیاتی بیماریاں

ایسی دماغی اور جسمانی بیماریاں و الجھنیں جو بظاہر نظر نہیں آتیں لیکن تکلیف کا باعث ہوتی ہیں مثلاً جنسی امراض اور نفسیاتی بیماریاں جیسے چڑ چڑا پن، ضدی ہونا اور بوجہ زیادہ عمر کے بانجھ پن کی کیفیت میں مبتلا ہونا۔

۶۔ لڑکی کی بدصورتی

خوبصورتی کے عام معیار مثلاً رنگ، قد، نقش، صحت منداور متناسب اعضائے جسمانی کی عدم موجودگی۔جسکولوگ پسند نہیں کرتے۔

۷۔ اعلیٰ معیار زندگی

دولت وثروت یا کوئی اعلیٰ سرکاری ملازمت کی زندگی بااثر ورسوخ والی زندگی

۸۔ جہیز

وہ ساز وسامان جو شادی کے وقت لڑکی کو والدین کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ مثلاً نقد روپیہ، فرنیچر، زیورات، گاڑی، فرج، برتن اور کپڑے وغیرہ یا مکان و جائیداد بطور ہدیہ لڑکی کے نام کر دینا

۹۔ مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا

یعنی بغیر کسی مظاہر معقول وجہ کے مردوں کا شادی میں تاخیر کرنا یا ٹال مٹول سے کام لینا۔ مثلاً معیار زندگی کا بلند کرنا۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مشغولیت۔ جہیز کے لالچ اور اپنی مرضی کی شادی۔

۱۰۔ آزادانہ اختلاط

اس سے مراد ہے کہ مردوں اور عورتوں کا آزادی کے ساتھ اور بے حجابانہ ایک دوسرے کے ساتھ ملنا اور اس کیلئے کوئی پابندی قبول نہ کرنا اور دوستی اور میل ملاپ کا سلسلہ جاری رکھنا

۱۱۔ عورتوں کا ملازمت کرنا

یعنی خواتین کا نوکری کرنا مثلاً بنک، درس و تدریس یا کسی بھی ادارے میں گھر سے باہر ملازمت کرنا وغیرہ۔

حوالہ جات۔ باب اول

۱۔ مولانا مفتی محمد شفیع "تفسیر معارف القرآن" سورۃ النساء"، (1992) احمد پرنٹنگ کارپوریشن کراچی۔ ادارہ المعارف کراچی نمبر ۱۴۔

۲۔ رفیع اللہ شہاب "اسلامی تہوار اور رسومات" (ت۔ن) الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۳۔ ابن ماجہ ۱۳۳۔ بخاری ۵۷۷/۲ مسلم ۴۴۹/۱۔

۴۔ محمد عبدالحیؒ، "اسوۃ رسول ﷺ"، یوسف چیمبر، پہلی منزل، ایم۔اے جناح روڈ کراچی۔

۵۔ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی "جدید دنیا میں اسلامی قوانین اور خواتین (۲۰۰۰) بین الاقوامی کانفرنس جائنٹ فورم۔

۶۔ محمد سعید نقشبندی" کیمیائے سعادت" (۱۹۸۶) مدینہ پبلشنگ کراچی کمپنی، ایم۔اے جناح روڈ کراچی۔

۷۔ خورشید احمد، "ماہنامہ ترجمان القرآن" (۱۹۹۷) سید ابوالاعلیٰ مودودی پبلشنگ، ۵۔اے ذیلدار پارک اچھرہ۔ لاہور۔

۸۔ رفیع اللہ شہاب "اسلام کا ازدواجی نظام" (۱۹۹۱) سنگ میل پبلیکیشنز۔ چوک اردو بازار لاہور، (پاکستان)

۹۔ تنزیل الرحمٰن " مجموعہ قوانین اسلام" (جلد اول) (۱۹۶۵)، جدید اردو ٹائپ پریس لاہور۔ مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی (پاکستان) کراچی۔

۱۰۔ Encyclopedia of Sociology, Vol.3, Macmillan Publishing Company, New York.

۱۱۔ تنزیل الرحمٰن "مجموعہ قوانین اسلام" جلد اول (۱۹۶۵) جدید اردو ٹائپ پریس لاہور۔
مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی (پاکستان) کراچی۔

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ مشکوۃ شریف "کتاب النکاح" (جلد دوم)، ۱۹۵۶، محمد سعید اینڈ سنز، تاجران کتب، مقابل مولوی مسافر خانہ، کاچی۔

۱۴۔ Palvine V. Young, "Scientific Social Survey and Research " (1961) Engle Wood Clifs, N.J. Charless E. Tuttle Company Tokyo Japan.

بابِ دومؔ

باب دوئم

نظری بنیادیں اور متعلقہ مواد کا جائزہ

(Theoretical Framework and review of related Literature)

۲.۱ تاریخی پس منظر (Historical Background)

اس زیر بحث موضوع پر اس سے پہلے کوئی کتاب یا مقالہ نہیں لکھا گیا یہ ایک بالکل نیا موضوع ہے اور یہ مسئلہ بھی نیا ہے اس لئے اس پر لوگوں نے کم توجہ دی ہے البتہ اخبارارات ورسائل میں وقتاً فوقتاً اس مسئلے کی طرف اشارات ملتے ہیں ااور لوگ عام طور پر اپنی باہمی گفتگو میں بھی لڑکیوں کی زیادہ عمر کی شادی کے بارے میں تشویش کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں اور آجکل تو اس مسئلے میں کافی تیزی سے اضافہ ہورہا ہے کہ لڑکیوں کی شادی میں دن بدن تاخیر ہورہی ہے اس مسئلے کی وجہ سے ہی والدین کی تشویش روز بروز بڑھتی جارہی ہے جن کے حوالے ہمارے مقالے میں وقتاً فوقتاً پیش کئے جائیں گے اور ہم یہ مسئلہ اعداد وشمار کی شکل میں پیش کریں گے۔

شادی کی زیادہ عمر کے بارے میں تعین بظاہر مشکل نظر آتا ہے لیکن ہم نے مختلف ذرائع سے اس کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے یعنی یہ بات معلوم کی ہے کہ مرد یا عورت کس عمر میں شادی کرتے

ہیں تو اس کو زیادہ عمر کی یا تاخیر کی شادی کہیں گے اور یہ کہ لڑکیوں کی زیادہ عمر کے بارے میں زیادہ تشویش پائی جاتی ہے یا لڑکوں کی زیادہ عمر کے بارے میں۔ لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کا ایک بڑا سبب مرد حضرات کا شادی کو التواء میں ڈالنا ہے یعنی جب جب لڑکے شادی دیر سے کریں گے تو لڑکی کی شادی میں تاخیر ہوگی ہم نے اپنی تحقیق سے متعلق معلومات حاصل کرنے کیلئے مختلف لوگوں کی آراء جاننے اور ان کا نقطہ نظر جاننے کیلئے بات چیت کی ہے جس کا تذکرہ ہم اپنے اس مقالے میں کریں گے کہ مختلف طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والوں کے شادی کے متعلق کیا نظریات ہیں اور یہ کہ شادی کرنی چاہئے یا نہیں اور اسلام کا اس بارے میں یعنی (شادی) کے متعلق کیا نقطہ نظر ہے اور قرآن وحدیث کے اس سلسلے میں کیا اقوال ہیں ؟ اس کے علاوہ یہ کہ تاخیر کی شادی کے کیا منفی اثرات اور نقصانات متوقع ہیں۔

آجکل ایسے خاص سماجی رجحانات یا دوسرے الفاظ میں اجتماعی مسائل پیدا ہو چکے ہیں جن پر دانش ور غور وفکر کر رہے ہیں موجودہ معاشرے میں بالخصوص شہری علاقوں میں یہ حقیقت عام مشاہدے میں آرہی ہے کہ شادیاں زیادہ عمروں میں ہو رہی ہیں جبکہ عورتوں کیلئے حمل، وضع حمل اور بچے کی تربیت ایک تکلیف دہ مسئلہ بن گیا ہے عورتیں گھریلو کام کاج میں کم دلچسپی کا اظہار کرتی ہیں خصوصاً شہری خاندان میں اعصابی جنگ روز بروز بڑھتی جارہی ہے اور ناقابل فہم ذہنی انتشار بری طرح محسوس ہوتا ہے بعض لوگ ان مسائل کو جدید صنعتی انقلاب کا ناگزیر لازمہ سمجھے ہیں ان کے خیال میں یہ کوئی سماجی مسئلہ ہی نہیں ہے جس پر غور رخوص کیا جائے اور جس کے حل کیلئے ضروری تدابیر اختیار کی جائیں لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ تاخیر سے شادی کا رجحان معاشرے کے فلاح و

بہبود کیلئے مضر ہے۔ اس کے اسباب معلوم کرنا اور اس کیلئے تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔ ہمارے معاشرتی اقدار کا تحفظ عورت اور مرد کے درمیان بہتر ازدواجی تعلقات سے ہی ممکن ہے۔

موجودہ مطالعہ کا مقصد تاخیر کی شادی خصوصاً لڑکیوں کی شادی میں تاخیر میں درپیش مسائل کا عمرانی جائزہ لینا ہے یہ وہ عوامل ہیں جو آجکل لڑکیوں کی تاخیر سے شادی میں رکاوٹ کا باعث ہوتے ہیں ان میں خاندانی پس منظر، تعلیم، معاشرتی رتبہ، معیار زندگی، معاشی حیثیت و منصب، ذات پات، لڑکی کی خوبصورتی، ذاتی خصوصیات، قومیت مذہب اور برادری سسٹم وغیرہ غرض کہ یہ سب وہ خصوصیات اور عناصر ہیں جنکو مشرقی معاشروں میں خاص طور پر مدنظر رکھا جاتا ہے۔

آجکل پاکستان میں لڑکیاں تعلیمی میدان میں آگے آرہی ہیں اور لڑکے بھی عموماً تعلیم یافتہ لڑکیوں کو ترجیح دیتے ہیں اگر اپنے سے زیادہ نہیں تو اپنے سے کم تر بھی نہیں۔ جاہل لڑکی عموماً پسند نہیں کی جاتی۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ لڑکی کی اعلیٰ تعلیم نے بہت سے معاشرتی مسائل بھی پیدا کردیئے ہیں یعنی اس اعلیٰ تعلیم نے ایک طرف زندگی کی ذمہ داریوں سے فرار کا رجحان پیدا کیا ہے اور دوسری طرف شادی کے سیدھے سادے معاہدہ کو سخت پیچیدہ بھی بنا دیا ہے کیونکہ جو عمر اعلیٰ تعلیم کی نذر ہو جاتی ہے وہی عمر شادی کیلئے موزوں ترین ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ذات پات اور مذہبی فرقے کے متعلق لڑکیاں اور ان کے والدین بھی یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان ہی کے مماثل مذہب اور فرقے کا رشتہ ملے لیکن اس طرح تمام خصوصیات حاصل کرنے والے بے شمار مسائل میں گھر جاتے ہیں کیونکہ اگر لڑکا تعلیمی قابلیت کے اعتبار سے معیار پر پورا اترتا ہے تو بعض اوقات ذات مذہب ایک جیسا نہیں ہوتا یا اگر دونوں خصوصیات ہیں تو معاشی اعتبار سے اور سماجی حیثیت کے اعتبار سے ہم پلہ نہیں ہوتا اور یوں وہ نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

اب شادی بیاہ کے معاملے میں لوگ اخلاق اور سیرت و کردار کی عظمت کے مقابلے میں دولت اور معاشرتی رتبے کو زیادہ اہمیت دینے لگے ہیں۔ غالباً دولت ہی سب سے بڑا معیار تصور کیا جاتا ہے شادی ایک فطری داعیہ ہے اور جب اس داعیے کو غیر فطری سرگرمیوں سے دبایا جاتا ہے تو بے شمار ذہنی، نفسیاتی اور معاشرتی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں غرض کہ ان سب عوامل کی وجہ سے شادی جیسا مسئلہ بھی روز بروز ایک سنگین مسئلے کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے بلکہ سنگین مسئلہ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

۲.۲ متعلقہ معلوماتی مواد کا جائزہ Review of Theory and literature

ہماری تحقیق کا موضوع تاخیر سے شادی کے رجحان اور اس کے معاشرتی مضمرات پر مشتمل آراء کا مطالعہ کرنا ہے ۔ اس پر یا اس سے متعلقہ کوئی لٹریچر باوجود کوشش کے دستیاب نہ ہو سکا۔ ازدوجی مطابقت کے مسائل طلاق کی شرح میں اضافہ۔ جائیدادی تنازعات پر کافی مواد ملتا ہے۔

اخبارات : رسائل۔ مزاکرات کے ذریعہ اس پر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن تاخیر سے شادی کے مسئلہ کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں ہے۔

لیکن (1766-1834) میں تھامس مالتھس نے اپنی کتاب "The Principle of Population" میں تاخیر کی شادی (Late Marriage) کا تصور پیش کیا تھا اس کا کہنا تھا کہ آبادی میں اضافہ روکنا ہے تو لوگوں کو چاہئے کہ وہ دیر سے شادی یعنی (Late Marriage) کریں یعنی زیادہ عمر میں شادی کریں۔ اس کا کہنا تھا کہ اس طرح (fertility) ذرخیزیت میں کمی واقع ہوگی جس کا اثر آبادی پر بھی مثبت پڑے گا۔ مالتھس کا کہنا تھا کہ اگر آبادی وسائل سے زیادہ ہوگی تو مسائل میں اضافہ ہوگا اور اگر ہم اسے کنٹرول نہیں کریں گے تو قدرت خود ہی کسی اور ذریعے سے آبادی کو کم کردے گی۔ مثلاً قدرتی آفات کے ذریعہ جیسے زلزلہ، طوفان، سیلاب اور بیماریاں وغیرہ۔

مالتھس کا کہنا تھا کہ انسان اپنے ضبط نفس یعنی (Self Control) سے بھی آبادی کو کنٹرول کرسکتا ہے اور اس کے لئے اس نے دیر سے شادی (Late Marriage) کا مشورہ دیا تھا۔ جس کو اس نے مثبت رکاوٹ (Positive check) کا نام دیا تھا۔ خود تھامس مالتھس نے 39 سال کی عمر میں شادی کی تھی۔ مالتھس نے اپنی تھیوری میں بتایا تھا کہ آبادی ہندسی طریقہ (geomatrical agression) سے بڑھتی ہے جیسے 8,4,2,6,1 ,16 جبکہ وسائل حسابی طریقہ Arith Progression جیسے 24,3,2,1 ۔ اس وقت اس کے ذہن میں ضبط

ولادت(Birth Control) کا نقطہ نظر زیادہ واضح صورت میں نہیں تھا۔ اس نے شادی کرنے سے منع تو نہیں کیا تھا لیکن تاخیر سے شادی (Late Marriage) کا نظریہ مشورہ دیا تھا۔ اوراس کے نظریہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ آبادی میں کمی ہو جائے اور معاشرہ قدرتی آفات سے محفوظ رہے۔[1]

اس کے سامنے خاندانی منصوبہ بندی کا بھی کوئی پروگرام نہیں تھا اس کا خیال یہ تھا کہ اگر زیادہ عمر میں شادی کی جائے تو بچے کم پیدا ہوں گے اور آبادی کا مسئلہ نہیں ہوگا۔

ہمارا موضوع بحث جس پر ہم تحقیق کر رہے ہیں تاخیر سے شادی کا مسئلہ ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ جو لوگ تاخیر سے شادی کر رہے ہیں ان کے سامنے آبادی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے خواہ آبادی میں اضافہ ہو یا اس میں کمی ہو بلکہ تاخیر سے شادی کے اور بہت سے دیگر اسباب ہو سکتے ہیں جو تحقیق کے ذریعے ہمارے سامنے آئیں گے۔ بہر حال تاخیر سے شادی کا مقصد یہ نظر نہیں آتا کہ بچے کی پیدائش میں کمی ہو یا زیادتی ہو۔ اس لئے مالتھس کے نظریۂ آبادی سے موجودہ تاخیر سے شادی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ کسی بھی نظریے کے متعلق مختلف نظریات اور نقطہ نظر ہوتے ہیں اسی طرح شادی کے متعلق ایک مفکر ونچ(Winch) نے شادی کے متعلق جو نظریہ دیا وہ مالتھس سے بالکل مختلف ہے اس نظریہ کے مطابق

"ہر ایک کے ذہن میں یہ بنیادی خیال ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی خصوصیات اور ضروریات پوری کر سکیں تاکہ خوشگوار زندگی حاصل ہو سکے"۔[1]

اس کے ساتھ ساتھ ونچ (Winch) کے نظریئے میں ہم صفت پسندی کی وہ خصوصیات اہمیت رکھتی ہیں جس کو اس نے شادی کے سلسلے میں اہم قرار دیا ہے۔ تعلیمی معیار میں یکسانیت، معاشرتی معیار کا ہم پلہ ہونا، مذہبی عقائد میں یکسانیت اور ذاتی پسندیدگی یہ وہ عوامل ہیں جو شادی میں رکاوٹ یا تاخیر سے شادی کا سبب بنتے ہیں چنانچہ ان صفات اور عوامل کی بنیاد پر ہی ونچ Winch کے نظریئے کا اطلاق ہوتا ہے۔ شادی کے سلسلے میں ونچ (Winch) نے ایک اور قطعی نظریہ پیش کیا ہے جس کو اس نے اپنی عقل سے عملی تجزیئے کی کسوٹی پر پرکھا ہے اس لئے اس کے نظریئے کی بنیاد یہ ہے کہ "شادی کرتے وقت ہر فرد اپنے دائرہ اہلیت کے حدود میں رہتے ہوئے اپنے ساتھی کی جستجو کرتا ہے جس کو اس سے سب سے زیادہ مطمئن ہونے کی توقع ہو"۔[2]

مشہور عالم ولیم کیپہارٹ (W. Kephart) نے شادی کے سلسلے میں "عمر" کو بھی ایک خاص اہمیت دی ہے وہ کہتا ہے کہ شریک حیات کا انتخاب کرتے وقت عمر کو سب سے پہلے دیکھا جاتا ہے اور ان ہی فریقوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کیا جاتا ہے جنکی عمروں میں تعلق پایا جاتا ہو۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ کوئی بھی عورت اپنے شوہر کو کم عمر دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ امریکہ میں ایک تحقیق سے یہ بات سامنے آئی تھی کہ امریکی گھرانوں میں 14.7% گھرانوں کی خواتین اپنے شوہروں سے عمروں میں بڑی ہیں جبکہ عموماً مردوں کی عمر عورتوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ لہذا اس تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ شریک حیات کے انتخاب میں عمر کو بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔[3]

اس تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ شادی میں شریک حیات کے انتخاب کی عمر اور اپنی عمر میں ایک دو سال کے فرق کا عورتیں ضرور خیال رکھتی ہیں یہی بات مغربی ثقافت اور مشرقی ثقافت میں یکسانیت رکھتی ہیں۔

برجیس اینڈ لوکز (Burgess and Lockes) نے اپنی کتاب "The Family" میں نوجوانوں سے انٹرویوز (Interviews) کے مطالعے کا ذکر کیا ہے اور حاصل شدہ نتائج کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ عوامل جو شریک حیات کے انتخاب میں کارفرما ہوتے ہیں اور جن کی بنیاد پر کسی فرد سے محبت کرنے اور اسے اپنا شریک حیات اور شریک زندگی بنانے کو ترجیح دینا ہے وہ عنصر "جسمانی قربت" ہے۔

۲.۳ جسمانی قربت

ہر فرد اپنے شریک حیات کیلئے اپنا ایک تصور رکھتا ہے والدین کی شخصیت اور ان کی عطا کردہ تربیت کی بناء پر بھی ایک شخص کسی فرد سے محبت کرنے یا اسے اپنا شریک زندگی بنانے کو ترجیح دیتا ہے جسمانی قربت کے ذریعہ کا تصور یہ ہے کہ لوگ ان افراد سے شادی کی خواہش رکھتے ہیں جو ان کے قریب ہوتے ہیں اور جن کی رفاقت انہیں کام کاج میں بھی حاصل ہوتی ہے یہ نظریہ اس چیز کو ثابت کرتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے شادی کرتے ہیں جن میں باہم ملنے جلنے کے مواقع میسر ہوتے ہیں۔ (509:1960)

قدیم زمانے میں یہ عام رواج تھا کہ والدین خود اپنے بچوں کی شادیاں کرتے تھے ۔ یہ طریقہ پاکستان میں اب بھی کسی حد تک رائج ہے کہ انہیں کب اور کیوں شادی کرنی چاہیۓ ۔ اسکا انحصار بھی والدین پر تھا۔ شادی ناکام ہونے کے باوجود بھی بیوی شوہر سے علیحدگی اختیار نہیں کرسکتی تھی لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ نوجوان اس وقت تک شادی نہیں کرتے جب تک وہ خود شادی کے خواہش مند نہ ہوں یعنی جب وہ شادی کرنا چاہتے ہیں تو اپنے شریک حیات کا انتخاب بھی خود کرتے ہیں اور جب وہ مطابقت پیدا نہیں کرپاتے تو علیحدگی اختیار کرلیتے ہیں شادی کی اس بنیاد کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں ۔

۱۔ نوجوانوں کی آزادی

۲۔ سماجی اقدار میں انحطاط زوال

۳۔ عورتوں کی نئی حیثیت اور سرگرمیاں

۴۔ صنعتی انقلاب کی وجہ سے شہری زندگی کی طرف رجحان

۵۔ خوب سے خوب تر کی تلاش

وہ آزادی جسے انسان کا یا نوجوانوں کا مسلمہ حق کہا جاتا ہے، کیا ہے؟ کئی مغربی فلاسفروں کے نظریئے کے برخلاف جو چیز آزادی کے حق اور اس کے احترام کی بنیاد قرار پائی ہے وہ فرد کا ارادہ، خواہش اور میلان نہیں بلکہ وہ صلاحیت اور جذبہ ہے جو خدا نے ترقی کے مدارج طے کرنے اور تکمیل کیلئے اسے عطا کئے ہیں۔ انسانی ارادہ اس وقت قابل احترام ہوسکتا ہے جب وہ ان ارفع اور

مقدس صلاحیتوں اور جذبوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو جو انسانی فطرت میں موجود ہیں اور وہ انسان کو ترقی اور خوشحالی کی طرف لے جائے اگر ارادہ انسان کو تباہی اور پستی کی راہ دکھائے اور اس کے پوشیدہ جذبات اور صلاحیتوں کو مجبور کرے تو وہ قابل احترام نہیں ہوسکتا۔

درحقیقت ازدواجی زندگی کی نفسیاتی حیثیت میں مرد اور عورت کی عمر کا بھی کافی دخل ہوتا ہے جیسا کہ عمر کے متعلق ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں ہر قسم کی شادی کیلئے چند مخصوص مسائل ہیں ۔مثلاً ایک چالیس سالہ دلہن کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ایک چودہ سالہ دلہن ان سے لاعلم ہوگی اسی طرح عنفوان شباب کی شادی کے برخلاف بلوغت کی شادی میں اور تاخیر کی شادی میں اولاد ہونے کا امکان کم ہوتا ہے بچے درحقیقت ایک بندھن ہیں جو والدین میں بڑا مضبوط وخوشگوار ربط قائم رکھتے ہیں اسی طرح نو جوان اور سن رسیدہ مرد کی شادی بھی اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف مسائل رکھتی ہے۔

شادی ماضی وحال کا وہ دلچسپ موضوع ہے جس پر ہر زاویئے سے بہت کچھ کہا اور لکھا جا تا رہا ہے کیونکہ نسل انسانی کی افزائش وتکمیل کا دارومدار اسی بندھن پر ہے جو اخلاقی قانونی اور مذہبی لحاظ سے بھی قابل ستائش ہے اگر چہ مغربی دنیا میں شادی سے متعلق تصورات میں بہت فرق پایا جاتا ہے لیکن ہمارا موضوع ہرگز وہ اقدار اور تصورات نہیں جو مغربی، غیر اخلاقی اور غیر مذہبی رویئے کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۴.۲ اسلامی نقطہ نظر

اسلامی نقطہ نظر کے مطابق درحقیقت معاشرہ ایک میدان عمل ہوتا ہے جہاں آزادانہ طور پر جنسی آسودگی (کی تلاش) سے اجتناب لازمی ہے۔ اسلام میں نظر بازی کی ممانعت، ناجائز ازدواجی تعلقات سے جنسی تسکین حاصل کرنے کی حرمت اور غیروں کیلئے عورتوں کو بناؤ سنگھار سے منع کرنے کا فلسفہ اسی مقصد کیلئے پیش کیا گیا ہے۔

اسلام میں شادی شدہ زندگی کو ترجیحی درجہ حاصل ہے اور اس کیلئے کسی عمر کی قید بھی نہیں رکھی گئی لیکن بغیر معقول عذر اور وجہ کے شادی میں تاخیر کو پسند نہیں کیا گیا۔ بلوغت کے فوراً بعد کی شادی کو اسلام میں ترجیح دی گئی ہے کیونکہ سن بلوغ کے بعد اکثر اوقات انسان اعصابی کھنچاؤ، ذہنی انتشار اور جذباتی ناآسودگی کا شکار ہو جاتا ہے شادی سے متعلق ایک حکایت ہے کہ

"ایک بزرگ نکاح کرنے میں عذر کرتے تھے یہاں تک کے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور مخلوق پیاس کے سبب بیتاب ہے لڑکوں کا ایک گروہ ہے جس کے ہاتھوں میں سونے چاندی کے کٹورے ہیں اور وہ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں ان بزرگنے پانی مانگا تو لڑکوں نے انہیں پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا ہم میں سے کوئی آپ کا لڑکا نہیں۔ وہ صاحب خواب سے بیدار ہوئے اور فوری نکاح کیا"۔ [5]

اس حکایت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں شادی کی کس قدر اہمیت ہے اور یہ بنی نوع انسان کیلئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نکاح کے متعلق کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں سے جو شخص اسباب جماع (نفقہ) کی قوت رکھے اس کو چاہئے کہ نکاح کرے۔ اس لئے کہ نکاح گناہ کو محفوظ اور شرم گاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص طاقت نہ رکھے اس کو چاہئے کہ روزہ رکھے اس لئے کہ روزہ شہوت کو ختم کرتا ہے۔" ٦

(بخاری و مسلم)

اسلام میں مسلمانوں کو نکاح کی تاکید کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ

"مسلمانو! راہبوں کی طرح مجرد نہ رہا کرو"

(بیہقی)

اسی طرح ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"جب ہمارے ہاں کوئی ایسا نکاح کا پیغام بھیجے جسکے دین سے اور اخلاق سے تم مطمئن ہو اور خوش ہو تو اس سے شادی کرو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔"

(ترمزی)

شادی کے متعلق حضرت ایوب کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں تمام انبیاء کی سنت ہیں۔

۱۔ حیاء۔

۲۔ خوشبو۔

۳۔ مسواک۔

۴۔ نکاح (شادی)۔

اسی طرح حضرت انسؓ کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ

"جس شخص نے نکاح کیا اس نے اپنا نصف دین مکمل کرلیا۔ باقی نصف دین کیلئے اسے اپنے خدا سے ڈرتے رہنا چاہئے"۔

قرآن مجید میں بھی مسلمانوں کو ازدواجی زندگی بسر کرنے کی ترغیب وتلقین کی ہے۔

لہذا قرآن پاک فرماتا ہے کہ

"اور نکاح کروان عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں" (البقرۃ)

قرآن مجید میں سورۃ البقرہ (۲:۲۲۳) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں تمہیں اختیار ہے جسطرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ۔ مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو اور اللہ کی ناراضی سے بچو خوب جان لو کہ تمہیں ایک دن اس سے ملنا ہے اور (اے نبی ﷺ) جو تمہاری ہدایت مان لیں انہیں فلاح و کامیابی کا مژدہ سناؤ"۔ (۲:۲۲۳)

یعنی اللہ تعالی نے عورتوں کو مردوں کیلئے سیر گاہ نہیں بنایا بلکہ دونوں کے درمیان کھیت اور کسان کا سا تعلق بتایا ہے۔ کھیت میں انسان محض تفریح کیلئے نہیں جاتا بلکہ اس لئے جاتا ہے کہ اس سے پیداوار حاصل کرے۔ نسل انسانی کیلئے کسان کو بھی انسانیت کی اس کھیتی میں اس لئے جانا چاہئے کہ وہ اس سے نسل کی پیداوار کرے۔ خدا کی شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ تم اس کھیت میں کاشت کس طرح کرتے ہو البتہ اس کا مطالبہ تم سے یہ ہے کہ کھیت ہی میں اس غرض کیلئے جاؤ کہ اس سے پیداوار حاصل کرنی ہے۔

اور مردوں کیلئے ہدایت ہے کہ اپنے مستقبل کی فکر کرو۔ اس کے دو مطلب نکلتے ہیں۔

۱۔ اپنی نسل برقرار رکھنے کی کوشش کرو۔ تاکہ تمہارے دنیا چھوڑنے سے پہلے تمہاری جگہ دوسرے کام کرنے والے پیدا ہوں۔

۲۔ دوسرے یہ کہ جس آنے والی نسل کو تم اپنی جگہ چھوڑنے والے ہو اسے دین، اخلاق اور آدمیت کے جوہروں سے آراستہ کرنے کی کوشش کرو۔

گویا قرآن مجید یہ کہنا چاہتا ہے کہ مرد کی زندگی کے بہت سے ایسے تشنہ پہلو جنکی آسودگی کا سامان عورت ہی فراہم کرسکتی ہے اور خود اسی طرح عورت کی زندگی کے متعدد گوشے مرد کے بغیر تکمیل کے محتاج رہتے ہیں اور قرآن کے مطابق یہ رشتہ یعنی (شادی) غصہ اور نفرت کا نہیں بلکہ یہ رشتہ تو الفت ومحبت کا رشتہ ہے۔

اسلام نے شادی بیاہ کو پیمان محکم سے یاد کیا ہے اور اسے باہمی مفاہمت کا نام دیا ہے اس میں (شادی) میں کچھ لو اور کچھ دو کا عہد و پیمان ہوتا ہے اسلام نے جنسی تقاضائے فطرت کی تکمیل، بقائے نسل انسانی اور اولاد صالح پیدا کرنے کیلئے شادی کو واحد جائز ذریعہ قرار دیا ہے۔ غرض کہ اسلام شادی نہ کرنے والوں کی مذمت کرتا ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"شادی میری سنت ہے اور جو میری سنت سے احتراز کرے گا وہ مجھ سے نہیں"

(بخاری مسلم)

اسلام دین فطرت ہے اور ازدواجی زندگی سے (شادی نہ کرنے سے) روگردانی کو انسانی وقار اور تقدس وعظمت کے منافی سمجھتا ہے شادی کی اہمیت اور افادیت پر قرآنی احکامات اور احادیث رسول ﷺ کے ذریعہ بہت زور دیا گیا ہے۔ سورہ نساء: ۱۸۹ میں ارشاد ہوا ہے کہ

"وہ خدا ہی ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس کے ساتھ رہے" (۱۸۹)

یہ وسیع و عریض کائنات جس کے ایک چھوٹے سے گوشے میں انسان بستے ہیں ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت پیدا کی گئی ہے اور یہ انتہائی نظم وضبط کے ساتھ مصروف عمل ہے۔ صدیاں بیت گئی ہیں لیکن اس کی رنگینیوں اور دل فریبیوں میں ذرہ بھر فرق نہیں پڑا ہے زمانے کی گردش مسلسل اپنا کام کرتی چلی جارہی ہے لیکن اس کی تابانی اور حیرت انگیزی جوں کی توں قائم ہے۔ اس عالم کی ہر شے کے اندر اپنی نوع کی بقاء کا جذبہ پایا جاتا ہے اور قدرت نے اس جذبے کی آسودگی کیلئے خود اس کی نوع سے ایک صنف مقابل کی تخلیق کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے شاید کہ تم اس سے سبق سیکھو" (سورۃ شوریٰ:۱۱)

قرآن مجید میں سورۃ الشوریٰ:۱۱ میں ارشار ہوا۔

"اس نے تمہاری اپنی جنس سے جوڑے پیدا کئے اور اسی طرح جانوروں میں بھی انہی کے ہم جنس جوڑے بنائے اس طریقے سے وہ تمہاری نسلیں پھیلاتا ہے"۔

اسی طرح سورہ یٰس:۳۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود اس کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں"۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ قانون زوجیت (شادی) کائنات کی ہر شے پر حاوی ہے اور اس سے نہ انسان مستثنیٰ ہے اور نہ دنیا کی کوئی اور دوسری شے۔ قدرت نے بزم عالم کو اس طرح آراستہ کیا ہے کہ یہاں کا ہر نقش دوسرے نقش کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے اور شادی اس کی جامع و مکمل شکل ہے غرض کہ دنیا کی ہر چیز اپنے ذاتی اور نوعی خصوصیات کے اظہار کیلئے ایک میدان کی محتاج ہے اور صنف مقابل وہ میدان فراہم کرتی ہے۔ نکاح (شادی) کی حیثیت محض بیع وشرا کی طرح باہمی معاملے اور معاہدے کی سی نہیں ہے بلکہ رسول ﷺ کی سنت اور عبادت ہے یہی وجہ ہے کہ عام لین دین کے معاملات سے اس کی حیثیت بالاتر ہے۔

شادی کے متعلق ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ شادی انسان کی صحت و تندرستی کیلئے ضروری ہے کیونکہ شادی کے ذریعہ فطری تقاضوں کا عمل مکمل ہوتا ہے اور اگر اس سے فائدہ حاصل نہ کیا جائے تو طرح طرح کے امراض ہونے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے حکیم جالینوس نے اپنی کتاب "حفظ الصحت" میں لکھا ہے کہ

"بیوی سے اختلاط مخصوص اعتدال کے ساتھ تندرستی کے مختلف ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے اور بہت سے امراض کی شفاء ہے"

اسلام نے راہبانہ مجردانہ زندگی کی حوصلہ شکنی کی ہے اور خاندانوں اور معاشرہ کی تعمیر و ترقی کیلئے ازدواجی زندگی پر بہت زیادہ زور دیا ہے قرآن مجید میں سورہ نور کی آیت ۳۲ میں ارشاد ہے

"جو شائستہ اور لائق لوگ شادی شدہ نہیں ان کے شادی کے اسباب مہیا کرو، اگر وہ غریب ہیں تو خدا اپنے لطف و کرم سے ان کی غربت دور کردے گا"۔

شرعی حکم یہ ہے کہ

"لڑکا ہو یا لڑکی بالغ ہوتے ہی ان کی شادی کردی جائے گی" ۷

(۱۲۳، راوی البیہقی فی شعیب الایمان)

حضرت ابو سعید اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ﷺ "جس کے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے پھر جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کردے اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے اس نے کوئی گناہ کرلیا تو باپ پر ہی اس کا گناہ ہوگا" ۸ (رواہ البیہقی فی شعیب الایمان)

اس آیت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں ہر جگہ نکاح (شادی) کرنے کو ترجیح دی گئی ہے اور اس کے کرنے اور نہ کرنے کے اثرات کے بارے میں واضح طور پر بتایا گیا ہے۔

اسلام شادی کے متعلق یہ بھی فرماتا ہے کہ

"جو شخص کسی عورت سے صرف خوبصورتی کی بناء پر شادی کرے گا اپنی محبوب چیز اس میں نہیں پائے گا"

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شادی کیلئے صرف خوبصورتی معیار نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ خوبصورت لڑکی میں باقی سب خصوصیات اور اوصاب بھی نیک اور اچھے ہوں۔ رفیقہ حیات کے انتخاب میں محسن انسانیت رسول ﷺ نے ہمیں جو تعلیم دی، اس کے مطابق عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہونی چاہئے کہ وہ صاحب ایمان ہو، سیرت و کردار اور حسب نسب کی مالک ہو، نہ کہ شادی کیلئے صرف لڑکی کی خوبصورتی کو مدنظر رکھا جائے غرض کہ اوصاب محاسن کی اس ترتیب میں شکل وصورت کو سب سے آخری درجہ دیا ہے لیکن مغرب کی اندھا دھند تقلید میں ہم نے اس ترتیب کو بالکل الٹ کر رکھ دیا ہے اور ایمان صالح کی جگہ تصنع جسمانی حسن اور ناز و ادا نے لے لی ہے۔

قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۷ میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

"تم ان کا لباس ہو اور وہ تمہارا لباس"۔

یعنی جس طرح بدن اور لباس (پوشاک) کا بہت قریبی تعلق ہے اور ضروری تعلق ہوتا ہے اسی طرح میاں اور بیوی کا بھی بہت قریبی تعلق ہوتا ہے اور جس طرح انسان کا پوشاک کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا اسی طرح میاں بیوی کا بھی ایک دوسرے کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔ نیز جس طرح پوشاک موسم کی سختی کو روکتی ہے اسی طرح میاں بیوی بھی مصیبتوں میں ایک دوسرے کیلئے ڈھال اور مددگار بن جاتے ہیں۔

پوشاک (لباس) عزت اور آبرو کی محافظ ہے عریانی اور بے حیائی سے بچاتی ہے اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کی عزت وآبرو کی حفاظت کے سبب ہیں جس طرح صاف اور خوبصورت پوشاک سے انسان کوفرحت حاصل ہوتی ہے اسی طرح اچھے میاں بیوی ایک دوسرے کیلئے سکون اور راحت کا باعث ہوتے ہیں۔

غرض کہ اسلام نے فطری تقاضوں اور طبعی تقاضوں کی تکمیل کو لازمی قرار دیا ہے۔ انہی فطری تقاضوں میں سے ایک شادی کرنا ہے تمام انبیاء کرام نے بھی شادیاں فرمائی ہیں اور خصوصاً اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ازدواجی زندگی گزار کر امت مسلمہ کو یہ پیغام عطا کیا ہے کہ تم پر میری سنت کی پیروی کرنا لازمی ہے یعنی فرمان رسول ﷺ ہے کہ

"شادی کرنا میری سنت ہے"۔

اس فرمان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں شادی کے ادارے کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے اور خود ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ازدواجی زندگی پر زور دیا ہے لیکن دنیا کے بعض مذاہب نے رہبانیت اور تجرد کی زندگی کو اہمیت دی، لیکن ان عبادت گاہوں کے اندر جو کچھ ہوتا ہے اس سے انسانیت کانپتی ہے مغربی ملکوں میں ازداجی زندگی کا تصور ختم ہو رہا ہے جس کا بھیانک نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں گھریلو اور عائلی زندگی تباہ و برباد ہوگئی ہے۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام نے ازدواجی اور عائلی زندگی کے بارے میں جو زرین اصول بیان کیے ہیں دنیا تجربات میں وقت ضائع کرنے کے بعد بالآخر انہی کی طرف رجوع کرے گی۔

قرآن مجید میں سورہ المائدہ کی آیت ۵ میں شادی کے متعلق ارشاد ہے کہ

" آج ہمارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں بھی (حلال) ہیں جبکہ انکا مہر دے دو اور ان سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو۔ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنی اور جو شخص ایمان کا منکر ہوا اس کے عمل ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا"۔ (المائدہ: ۵)

اسی طرح قرآن مجید میں سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اور (مومنوں) مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا۔ کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی ہی بہتر ہے۔ اور اس طرح مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا کیونکہ یہ (مشرک لوگوں کو) دوزخ کی طرح بلاتے ہیں اور خدا اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنے حکم لوگوں سے کھول کھول کے بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں"۔ (سورۃ بقرہ: ۲۲۱)

اسلام میں ازدواج (شادی) ہمیشہ ایک " مکمل معاہدہ" کہلاتا ہے اور ایک ایسا سمجھوتہ ہے جو باہمی اغراض کے تحت مرد اور عورت کے درمیان طے پاتا ہے یہ اسی زمین کا معاہدہ

ہے اور فطری قانون کے تقاضوں کے مدنظر اس کا نفاذ یا تمنیخ عمل میں آسکتی ہے۔ لیکن بعض (معاشروں کے) قوانین میں جنسی خواہش کو ذاتاً فحش اور جنسی اختلاط کو (خواہ وہ اپنی شرعی اور جائز بیوی سے ہی کیوں نہ ہو) تباہی اور پستی کا سبب قرار دیا گیا ہے قدیم زمانے میں عموماً لوگ انہی توہمات کا شکار تھے۔

۲.۵ عیسائیت کا نقطہ نظر

"عیسائیت میں تو شادی اور شادی شدہ زندگی کے متعلق کوئی اچھے الفاظ نہیں کہے گئے۔ ابتدائی عیسائیت میں عورت ناپاک سمجھی جاتی تھی اور اسے دنیا میں برائی کی جڑ اور تباہی لانے کا باعث قرار دیا گیا تھا۔ آبائے کلیسا میں کوئی اس کو "دوزخ کا دروازہ" کہتا تھا اور کوئی اسے "مضر رساں پیداوار" سے تعبیر کرتا تھا۔ شادی کو بری عادت قرار دیا گیا۔ اور مردوں کو یہ تعلیم دی جاتی تھی کہ وہ عورتوں کو ہاتھ نہ لگائیں اور بچے پیدا نہ کریں کیونکہ گوشت پوست کی یہ چیزیں فنا ہونے والی ہیں اور صرف روحانی چیزیں باقی رہیں گی۔ عیسائیت مذہب میں صرف فحاشی کو روکنے کی خاطر شادی کی اجازت تھی اور اس کے متعلق بھی یہ تصور تھا کہ: "دوزخ میں جانے سے بہتر ہے کہ انسان شادی کرلے"۔[9]

رہبانیت کو انسانیت کا اعلیٰ ترین وصف بتلا کر اہل کلیسا کیلئے راہبانہ زندگی بسر کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ زندگی کے فطری تقاضوں کو روکنے سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ رہبانیت نے ہی پیدا کئے۔ اہل کلیسا کے نزدیک جنسی محبت یا عورت کا دوسرا نام گناہ ہے۔ انجیل میں درج ہے کہ:

ہوئی ہیں کہ تجرد (کنوارہ پن) سب سے بڑی اخلاقی قدر ہے اور عفت کے معنی یہ ہیں کہ آدمی جنسی تعلق سے قطعی احتراز کرے خواہ وہ میاں بیوی کا تعلق ہی کیوں نہ ہو۔ عیسائی مذہب کے نزدیک لذت اور گناہ ہم معنی تھے۔ حتیٰ کے مسرت بھی عیسائیت میں خدا فراموشی کی مترادف تھی انہی تصورات کی بناء پر عورت اور مرد کے درمیان شادی کا تعلق ان کے ہاں قطعی بے بس قرار پایا گیا تھا۔ راہب کے لئے ضروری تھا کہ وہ شادی کرنا تو در کنار، عورت کی شکل تک نہ دیکھے اور اگر شادی شدہ ہو تو بیوی کو چھوڑ کر نکل جائے۔

سینٹ جیروم جیسا ممتاز مسیحی عالم کہتا ہے کہ جو عورت مسیح کی خاطر راہبہ بن کر ساری عمر کنواری رہے وہ مسیح کی دلہن ہے اور اس عورت کی ماں کو خدا یعنی مسیح کی ساس ہونے کا شرف حاصل ہے ایک اور مقام پر سینٹ جیروم کہتا ہے کہ:

"عفت کی کلہاڑی سے ازدواجی تعلق کی لکڑی کو کاٹ پھینکنا سالک کا اولین کام ہے" [۱۴]

قرآن مجید میں یہاں رہبانیت کی بدعت ایجاد کرنے اور پھر اس کا حق ادا نہ کرنے کا ذکر کر کے مسیحیت کے بگاڑ کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں سورہ الحدید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"ان کے بعد ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے اور ان سب کے بعد عیسیٰ کو مبعوث کیا اور اسکو انجیل عطا کی ۔ اور جن لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ان کے دلوں میں ہم نے ترس اور رحم

ڈال دیا ۔اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد کرلی، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔مگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی طلب میں انہوں نے آپ ہی یہ بدعت نکالی اور اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہ کیا ان میں سے جو لوگ ایمان لائے ہوئے تھے ان کا اجر ہم نے عطا کیا مگر ان میں اکثر لوگ فاسق ہیں"۔(سورہ الحدید، 27)

عیسائی مذہب میں شادی عورت کی زندگی کا واحد مقصد نہیں ہے وہ ایک ذمہ دار اور آزاد اخلاقی ہستی ہے اگر چہ عیسائی مذہب میں عورتوں کی ذات سے وابستہ ممنوعات کم ہیں مگر اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں ہے کہ ان کے یہاں بھی عورت کا بنیادی تصور مرد کے مقابلے میں کمتر ہے ۔بائبل میں عورت کا تصور بہکانے والی اور تحریص دینے والی کا ہے۔

۲.۶ متعلقہ مواد: (Related Literature)

عیسائی کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساری زندگی شادی نہیں کی لہذا ان کی سنت کی خلاف ورزی بجائے خود فحاشی ہے یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں کے روحانی اور مذہبی پیشوا روحانی مدارج و مقامات حاصل کرنے کیلئے تمام عمر عورت سے اختلاط نہ کرنے کی شرط عائد کرتے ہیں ۔لہذا پادری (Pope) مجرد یا کنوارے افراد میں سے چنا جاتا ہے۔(Church) کلیسا کے نزدیک تقویٰ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انسان شادی سے اجتناب کرے، کلیسا نے شادی کے متعلق بدترین الفاظ استعمال کئے ہیں وہ کہتے ہیں۔

"ریاضت کا مقصد لوگوں کو متقی بنانا ہوتا ہے۔لہذا شادی جوان کے نزدیک حقیر فعل تھا، ختم ہوجانا چاہئے تھا۔تقدس بحال رکھنے کیلئے "سن ژوم" کا پختہ نظریہ تھا کہ بکارت کے کلہاڑے سے ازدواجی درخت کو گرادیجئے"۔۱۴

رسل (Russel) جوایک دانشور تھا وہ کہتا ہے کہ

"سن پول کے نزدیک تولید نسل کا نظریہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔شادی کا اصل مقصد تو گناہ کا راستہ روکنا تھا لہذا شادی کا یہی بنیادی مقصد ہے جو درحقیقت برائی کو برائی سے ختم کرتا ہے"۔۱۵

"رہبانیت دراصل اس طریقہ حیات کا نام ہے جس میں مرد اور عورت جنسی زندگی سے بالکل احتراز کرتے ہیں" یہ ایک غیر فطری طریقہ ہے جس سے قوانین فطرت کی نفی ہوتی ہے اور جس مقصد کیلئے قدرت نے انسان کی تخلیق کی ہے۔وہ منشاء حاصل نہیں ہوتا۔ اس سے زندگی اور جنس میں فاصلہ پیدا ہوتا ہے۔ ایسا شخص جو قدرت کے منشاء کو پورا نہیں کرتا اور زندگی کی ذمہ داریوں کو برداشت کرنے سے پہلوتہی کرتا ہے اسکا وجود معاشرہ کیلئے نقصان رساں ہے۔علاوہ ازیں راہبانہ زندگی یعنی (کنوارے پن کی زندگی) بسر کرنا انسان سرشت کے خلاف بھی ہے۔

انسانی فطرت کے اس نکتہ کو اسلام نے سب سے پہلے محسوس کیا اور راہبانہ زندگی کی سخت مذمت کی۔ارشاد خداوندی ہے

ترجمہ:

"اور ترک دنیا جو انہوں نے خدا کی خوشنودی کے لئے ایجاد کی تھی ہم نے ان پر اسے فرض نہ کیا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اسکو پوری طرح نہ نباہ سکے۔ پھر ان میں سے جو لوگ ایمان لائے ہم نے انکو صلہ دیا اور ان میں سے بہت سے تو نافرمان اور فاسق ہیں"۔ ١٦

اسلام نے خدا طلبی کیلیئے دنیا کو ترک کرنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ یہ بتایا کہ دین و دنیا دونوں پہلو بہ پہلو ملتے ہیں بلکہ ایک طرح دین سے دنیا کو مقدم حیثیت دی گئی ہے کیونکہ اسلام کی بہت سی عبادات مثلاً جہاد فی سبیل اللہ، زکواۃ و خیرات، اشاعت دین، بچوں، یتیموں، بیواؤں اور محتاجوں کی پرورش اور نگہداشت وغیرہ جو بغیر مادی چیزوں کے حصول کے ممکن نہیں عین دین ہیں۔

رہبانیت کے تعلق سے شارع اسلام کا ارشاد ہے کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ یعنی

"اسلام میں ترک دنیا نہیں ہے"۔ ١٧

حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اسلام نے ایک ہی سطح پر رکھا ہے اور ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں دی۔ بلکہ موخر الذکر کو فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ جو شخص انسانوں کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی حق ادا نہیں کرسکتا لہذا پاکیزگی نفس اور معرفت الٰہی کی خاطر دنیا، کے بعض مذاہب نے ترک دنیا کا جو حکم دیا تھا اور اس کی وجہ سے بدکاری اور فحش کا جو راستہ کھولا تھا اسلام نے انسانی

فطرت کی کمزوریوں کوملحوظ رکھتے ہوئے اس کی اجازت ہی نہیں دی اوراس کی وجہ سے زندگی اورجنس میں جو فاصلہ پیدا وتا تھا ورفطری تقاضوں پر جوروک ٹوک عائد ہوتی تھی اسکو ہمیشہ کیلئے ختم کردیا۔

اسلام نے عیسائیت کی طرح عورت کوگناہ کی جڑ اوردوزخ کا دروازہ قراردے کراس کیلئے شریفانہ زندگی بسر کرنے کے سارے راستے بندنہیں کئے بلکہ اعتدال کا پہلو اختیار کر کے جنت کی کنجی اس کے ہاتھ میں دے دی چونکہ شادی ایک آزاد معاہدہ ہے اس لئے ان کا (فسخ) بھی فریقین کا شخصی معاملہ ہے۔

اسلام کبھی عیسائیت کے اس اجتماع ضدین کا قائل نہیں رہا کہ جنسی فعل اس قدر ذلیل ہے کہ وہ صرف ازدواج کے روپ میں گوارہ ہوسکتا ہے ورنہ وہ ہمیشہ ام الخبائث بنا رہے گا جسے تسلیم کرنا یا جس کے ساتھ انصاف کرنا ناممکن نہیں ۔ اسلام نے ازدواج کے ذریعہ جہاں حیاتیاتی صداقتوں کوتسلیم کیا وہاں انسانی فطری کمزوریوں کوملحوظ خاطر رکھ کر ادارہ ازدواج یعنی (شادی) کواس قدر لچکدار، عقلی اورانسانی بنادیا ہے تقریباً چودہ صدی کے بے شمار سماجی انقلابات کے باوجود وہ آج بھی ویسا ہی سہل العمل اور قابل قبول ہے جیسا کہ وہ اپنے ابتدائی دورنفاذ میں تھا اس کی لچکداراورہمہ گیر خصوصیات صاحب عقل کودعوت فکروعمل دیتی ہے۔

دوہزارسال کی مسلسل کشمکش اورجدوجہد کے باوجود یورپی معاشرہ میں ازدواج (شادی) کووہ حیثیت حاصل نہ ہوسکی جوچودہ سوسال قبل اسلام نے عطا کی ہے۔ازدواج یعنی (شادی)

کرنے سے ہی خاندان کا قیام عمل میں آتا ہے اس ادارے کی اہمیت ہیولاک ایلس ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"یہی وہ ادارہ ہے جو دنیا میں ہمیں بحیثیت افراد، مجموعہ، خاندان، اقوام یا بحیثیت نوع انسانی کے زندہ رکھ سکتا ہے اور جس سے ہماری فلاح و بہبود وابستہ ہے شادی ایک مرکزی مسئلہ ہے جس کے ضمن میں توریث، عمرانیات، معاشیات، نفسیات، اور بیسیوں ایسے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس لئے جب تک یہ ادارہ ہر حیثیت سے مکمل نہ ہوگا اس وقت تک سوسائٹی میں کسی قسم کی خامی یا کمزوری پیدا نہیں ہوسکتی"۔۱۸

بہرکیف مغربی زندگی میں تو ازدواج نے اپنی حیثیت کھودی ہے آج لوگ دائرہ ازدواج میں محض اسلیئے قدم رکھتے ہیں کہ کسطرح جلد از جلد وہ اس کی حدود کو توڑیں اور نئے تجربات کیلئے اپنے آپ کو پیش کریں چنانچہ ازدواج کے مفہوم میں جو قدیم تصورات اور روایات داخل تھیں۔ وہ باقی نہ رہیں اب تو شادی کی جگہ آزمائشی شادیوں کا رواج ہو چلا ہے اور بعض حلقوں سے اس امر کا پرچار کیا جاتا ہے کہ تعلقات جنسی کے قیام پر کسی قسم کی تحدید عائد نہ ہونی چاہئے بلکہ Free Love کی عام اجازت ہونی چاہئے ۔ باالفاظ دیگر انسانیت ہزاروں سال کے ارتقاء کے بعد پھر اس مقام پر پہنچ رہی ہے جو اس کا نقطہ آغاز تھا۔

صدیوں پہلے شادی ایک باضابطہ ادارہ نہیں تھا اس وقت جنگلوں میں آوارہ پھرنے والے انسانوں کے قبائل میں بھی قدرتی طور پر حیرت انگیز احساس موجود تھا کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ

ایسے عہد و پیمان کرنے پر مجبور کر دیں جنکی پابندی لازمی ہو۔ اور یہ عہد و پیمان اس وقت لئے جاتے تھے۔ جب جسمانی خواہش کی بدولت مرد آسانی سے ایسے عہد و پیمان کر لیتے تھے۔

ازدواجی حیثیت اس ابتدائی صورت میں آج کی شادیوں سے بہت مختلف تھی۔ اس زمانے میں کہیں تو رشتہ ماں کی طرف سے چلتا تھا، کسی قبیلہ میں متعدد بیویاں کرنے کا رواج تھا اور کسی قبیلے میں ایک عورت کئی کئی شوہروں سے بیک وقت شادی کر سکتی تھی۔

غرض کہ زمانہ شادی کی ان ہیئتوں اور صورتوں کو ارتقاء دیتا رہا تا کہ شادی اس قسم کا عہد بن سکے جس کے مطابق اس کی میعاد کا یقین ہو جائے جس کی رو سے عورت کو دوسرے مردوں کے زد سے محفوظ رکھا جائے اور آخر اس عہد کے مطابق وہ معاشرتی بنیاد پر استوار ہو جائے۔ لہذا آج شادی معدوم اور متروک نہیں بلکہ اس کی بنیادیں مضبوط تر ہو گئی ہیں۔

۲.۷ مختلف طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے ماہرین کا شادی کے متعلق نقطہ نظر

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ تاخیر کی شادی بہت سی پیچیدگیوں کو جنم دیتی ہے خصوصاً لڑکیوں کی تاخیر کی شادی ان کیلئے بہت سی بیماریوں اور الجھنوں کا باعث ہوتی ہے جسمیں ذہنی اور جسمانی دونوں قسم کی بیماریاں اور الجھنیں ہو سکتی ہیں۔

ماہر نفسیات ڈاکٹر فرید صدیقی کا کہنا ہے کہ لڑکیوں کی بروقت شادی نہ ہونے سے ان کے ہارمونز کے نظام میں بے قاعدگی پیدا ہوتی ہے جس سے وہ مختلف قسم کی نفسیاتی پیچیدگیوں اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں جس میں یاسیت (Depression) اور شدید دباؤ دباؤ، گھبراہٹ (Anxity)، (Low اور High) پست وہائی فشار خون، دباؤ احساس کمتری حتیٰ کہ (شیزوفرینیا) بچوں کی سی حرکت تک شامل ہے۔ اس میں انسان وہمی تک ہو جاتا ہے اور انسان کی یادداشت بھی اس مرض سے متاثر ہوتی ہے جس سے جسم کے افعال اپنا کام صحیح نہیں کرتے۔[۱۹]

اسی طرح شعبہ نفسیات کی انچارج پروفیسر رخشندہ طلعت کا کہنا ہے کہ تاخیر کی شادی ہونے کی وجہ سے بچوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی اور بچوں کی پیدائش میں وقفہ بھی زیادہ نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ یاسیت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ دیر سے شادی ہونے سے بچوں اور والدین میں توازن نہیں رہ سکے گا۔ اولاد ہونے کا مسئلہ ہوتا ہے اور اگر ہو جائے تو ان کی تعلیم و تربیت میں کمی رہ سکتی ہے بچوں کی پیدائش کا بھی مسئلہ ہوتا ہے کیونکہ کم عمر میں بچے آسانی سے پیدا ہوتے ہیں لیکن زیادہ عمر میں پیچیدگی ہوتی ہے خواہشات محدود ہو جاتی ہیں اور جذبات ختم ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ انکا کہنا ہے کہ تاخیر سے ہونے والی شادیوں میں ناکامی کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تاخیر کی شادی سے معاشرے میں بے راہ روی اور انتشار بھی پھیل سکتا ہے۔[۲۰]

ڈاکٹر مبین اختر تاخیر کی شادیوں کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جیسے جیسے آدمی کی عمر بڑھتی ہے اس کے مزاج میں سنجیدگی، سختی اور قنوطیت پسندی بڑھتی جاتی ہے اور وہ اپنے

طرز عمل میں پختہ ہو جاتا ہے اس کے علاوہ ان کا کہنا ہے کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ والدین ۳۰، ۳۵ سال سے کم لڑکوں کی شادیاں کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن ڈاکٹر مبین کا کہنا ہے کہ اگر ان میں پانچ دس سال پہلے تک کوئی خرابی موجود بھی ہو تو اس عمر میں آکر بجائے ختم ہونے کے اور پختہ ہو جاتی ہیں اور تعلیم تجربہ اور قابلیت بس تنقیدی اور منطقی باتوں کی نظر ہو جاتی ہے اور یہی وہ نقطہ ہے جہاں سے باہمی اختلافات جنم لیتے ہیں۔ ۲۱۔

مسز ممتاز قریشی جو ایک شادی دفتر چلاتی ہیں انکا کہنا ہے کہ شادی میں تاخیر ہونے سے لڑکیوں میں احساس کمتری پیدا ہوتی جاتی ہے کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ شاید ہم مین کوئی کمی ہے جس کی وجہ سے ہماری شادی نہیں ہو رہی۔ اس کے علاوہ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی لیکن خصوصاً لڑکیوں میں وقت اور عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ برداشت کا مادہ کم ہوتا جاتا ہے اور ان کے مزاج میں چڑچڑاپن اور کرختگی آنے لگتی ہے اور ان کے جذبات اور امنگیں بھی عمر ڈھلنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہیں اس کے علاوہ وہ کہتی ہین کہ دیر سے شادی ہونے والی خواتین کے ہاں بچوں کی پیدائش کے وقت اموات کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اور اکثر اوقات وضع حمل بھی نہیں ہوتا۔ ۲۲

ڈاکٹر ذکی حسن جو ایک ماہر نفسیات ہیں انکا تاخیر سے شادی کے متعلق نقطہ نظر ہے کہ لڑکے لڑکیاں شادی میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اور عمر ڈھلنے کے ساتھ ساتھ ذہنی اذیت کا شکار ہو جاتے ہیں ابتداء میں ڈپریشن ہوتا ہے پھر وہ افسردہ رہنے لگتے ہیں اس کے علاوہ ان کا کہنا ہے کہ بڑی عمر میں شادی ہونے کا ایک نقصان بانجھ پن یا زچگی کی پیچیدگیوں کی صورت میں نکل سکتا ہے نیز

انکا کہنا ہے کہ بڑی عمر کی غیر شادی شدہ خواتین میں سرطان سینہ کے امکانات بھی پائے جاتے ہیں ۔۲۳

یہ بھی مشاہدہ ہے کہ زیادہ عمر میں شادی ہونے سے ایک وقت ایسا آ سکتا ہے کہ عورت شادی سے ہی انکار کر دے ۔ اگر یہ ذہنیت عام ہو جائے اور لڑکے اور لڑکیاں شادی کو ایک دباؤ سمجھنے لگیں اور شادی سے بالاخر انکار کرنے لگیں تو معاشرے کا قائم رہنا مشکل ہو جائے معاشرے کو برقرار رکھنے کیلئے شادی کا ادارہ بہت اہم ہے یہ جنسی ضرورت کے ساتھ ساتھ معاشرتی ضرورت بھی ہے لہذا شادی کو بطور ادارہ بچانا ضروری ہے ورنہ مغرب کی اندھی تقلید کے باعث بغیر کسی وجہ سے ہمارا معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر رضوانہ اختر کہتی ہیں کہ یہ قانون فطرت ہے کہ ہم نہ فطرت سے ٹکر لے سکتے ہیں اور نہ قدرت سے ۔ خدا نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ہیں اور شادی تو وہ واحد ذریعہ ہے جس کو معاشرہ باہمی تعلقات کے طور پر قبول کرتا ہے ان کا کہنا ہے کہ لڑکیوں کی شادی میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اور یا پھر ان کی شادیاں نہ ہونے کی وجہ سے ان کو مختلف پیچیدگیوں کا اور مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ مثلا مایوسی ، چڑ چڑا پن اور غصہ ان کی فطرت کا خاصہ بننے لگتا ہے وہ نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتی ہیں ۔ غرض کہ ان کا کہنا ہے کہ ہر لحاظ سے شادی کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر زندگی کی تکمیل مکمل نہیں ۔۲۴

رویوں کی آندھی سے بدل جانے والے ذہنی موسم کے حوالے سے کراچی نفسیاتی ہسپتال کے ڈاکٹر مبین اختر نے شادی کے متعلق جنگ میڈ ویک میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ ویسے تو زندگی میں اور اتنے مسائل ہیں کہ بظاہر یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں لگتا لیکن ان کا کہنا ہے کہ عام طور پر اس کے سبب سے زیادہ نقصانات خواتین کو ہوتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ شادی بیاہ کے وقت لڑکی کی خوبصورتی ایک اہم چیز ہوتی ہے اور شادی کے وقت اس پر خاص نظر رکھی جاتی ہے ان کے مطابق ہمارے معاشرے میں سب سے بری بات یہی ہے کہ لڑکی کے سلیقے، اچھی عادتوں اور سیرت کو لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں اور جب کسی لڑکی کو اس کی شکل وصورت کی بناء پر رد کر دیا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ذہنی کرب میں اور جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو جاتی ہے اور جب یہ معمول بن جائے تو یہ احساس مرض بن جاتا ہے ڈاکٹر مبین کا کہنا ہے کہ انسان قدرتی طور پر حسین چیزوں کو پسند کرتا ہے لہذا ایک ایسی صورتحال جس میں آپ کو شکل وصورت کی بناء مستقل رد کیا جائے تو اس سے نفسیاتی بیماریاں اور پیچیدگیاں جنم لینا شروع کر دیتی ہیں۔ ۲۵

بہت سی امریکی یونی ورسٹیوں میں آج کل ازدواجی زندگی کے چند موٹے موٹے نفسیاتی اصول سکھائے جاتے ہیں لیکن یہ بھی بے حد ضروری ہے کہ ازدواجی زندگی میں مفاہمت اور سمجھوتے کی نفسیات کی باقاعدہ تعلیم دی جائے کیونکہ کامیاب شادی کا راز سمجھوتے اور مفاہمت میں ہے۔

شادی کوئی ایسا کام نہیں جسے آنا فانا مکمل کیا جا سکتا ہے اس کی تکمیل واہتمام بار بار ہوگی۔ یہ نہیں کہ ایک شادی شدہ جوڑا یہ کہہ کر مطمئن ہو جائے کہ بس ہم نے بازی جیت لی اب ذرا آرام

کریں ذرا سستا لیں شادی کی بازی کبھی جیتی نہیں جا سکتی کیونکہ حالات ایسے ہوتے ہیں کہ نا معلوم کب کیا ہو جائے بہر کیف رشتہ ازدواج بڑا سخت ہو یا بے حد لچکدار شادی کی رسمیں اور شادی کا معاہدہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کا دنیا میں مرد اور عورت سے ضرور تقاضا کیا جاتا ہے لہذا شادی ہر لحاظ سے ضروری ہے۔

آج کل شادیوں میں تاخیر ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آج کی نئی نسل شادی بیاہ کے معاملے میں اسلامی نقطہ نظر سمجھنے سے قاصر ہے ان کے نزدیک شادی کی بنیاد صرف نام و نمود اور جاہ و حشمت میں رہ گئی ہے دولت و امارت کی ہوس نے شادی جیسے مقدس فریضہ کو ایک تجارتی کاروباری ادارہ سمجھ لیا ہے یا صرف جنسی تسکین کا ذریعہ۔ شادی کے پس منظر میں مذہبی تقدس کو پس پشت ڈال کر سرمستی اور جنسی تفریح کو شادی کا اصل مقصد سمجھا جاتا ہے اور جب یہ جذبہ مزید سست پڑتا ہے ازدواجی تعلقات میں دراڑیں پڑنی شروع ہو جاتی ہیں جو شادی جیسے بنیادی ادارے سے نفرت کا باعث بنتی ہیں۔

مغرب میں بالعموم ازدواجی زندگی کی بنیاد جسمانی حسن اور رومانوی تعلقات پر رکھی جاتی ہے۔ بادی النظر میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید وہاں "ازدواجی زندگی غیر ترقی یافتہ" اور "رجعت پسند" لوگوں کی نسبت زیادہ خوشگوار اور دیرپا ہے لیکن آج مغرب کے ماہرین عمرانیات اس پر متفق ہیں کہ جسمانی حسن اور رومانوی تعلقات عائلی زندگی کی نہایت کمزور بنیادیں ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ازدواجی زندگی یا تعلقات کی تلخ حقائق سے نپٹنے کیلئے سیرت و کردار کی پختگی بھی چاہئے اور یہی وہ

اوصاف ہوتے ہیں جو کسی خاتون خانہ کا سب سے بڑا زیور ہیں ہم بلا سوچ سمجھے مغربی معاشرے کے ظاہری ڈھانچے کو اختیار کرتے جا رہے ہیں شاید اس لئے کہ وہ خوبصورت ،آزاد،اور ترقی پذیر نظر آتا ہے۔ ہمارے ملک میں جو لوگ مغربی معاشرے کو اچھا نہیں سمجھتے وہ بھی غیر شعوری طور پر ان تصورات کو قبول کرتے جا رہے ہیں جن کا بالاخر نتیجہ وہ نکلتا ہے جو مغربی معاشرے کو اپنانے سے نکلتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ تیزی سے رو بہ تنزل ہے کیونکہ ہم ان مضبوط اخلاقی اور مذہبی بنیادوں سے دور اور محروم ہوتے جا رہے ہیں جن پر پائیدار گھریلو نظام کا انحصار ہوتا ہے ہم نے مغرب کی تقلید میں اپنی تہذیب چھوڑ دی ہے لیکن خود مغرب اخلاقی طور پر کتنا دیوالیہ ہو چکا ہے اس کی طرف ہم نے کوئی توجہ نہیں دی۔ وہاں شادی شدہ جوڑا ہو یا غیر شادی شدہ ہو یا خواتین ہوں ان کے مابین ایک خلاء پایا جاتا ہے سب کچھ ہوتے ہوئے ان کو محسوس ہوتا ہے گویا ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔

جدید سائنس اور فنی دور میں حیات انسانی کی ضروریات میں جہاں روز افزوں اضافہ اور تبدیلیاں ہورہی ہیں وہاں انسان نے قوانین زوجیت (یعنی قانون شادی) کو بھی بدلنے کی کافی حد تک کوشش کی ہے لیکن یہ فطری قانون ہے۔قدرت نے افزائش نسل کیلئے آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کو قانون زوجیت میں جکڑ کر کراہ ارض پر بھیج دیا تھا اور اسطرح ایک ازدواجی زندگی یا "شادی" کی بنیاد پڑی تھی اور ابتداء ہوئی تھی۔

قدرت نے مرد اور عورت کے جسمانی فرق میں کچھ ایسی مقناطیسی کشش رکھی ہے جو ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور اس کشش سے کوئی مرد اور عورت خالی نہیں ہے اور اسی کے ذریعے دونوں کے فطری تقاضوں کی تکمیل کیلئے دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگرچہ شادی کی نوعیت ہر زمانہ میں بدلتی رہی ہے لیکن اس کی اہمیت، افادیت اور ضرورت کو تمام مذاہب اور تمام قوموں کے بڑے بڑے دانشوروں، فلاسفروں اور حکماء نے تسلیم کیا ہے۔

۲.۸ شادی مختلف دانشوروں کی نظر میں

شادی سے متعلق ویل ڈورینٹ کہتا ہے:۔

۲۶ " کہ آداب ترویج مردوں میں حصول تصرف کیلئے اور عورتوں میں دلبری و دلربائی کیلئے سپردگی سے عبارت ہے مرد فطرتاً جنگجو اور شکاری جانور ہے اس کا عمل سعی و جدوجہد ہے عورت مرد کیلئے ایک انعامی جنس ہے جسے وہ حاصل کرتا ہے"۔

۲۔ ڈاکٹر نیفیلڈ اپنی کتاب "عورت کی جنسیات" میں لکھتے ہیں

" کہ شادی دو انسانوں کو ایک بندھن میں باندھ کر ایک مقصد کے سوچنے، سمجھنے اور جدوجہد کر کے اسے حاصل کرنے کا جذبہ عطا کرتی ہے اور اس جذبے سے کتنی خوشی اور تسکین حاصل ہوتی ہے"۔

۳۔ نمکاف کے مطابق:

"شادی ایک ایسا بندھن ہے جو ایک مرد یا عورت، ایک یا ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ رہنے پر مجبور کرتا ہے"۔

۴۔ برنارڈ شا، شادی کے متعلق کہتا ہے کہ

"شادی قانون عیاشی کا نام ہے"۔

۵۔ برٹرینڈ رسل کے بقول:

"عورت کیلئے شادی معاشی احتیاجات کی تکمیل کا ایک عام اور مقبول ترین فریضہ ہے"۔

۶۔ اے اے ہوبل شادی کے متعلق لکھتا ہے کہ

"شادی چند معاشرتی معمولات کیلئے ایسے روابط کا نام ہے جس کی رو سے مرد اور عورت کے باہمی رشتہ داروں، اولاد اور سارے معاشرے کا تعین کیا جاتا ہے"۔

۷۔ نطشے کے بقول:

"آجکل شادی کا دارومدار زیادہ تر اتفاق پر ہے۔ متمدن اور ترقی یافتہ لوگوں نے شادی کی بنیاد اتفاق پر قائم کر کے اپنی عقلیں کند کر لی ہیں۔ آج کل شادی کے معنی یہ ہیں کہ سوسائٹی کی طرف سے دو افراد کو عیش کرنے اور خواہشات نفسیاتی کو پورا کرنے کی اجازت دے دی جائے اور بس"۔۲۶؎ (قانون زوجیت اور خوشگوار عائلی زندگی)

شادی سے متعلق ایک عام نقطہ نظر یہ بھی ہے کہ "شادی دراصل دو منفرد مزاجوں کا ایک دوسرے سے تعاون کا نام ہے" اگر ہم بغور انسانوں کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ظاہری

غرض کہ شادی زندگی کے سفر کا ایک نیا موڑ ہوتا ہے اور مرد و عورت دونوں ایک نئے راستے پر زندگی کا سفر شروع کرتے ہیں ۔ مرد و عورت (میاں بیوی) دونوں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں اور دونوں کے اتحاد سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے اور بغیر شادی کے نہ تو عورت اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہے اور نہ مرد ایک ذمہ دار انسان کہلاتا ہے ۔

شادی محض ایک دلچسپ تفریحی یا کھیل نہیں تمام زندگی کا ایک بڑا اہم مسئلہ ہے جس کی تمام تر کامیابی اور خوشگواری کا انحصار اس نظریے پر ہے کہ یہ ایک مستقل اور کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہوتا ہے جب مرد اور عورت اس رشتے کو قبول کرتے ہیں تو یہ عہد کرتے ہیں کہ شاہراہ حیات پر ایک دوسرے کے مخلص محبوب اور سچے ہمسفر ہو کر گامزن رہیں گے ۔

شادی زندگی کا سنجیدہ ترین مسئلہ ہے اس مسئلے کو اس سنجیدگی سے قبول کرنا چاہئے ۔ ازدواج ایسا ادارہ ہے جس کی بنیاد ایک جبلت، ایک وجدان ہے اور وہ ہے کامرانی کی خواہش ۔ اس کیلئے جسمانی میلان ہی کافی نہیں بلکہ قوت ارادی، تحمل، اور اپنے علاوہ غیر (یعنی دوسرے انسان) کے وجود کے تمام، کمال تسلیم کرنا بھی ضروری ہے ۔

شادی (ازدواج) مرد اور عورت کا ایسا اتحاد ہے جسکو مذہب اور مملکت جائز قرار دیا تا ہے ازدواج سے مرد اور عورت کے ذہن، روح اور جسم کا اتصال ہوتا ہے ۔ اور ان تینوں کی ہم آہنگی کے بغیر ازواج کا تصور ناممکن ہے ۔ جنسی تعلق ایک بالکل شخصی معاملہ ہے لیکن چونکہ انسان مدنی الطبع

واقع ہوا ہے اس لئے سوسائٹی اپنی بقاء کی خاطر انسان کے جنسی تعلقات پر کچھ تحدید عائد کر کے اصول وضوابط عائد کرتی ہے جن پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے اور ازدواج بھی دراصل ایک قسم کی تحدید ہے تا کہ جنسی بے راہ روی کا انسداد ہو۔

ماہر جنسیات ڈاکٹر ہیولاک ایلس شادی کے متعلق لکھتے ہیں:

" کہ شادی ایسا بنک نہیں ہے جس کا دیوالیہ نکل گیا ہو۔ بلکہ یہ ایک ایسی چکی ہے جو ہمیشہ گھومتی رہتی ہے اور اس کے پیچ وخم بڑے پر سرار ہوتے ہیں۔" ۲۷

References

1. Alex Thio; (1996), Pg. 453, "Sociology an Introduction", Harper & Row Publish , New York.
2. Robert Winch, (1957), 492. "Marriage and the Family", Alfread Knojj , New York.
3. William M. Kephart; (1961), 88-244, the Family society and the Individual, University of Remmyrical Houghton Mipptin co Boston.
4. Burgess; (1960), 509, The Family; Burgess, Earnest. W. and Lockes, Harvey J. American Book Co, New York, 1960.

کتابیات

۵۔ محمد سعید نقشبندی، کیمیائے سعادت، 1986، مدینہ پبلشنگ کراچی کمپنی۔

۶۔ مشکواۃ شریف، کتاب النکاح، (ت۔ن)، محمد سعید اینڈ سنز، تاجران کتب، مولوی مسافر خانہ، کراچی۔

۷۔ مولانا عاشق الہی، تحفہ خواتین (ت۔ن)، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

۸۔ ایضاً

۹۔ بدر شکیب، "اسلام اور جنیات" 1953، جنرل پبلشنگ ہاؤس، بندر روڈ، کراچی

۱۰۔ ڈاکٹر سید مبین اختر "نوجوانوں کے خصوصی مسائل شادی سے پہلے اور شادی کے بعد"۔ 1993، مون پرنٹنگ پریس، کراچی

۱۱۔ سید عارف نوشاہی "جنسی اخلاق کا اسلام اور مغرب میں تصور"، جولائی 1981ء، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

۱۲۔ بدر شکیب "اسلام اور جنیات"، 1953، جنرل پبلشنگ ہاؤس بندر روڈ، کراچی

۱۳۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی "یہودیت اور نصرانیت" 1976، اسلامک بک پبلشرز، لاہور۔

۱۴۔ سید عارف نوشاہی، "جنسی اخلاق کا اسلام اور مغرب میں تصور" 1981، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، راولپنڈی۔

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ احمد ولی الدین، "اسلام اور جنیات" 1953

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ بدر شکیب "اسلام اور جنیات" 1953، صفحہ نمبر 230، جنرل پبلشنگ ہاؤس بندر روڈ، کراچی۔

۱۹۔ ڈاکٹر فرید صدیقی (ایم بی بی ایس)، ڈاؤ میڈیکل کالج، سی 34، بلاک آئی، نارتھ ناظم آباد۔

۲۰۔ پروفیسر رخشندہ طلعت، "شعبہ نفسیات، جامعہ کراچی، کراچی یونی ورسٹی۔

۲۱۔ ڈاکٹر مبین اختر، "ماہر نفسیات"، (کراچی نفسیاتی ہسپتال 6 نمبر).

۲۲۔ ممتاز قریشی (میرج بیورو)، گلشن اقبال۔

۲۳۔ رضیہ فرید، "جنگ میڈ ویک میگزین"، ۔29 ستمبر 1999

۲۴۔ عظمیٰ علی اختر، جنگ میڈ ویک میگزین، یکم اپریل، 1998

۲۵۔ روبینہ رشید، جنگ میڈ ویک میگزین، 4 اپریل 1994۔

۲۶۔ سید واجد حسین، "قانون زوجیت اور خوشگوار عائلی زندگی"، حرا پبلی کیشنز اردو بازار، پاکستان۔

۲۷۔ عابد جعفر، "جنسی آسودگی" ت۔ن، علمی پرنٹنگ پریس، لاہور۔

بابِ سوئم

باب سوئم

منہاج تحقیق

(Research Methodology)

۳.۱ طریقہ کار برائے تحقیق (Methodology)

کسی بھی تحقیق کیلئے بنیادی مقصد مربوط، منظّم اور معروضی بنیادوں پر سائنسی انداز میں کسی بھی خاص مسئلے کا مطالعہ کرنا ہوتا ہے یہ تحقیق کا اپنا الگ اور خاص طریقہ ہوتا ہے اس لئے کسی بھی مسئلے پر تحقیق کرنے سے پہلے محقق کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی تحقیق وتجزیہ کیلئے مختلف طریقوں میں سے اپنے موضوع کے اعتبار سے کوئی ایک طریقہ کار اختیار کر کے اپنی تحقیق کو مکمل کرے۔

"طریقہ کار سے مراد وہ اصول ہیں جو ان امور کا تعین کرتے ہیں جن سے ہم معطیات کی جانچ پڑتال اور تجزیہ کریں کہ ان معطیات سے کیا نتائج اخذ کیے"۔

غرض کہ سماجی تحقیق ایک سائنسی طریقہ کار ہے جس میں منطقی اور منظّم طریقوں سے نئے حقائق کی تلاش یا پرانے حقائق کی توثیق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ساتھ ہی ان کی ترتیب اور تسلسل کا تجزیہ باہمی تعلقات اور قدرتی قوانین کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔

کسی بھی تحقیق کیلئے وہ طریقہ فائدہ مند ہوتا ہے جس سے نتائج برآمد کرنے میں آسانی ہو۔
زیر بحث موضوع میں ہمارا طریقہ کار تفتیش اور توضیحی (Explanatory and Exploratory) ہے۔

۳.۲ مطالعہ کی نوعیت (Type of Study)

کسی بھی مسئلے پر تحقیق کرنے کیلئے محقق کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی تحقیق کیلئے موضوع کے اعتبار سے کوئی ایک طریقہ کار اختیار کرے۔ عمرانیات میں تحقیق کے عموماً تین طریقے استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی تفتیشی طریقہ کار، تشریحی طریقہ کار اور تجربی طریقہ کار۔ زیر بحث مقالے میں ہمارا طریقہ کار تفتیشی اور توضیحی دونوں ہیں۔

ا۔ تفتیشی طریقہ کار (Exploratory Method)

"یہ وہ طریقہ کار ہوتا ہے جس میں کسی مسئلے پر پہلی بار تحقیق کی جائے یا نئے حقائق دریافت کئے جائیں"۔

اس قسم کا طریقہ کار مختلف مقاصد اور وظائف ہو سکتے ہیں۔ مثلاً جو محقق کو اس مظہر سے اچھی طرح روشناس کرائے جس کا وہ مطالعہ کرنا چاہتا ہے اور تصورات کی وضاحت اور تحقیق کیلئے محقق کو

کوئی بنیاد مہیا کرنا اور روزمرہ زندگی میں تحقیق کے دوران بھی دشواریوں سے متعلق مختلف سوالات و معلومات فراہم کرنا اس طریقہ کار میں شامل ہے۔ غرض کہ یہ سب خصوصیات اس تفتیشی طریقہ کار میں شامل ہیں۔

۲۔ توضیحی طریقہ (Explanatory Method)

اس میں مفروضات کی تشکیل نہیں کرتے بلکہ حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے ہر چیز کا تفصیل سے مطالعہ کرتے ہیں۔

۳۔ تجرباتی طریقہ کار (Experimental Method)

اس میں ماضی کے تجربات اور مشاہدات کے ذریعے اپنی تحقیق کرتے ہیں یعنی ماضی کے تجربات سے اپنی تحقیق کو آگے بڑھاتے ہیں۔ یہ طریقۂ کار پیچیدہ ہوتا ہے۔ مشاہداتی مطالعہ میں اس طریقۂ کار کو نہیں اپناتے۔ ہمارا مطالعہ تحقیق مشاہداتی بھی ہے۔

۳.۳ دائرہ تحقیق (Research Framework)

وہ جگہ جہاں سے تحقیقی مواد اکٹھا کیا جائے "دائرہ تحقیق یا کائنات" کہلاتی ہے اور یہ چیز کسی بھی مطالعے میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اسے آبادی (Population) بھی کہتے ہیں۔

P.V. Young کے بقول

"وہ پورا گروہ، طبقہ یا آبادی جس سے ایک نمونہ منتخب کیا جاتا ہے کائنات (Universe) یا دائرہ تحقیق کہلاتا ہے"۔ ۱

دائرہ تحقیق کی عموماً دو قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ محدود دائرہ تحقیق

۲۔ لامحدود دائرہ تحقیق

۱۔ محدود دائرہ تحقیق

یعنی وہ دائرہ تحقیق جسکی حد بندی کی جا سکے۔

۲۔ لامحدود دائرہ تحقیق

یعنی وہ دائرہ تحقیق جس کی حدود کا تعین کرنا مشکل ہو۔ یعنی اتنا وسیع ہو کہ اس کی حد بندی نہ کی جا سکے۔ مثلاً پاکستانی عوام کی خصوصیات کا مطالعہ۔

تحقیقی مطالعہ میں دائرہ تحقیق یا کائنات کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اس میں محقق اپنی تحقیق کی کامیابی کیلئے جدوجہد کرتا ہے اور اپنا دائرہ عمل بھی منتخب کرتا ہے جہاں سے خاطر خواہ مواد حاصل کیا جا سکتا ہے تا کہ محقق کو اپنے مفروضات کو آزمانے میں سہولت ہو۔

۴.۳ نمونہ بندی (Sampling)

جب کسی مسئلے کی تکنیکی طریقے پر تحقیق کی جاتی ہے تو اکثر کسی ایسی جمعیت یا گروہ سے متعلق نتائج اخذ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے جس کیلئے فرداً فرداً مشاہدہ کرنا وقت اور سرمائے دونوں کی کمی کی وجہ سے ناممکن ہوتا ہے لہذا جمعیت یا آبادی کے منتخب شدہ حصے کو اصطلاحاً "نمونہ بندی"(Sampling) کہتے ہیں۔

ہم چونکہ پوری کائنات یعنی (Universe) پر تحقیق نہیں کر سکتے اس لئے نمونہ بندی سے پوری کائنات کی نمائندگی ہو جاتی ہے۔

Goode and Hatt کے بقول

"نمونہ بندی سائنسی تحقیق کا لازمی جز ہے"۔۲

" کل آبادی یا مقدار سے حاصل شدہ مواد کا وہ حصہ جو کل کی نمائندگی کرتا ہے" نمونہ" کہلاتا ہے یعنی اس میں وہ تمام خصوصیات موجود ہوتی ہیں جو کل کی نمائندگی کرتی ہو"۔

۳.۵ کائنات (UNIVESE)

زیر بحث مقالہ کی کائنات (Universe) یا آبادی پورا کراچی ہے۔ اس مقالے میں ہماری تحقیق کی ڈیزائن "مقصدی نمونہ بندی یعنی (Purposive Sampling) ہے۔ اس میں ہم نے مخصوص پیشوں سے تعلق رکھنے والے حضرات مثلاً سماجی بہبود کے نجی ادارے (NGOs)، گائناکولوجسٹ، ماہرنفسیات، میرج بیورو، عالم دین، یونی ورسٹی پروفیسر سے معلومات حاصل کریں گے یعنی اپنی تحقیق کیلئے مواد ان پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد سے جمع کیا ہے۔

یہ سب وہ لوگ ہیں جن کو ہم ماہرین اور اصحاب الرائے کا درجہ دیتے ہیں اور ان کی آراء زیادہ قابل قدر ہوتی ہیں ان مخصوص لوگوں کی آراء حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ ان کی سوچ وفکر زیادہ ٹیکنیکل اور قابل قدر ہے۔ عام لوگ اس مسئلے سے دوچار ہونے کی باوجود یہ شعور نہیں رکھتے کہ یہ بھی ایک سماجی مسئلہ ہے عام یہ تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس مسئلے کے شعور سے عاری ہے ان کا عام خیال یہ ہے کہ کوئی دیر سے شادی کرے یا جلد اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جبکہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تاخیر سے شادی کرنے سے بہت سے مسائل سے آدمی نجات حاصل کرسکتا ہے۔ مثلاً زیادہ بچوں کی پیدائش، گھر کی ذمہ داریاں اور دیگر گھریلو پریشانیوں سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔

۳.٦ سماجی تحقیق کے طریقہ کار:

سماجی تحقیق کے طریقہ کار میں دو چیزوں کی بڑی اہمیت ہے۔

۱۔ آبادی یا کائنات (Universe)

۲۔ نمونہ بندی

ایک جائزہ (Survey) میں نمونہ بندی اسلئے کرتے ہیں تا کہ جواب دہندگان یعنی (Respondents) کا انتخاب کیا جاسکے۔ نمونہ بندی کی دو اقسام ہیں۔ مثلاً

1. (Probability Sampling) احتمالی نمونہ بندی

اس کی بھی کئی شکلیں ہیں مثلا

a. Simple Random Sampling سادہ اتفاقی نمونہ بندی

b. Stratified Sampling طبقاتی نمونہ بندی

c. Systematic Sampling منظم نمونہ بندی

d. Multi stage Cluster Sampling کثیر الدرجہ گروہی نمونہ بندی

e. Probability Proportionate to size احتمالیت سائز کی مناسبت سے

2. Non Probabaility Sampling غیر احتمالی نمونہ بندی

اس کی بھی بہت سی شکلیں (Design) ہیں مثلاً

1. Convenience Sampling سہال الحصول نمونہ بندی
2. Purposive Sampling مقصدی نمونہ بندی
3. Quota Sampling مقررہ مقدار یا حصہ کی نمونہ بندی
4. Snow ball Sampling اسنوبال نمونہ بندی

زیر بحث مقالے میں ہماری تحقیق کا ڈیزائن "مقصدی نمونہ بندی" یعنی (Purposive Sampling) ہے۔ ہم نے یہ نمونہ یعنی مقصدی نمونہ اس لئے لیا ہے کہ ہمارے لئے یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ کس لڑکے لڑکی کی یا کس مرد اور عورت کی شادی تاخیر سے ہوئی ہے اور کس کی شادی ابھی نہیں ہوئی ، کیونکہ لوگ اسے اپنا ذاتی مسئلہ تصور کرتے ہیں لہذا لوگ اس بات کو دوسروں پر ظاہر کرنا معیوب سمجھتے ہیں اور بتانے سے کتراتے ہیں اس لئے صحیح بات نہیں بتاتے اور ہمارے لئے بھی یہ ممکن نہیں کہ صرف ایسے لوگوں سے سوالنامہ پر کرواتے جنہوں نے تاخیر سے شادی کی ہو۔ اس کے علاوہ نہ ہی کوئی ایسی آبادی یا جگہ ہے جہاں صرف کنوارے افراد یا دیر سے شادی کرنے والے لوگ ہی رہتے ہوں ۔ اس طرح جب بھی لوگوں سے ان کی عمر اور شادی کے بارے میں بات کی جائے تو وہ عموماً اس کا برا مناتے ہیں۔

لہذا محقق کو ایسے افراد کا چناؤ کرنے کی ضرورت تھی جو نہ صرف ماہرین ہوں بلکہ ان کی رائے کو اصحاب الرائے کا بھی درجہ دیا جاسکے۔ اسلئے ہمارے لئے نہ تو (Simple

(Snow-ball Sampling) اور نہ ہی (Random Sampling) صحیح تھی درست تھی بلکہ بلکہ ہماری تحقیق کیلئے مقصدی نمونہ بندی یعنی (Purposive Sampling) ہی سودمند تھی کیونکہ اس ڈیزائن کے ذریعے ہی ہم اپنے مقصد کے مطابق پیشوں اور لوگوں کا چناؤ بہتر کر سکتے تھے اس لئے ہم نے اس نمونہ بندی کو ہی اپنی تحقیق کیلئے استعمال کیا ہے

۳.۷ Method of Data Collection

(a) معطیات جمع کرنا

سوالنامے (Questionnaire) کے ذریعے اپنی تحقیق کے مطابق معطیات جمع کریں گے۔ کیونکہ پڑھے لکھے لوگ بات کو بآسانی سمجھتے ہیں اور صحیح جواب دے سکتے ہیں اور یہ سب وہ تعلیم یافتہ لوگ ہیں جن کا دائرہ تحقیق میں ذکر کیا گیا ہے۔

(b) سوالنامہ (Questionnaire)

تحقیقاتی مطالعہ یا مقالہ کی تحقیق کا انحصار موضوع، مواد اور معطیات پر ہوتا ہے اور مواد کو جمع کرنے میں احتیاط اور توجہ دونوں کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ تحقیق کو صحیح سمجھا جا سکے۔ غرض کہ کسی بھی تحقیق کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ مواد پوری احتیاط سے حاصل کیا گیا ہو۔ لہذا تحقیق سے متعلق

سوالنامہ جو بھی تیار کیا جائے اس میں سوالات اسطرح کے ہونے چاہئیں کہ اس سے خاطر خواہ اور معلومات درست حاصل ہوسکیں۔ یعنی محقق جو بھی تحقیق کر رہا ہے اس تحقیق کے مطابق بالکل صحیح اور واضح معلومات حاصل ہوں۔

غرض کہ موجودہ تحقیق میں سوالنامہ کے ذریعہ جواب دہندگان کی رائے معلوم کی گئی ہے اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ انٹرویو کرنے والا سوالنامہ جواب دہندگان کو دے دیتا ہے اور وہ اس کو پر کر کے انٹرویو کرنے والے کو واپس کر دیتا ہے کائنات (Universe) چونکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب پر مشتمل ہے اس لئے ان کیلئے سوالنامہ ہی زیادہ مناسب ہے۔ عام طور پر سماجی تحقیق میں سوالنامہ کے ذریعہ اعدادوشمار مہیا کئے جاتے ہیں۔

پیش آزمائش (Pre-testing)

تحقیق کیلئے سوالنامے کو آخری شکل دینے سے پہلے محقق کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ اسکی پیشگی آزمائش کرلی جائے یہ ایسا طریقہ ہے جس میں سوالنامہ کو آخری شکل دینے سے پہلے اسکی صحت کا اندازہ کیا جاتا ہے لہذا ہم نے یعنی (محققہ) نے سوالنامے کو طبع کرنے سے پہلے چند جواب دہندگان سے خانہ پری کروائی۔

اسطرح سے جن سوالات کا تسلی بخش جواب نہیں ملا انکی جگہ دوسرے مناسب سوالات مرتب

بقول P.V. Young کے

"پیش آزمائش (Pre-testing) بلاشبہ ایک آزمائش ہے اور یہ غلطیوں پر مشتمل ایک عمل ہے جب کامیاب آزمائش اور جانچ کی اطلاع دی جاتی ہے اور غلطیوں سے اجتناب کرلیا جاتا ہے تو بالاخر ایک مکمل اور حتمی سوالنامہ آخری گروہ کو بھیج دیا جاتا ہے" ۳۲

کوڈنگ (Coding)

کوڈنگ کے ذریعہ مواد کو علامات میں تبدیل کرلیا جاتا ہے ہر سوال اور اس کے ذیلی اجزاء کو نمبر دیئے جاتے ہیں اس کے بعد مواد کو گراف شیٹ پر جسے (Tally sheet) کہا جاتا ہے پر منتقل کر دیا جاتا ہے۔

۳.۸ معطیات کی درجہ بندی (Classification of Data)

یہ وہ طریقہ کار ہوتا ہے جس میں مواد کو مختلف حصوں میں ترتیب دیا جاتا ہے ہم نے سوالنامہ (Questionnaire) کے ذریعے معطیات جمع کرنے کے بعد ان کا شماریاتی تجزیہ کرنے کیلئے سوالات کی نوعیت کے اعتبار سے جوابات کو گراف شیٹ پر منتقل کیا اور سوالات کی درجہ بندی کے بعد (Tables) جدولوں سے معطیات کو تعداد اور فیصد کے لحاظ سے سادہ جدولوں میں تقسیم کیا اور ان کی تشریح بھی کی۔

اس کے بعد مفروضات سے متعلق جدول بنائے۔ غرض کہ اگر معطیات کی درجہ بندی یا پیمائش اچھی طرح اور درست نہ کی جائے تو تجزیہ نہ صرف مشکل ہو جاتا ہے بلکہ اسمیں بہت سی خامیاں بھی باقی رہ جاتی ہیں۔

"غرض کہ درجہ بندی یا پیمائش وہ طریقہ کار ہے جس میں اشیاء کو خواہ وہ حقیقی ہوں یا تصوراتی انکی مشابہت اور تعلق کے لحاظ سے گروپ اور درجوں میں ترتیب دی جاتی ہے۔" پیمائش کا طریقہ کار دیگر خصوصیات کی یکسانیت کو نمایاں کرتا ہے جو مختلف افراد میں پائی جاتی ہیں۔

۳.۹ تجزیہ کا شماریاتی جائزہ

(Statistical Assessment of Analysis)

جب کسی تحقیق میں مفروضات وضع کئے جاتے ہیں یا بنائے جاتے ہیں اور مواد اکٹھا کیا جاتا ہے تو ان مفروضات میں متغیرات (Variables) بھی ہوتے ہیں جن کی تجزیہ کے ذریعے ہی آزمائش کی جاتی ہے اور ہر مفروضہ میں دو قسم کے متغیرات (Variables) ہوتے ہیں۔

۱۔ آزاد متغیرات

۲۔ پابند متغیرات

ان دونوں متغیرات کے درمیان باہمی ربط (Co-relation) معلوم کیا جاتا ہے۔ معاشرتی مظاہرات میں کئی مفروضات ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے مسئلہ پیچیدہ ہوجاتا ہے۔ان متغیرات کا تعلق آزاد متغیرات کے ساتھ کبھی مثبت اور کبھی منفی ہوتا ہے۔ابتدائی سطح پر سوالنامہ کے ہر سوال کے جواب کی وضاحت کیلئے سادہ جدول بنائے جاتے ہیں اور چلیپائی جدول کے ذریعے مخصوص جدول تیار کئے جاتے ہیں۔ہم نے تجزیہ کیلئے تعدد (Frequency) اور فیصد کے شماریاتی طریقوں کو استعمال کیا ہے جبکہ مواد کے تجزیہ کیلئے (X^2) کائی اسکوائر کا شماریاتی طریقہ استعمال کیا ہے۔

۳.۱۰ کائی اسکوائر (Chi-square)

کائی اسکوائر تناسب معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے اور یہ تناسب مشاہدہ کردہ تعداد (Fo) اور متوقع تعداد (Fe) کے درمیان معلوم کیا جاتا ہے کیونکہ مشاہدہ کردہ تعداد اور متوقع تعداد کا فرق ایک بنیادی چیز ہے جسکے ذریعے مفروضات (Hypothesis) کی آزمائش کی جاتی ہے لیکن کائی اسکوائر کا شماریاتی طریقہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ اعداد وشمار جو مفروضہ کے مطابق جمع کئے گئے ہیں وہ واضح طور پر مصدق او غیر مصدق مفروضہ کا اظہار نہ کرتے ہوں۔لیکن اگر (Contingency Tables) چلیپائی جدول مفروضات کو واضح طور پر ثابت یعنی (مصدق) کررہے ہوں تو پھر تو کسی شماریاتی طریقہ سے اس کا تجزیہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لہذا کائی اسکوائر کے ذریعے مفروضات کی پیائش کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعے مفروضات کی جانچ پڑتال کیلئے مفروضات کو مدنظر رکھتے ہوئے چلیپائی جدول تیار کیا جاتا ہے۔

کائی اسکوائر کا فارمولا مندرجہ ذیل ہے

$$X^2 = \Sigma \frac{(fo-fe)^2}{fe}$$

X^2	Symbol of Chi-square	کائی اسکوائر کی قیمت
Σ	Sum of Number	کل نمبر
Fo	Observed Frequency	مشاہدہ کردہ تعداد
Fe	Expected Frequency	متوقع تعداد

۲.۱۲ وسعت آزادی (Degree of Freedom)

$$Df = (C-1)\ (R-1)$$

=df وسعت آزادی

C سے مراد = عمودی خانوں کی تعداد ہے

R سے مراد = افقی خانوں کی مجموعی تعداد ہے۔

۳.۱۳ شرح ربط (Co-efficient of Contingency)

کائی اسکوائر نکالنے کے بعد ہی اس کی قدر کا تخمینہ لگانے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ آیا ہمارا مفروضہ درست ثابت ہو رہا ہے یا نہیں۔ اگر ہمارا مفروضہ درست ثابت ہو جائے تو پھر مفروضہ میں آزاد اور پابند متغیرات کے درمیان باہمی ربط کا درجہ معلوم کیا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے مندرجہ ذیل فارمولا استعمال کیا جاتا ہے۔

$$c = \sqrt{\frac{x^2}{x^2 + N}}$$

C= شرح ربط (Co-efficient)

X^2 = کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت (Chi-Square)

N= نمونہ کی کل تعداد (Total number of frequency)

باب سوم

References

1. P.V. Young; 1952, "Scientific Research and Scientific Survey", Englewood; Cliffs Prentice Hall.

2. Good, W. J & Hatt; 1952 "Method in Social Research", New York; Macgrow Hill Book Company Inc.

باب چہارم

باب چہارم

۴،۱ اعداد و شمار کا تجزیہ (Analysis of Data)

اس تحقیقی مطالعہ میں معاشرے سے تعلق رکھنے والے تعلیم یافتہ افراد سے جو مختلف پیشوں اور اداروں میں کام کرتے ہیں ان سے تاخیر سے شادی کے رجحان اور اسکے معاشرتی مضمرات پر مشتمل آراء سے متعلق معلومات حاصل کی گئی ہیں ان حاصل شدہ معلومات اور آراء کا فیصد معلوم کرنے کیلئے ہم سادہ جدول بناتے ہیں تاکہ ان سے حاصل شدہ معلومات کو واضح کیا جاسکے۔

ہم نے ملاقاتی سوالنامے کے ذریعے سوالنامہ تعلیم یافتہ افراد جو مختلف پیشوں اور اداروں میں کام کرتے ہیں سے پر (Fill) کروائے۔ یہ تعلیم یافتہ لوگ اس لئے منتخب کئے گئے کیونکہ یہ لوگ بات کو بآسانی سمجھتے ہیں اور ان کو ہم ایکسپرٹ اور اصحاب الرائے کا درجہ دیتے ہیں۔ لہذا ان کے ذریعے جو معطیات اکھٹے کئے گئے پھر ان کو گراف شیٹ پر منتقل کر کے ان کا شماریاتی تجزیہ کیا گیا۔ اس کیلئے پہلے تمام معطیات کو سادہ جدول میں منتقل کیا گیا اور اسکے بعد ان کی مدد سے چلیپائی جدول یعنی (Chi-square) تیار کر کے مفروضات کا شماریاتی تجزیہ کیا گیا۔

۴،۲ شماریاتی جدول سازی

جدول کا کام یہ ہوتا ہے کہ یہ اعداد و شمار کو اس انداز سے واضح کرے کہ جواب فوراً نکل آئے۔ باالفاظ دیگر جس اصول کے تحت تحقیق شروع کی گئی ہے۔اس کا آسان ترین حل سامنے آئے۔

شماریاتی جدول کی وضاحت بانو (1993) نے اس طرح کی ہے۔

"یہ تعداد اور مواد کی ایسی ترتیب ہے جس میں کالموں کو ایک خاص لیبل کے تحت بنایا جاتا ہے تاکہ معطیات کی نوعیت بالکل واضح ہو جائے"۔

اس تعریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ معطیات کی جدول بندی ایک ایسا طریقہ ہے جس میں تمام معطیات کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ مواد کو مختصر، جامع مربوط اور فیصد بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔

"

جواب دہندگان کی آراء بلحاظ پیشہ "

جدول نمبرا. ۴

پیشہ	تعداد	فیصد
گائناکولوجسٹ	26	20%
انچارج میرج بیورو	13	10%
ماہرنفسیات	26	20%
معلم کراچی یونی ورسٹی	25	19.23%
عالم دین	18	13.84%
سماجی کارکن	22	16.92%
میزان	130	99.99%

مندرجہ بالا جدول پیشوں کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے آج جس قدر انفرادی سوچ اور رائے کی آزادی ہے پہلے نہ تھی آج مختلف پیشوں اور کاروبار زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی اپنی جگہ مختلف خیالات اور رائے رکھتے ہیں اور ان کا زندگی کو دیکھنے کا اپنا اپنا زاویہ ہے ایسے حالات میں زیر نظر تحقیق کے جواب دہندگان میں ان تمام پیشوں کا شامل کرنا ہماری تحقیق کو درست انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچائے گا ان پیشوں کو اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ معلوم ہو سکے کہ کس پیشے کے حامل افراد کی رائے تاخیر سے شادی کے رجحان اور اس کے مضمرات کے متعلق کیا ہے؟

مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب دہندگان گائناکولوجسٹ کی تعداد 26 یعنی 20 فیصد ہے جبکہ انچارج میرج بیورو کی تعداد 13 یعنی 10 فیصد ہے اور ماہر نفسیات کی تعداد 26 یعنی 20 فیصد ہے جواب دہندگان معلم کراچی یونی ورسٹی کی تعداد 25 یعنی 19.23 فیصد ہے اور جواب دہندگان عالم دین کی تعداد 18 یعنی 13.84 فیصد ہے اسی طرح جواب دہندگان سماجی کارکن کی تعداد 22 یعنی 16.92 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ ازدواجی حیثیت "

جدول نمبر۲. ۴

ازدواجی حیثیت	تعداد	فیصد
شادی شدہ	74	56.92
غیر شادی شدہ	56	43.07
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ شادی شدہ جواب دہندگان کی تعداد 74 یعنی 56.92 فیصد ہے جبکہ غیر شادی شدہ جواب دہندگان کی تعداد 56 یعنی 43.07 فیصد ہے۔

اس جدول کو بنانے سے ہمارا مقصد یہ جاننا تھا کہ کتنے لوگ شادی شدہ ہیں اور ان کا ازدواجی زندگی کے بارے میں کیا خیال ہے اور کتنے لوگ غیر شادی شدہ ہیں اور ان کی شادی شدہ زندگی کے بارے میں کیا رائے ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ مقصد شادی کے بارے میں رائے "

جدول نمبر۳.۴

رائے مقصد شادی	تعداد	فیصد
زندگی کیلئے لازمی	78	60
ذمہ داریوں کا نام	28	21.53
سمجھوتہ / معاہدہ	24	18.46
میزان	130	99.99

یہ جدول شادی کا مقصد معلوم کرنے کے اعتبار سے بنایا گیا ہے عموماً لوگوں کا عام خیال یہی پایا گیا ہے کہ شادی زندگی کیلئے لازمی ہے اور جو لوگ اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں یا اسے فضول کہتے ہیں وہ غلط ہیں تعلیم یافتہ لوگوں کا نقطہ نظر شادی کے بارے میں یہ ہے کہ شادی زندگی کیلئے ضروری ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح انسان بہت سی الجھنوں اور معاشرتی برائیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے اس جدول سے ہمیں یہ معلوم کرنے میں آسانی ہوئی کہ لوگ شادی کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں اور ان کے ذہن میں شادی کا مقصد کیا ہے؟

مندرجہ بالا جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے ہے کہ شادی زندگی کیلئے لازمی ہے ان کی تعداد 78 یعنی 60 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے ہے کہ شادی کا مقصد ذمہ داریاں ہوتا ہے انکی تعداد 28 یعنی 21.53 فیصد اور وہ جواب دہندگان جنکی رائے میں شادی کا مطلب سمجھوتہ / معاہدہ ہے ان کی تعداد صرف 24 یعنی 18.46 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ شادی بحیثیت سماجی مسئلہ "

جدول نمبر۴.۴

شادی بحیثیت سماجی مسئلہ	تعداد	فیصد
جی ہاں	106	81.53
جی نہیں	24	18.46
میزان	130	99.99

تاخیر سے شادی ایک سماجی مسئلہ ہے یا نہیں اس بات کو معلوم کرنے کیلئے یہ جدول بنایا گیا ہے کیونکہ عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اس بات کو جاننے کیلئے جب سروے کیا گیا اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مخصوص پیشوں سے متعلق لوگوں سے اس بارے میں رائے معلوم کی گئی تو بہت سی باتوں کے بارے میں انکشاف ہوا اور تعلیم یافتہ لوگوں کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کو بھی یہ احساس ہوا کہ جسے اب تک وہ ایک مسئلہ ماننے سے انکاری تھے وہ واقعی ایک مسئلہ ہے اور اگر اس کا سنجیدگی سے کوئی حل تلاش نہ کیا گیا تو اس سے نوجوان نسل کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔

مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے وہ جواب دہندگان جنکا کہنا ہے کہ تاخیر سے شادی ایک سماجی مسئلہ ہے ان کی تعداد 106 یعنی 81.53 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جو شادی کو سماجی مسئلہ نہیں سمجھتے ان کی تعداد 24 یعنی 18.46 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ تاخیر سے شادی کا رجحان کس میں زیادہ ہے "

جدول نمبر ۵.۴

تاخیر سے شادی کا رجحان	تعداد	فیصد
مرد	46	35.38
عورت	20	15.38
دونوں میں	64	49.23
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ تاخیر سے شادی کا رجحان کس میں زیادہ ہے اس جدول سے عورت و مرد اور دونوں کے رجحانات کا الگ الگ کافی حد تک درست اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

آج سے تقریباً 25 سال پہلے لوگ لڑکا ہو یا لڑکی ان کی شادیاں چھوٹی عمروں میں اور جلد سے جلد کرنے کو ترجیح دیتے تھے اور شادی میں تاخیر کو اچھا نہیں سمجھتے تھے لیکن آج معاشرہ بہت ترقی

کر گیا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ جہاں دوسری بہت سی چیزوں کے رنگ ڈھنگ بدلے وہیں شادی جیسا مقدس بندھن بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا ہے لیکن آج کے لڑکے اور لڑکی کی سوچ پہلے سے مختلف ہے اور شادی کے بارے میں دونوں کا اپنا اپنا الگ نقطہ نظر ہے لیکن ہمارا معاشرہ چاہے کتنی ہی ترقی کر کے ایڈوانس ہو جائے لیکن ہماری ہاں کی مشرقی لڑکیاں اب بھی اس معاملے میں لڑکوں سے پیچھے اور مغربی معاشرے کی طرح اس روش کے زیر اثر کم ہیں۔

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ شادی میں تاخیر کا رجحان رکھنے والے مردوں کی تعداد 46 یعنی 35.38 فیصد ہے جبکہ عورتوں کی تعداد 20 یعنی 15.38 فیصد ہے اور دونوں (مرد و عوت) میں تاخیر سے شادی کے رجحان کی تعداد 64 یعنی 49.23 فیصد ہے۔ اس جدول سے پتہ چلتا ہے کہ مرد حضرات میں تاخیر سیشادی کا رجحان بالمقابل عورتوں کے زیادہ ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ مردوں میں تاخیر سے شادی کے رجحان کی وجہ "

جدول نمبر ٦.۴

مردوں میں تاخیر سے شادی کے رجحان کی وجہ	تعداد	فیصد
مالی مشکلات	54	41.53
اعلیٰ معیار زندگی کی خواہش	68	52.30
اعلیٰ تعلیم کا حصول	08	6.15
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول مردوں میں تاخیر سے شادی کی وجہ سے معلوم کرنے کے اعتبار سے بنایا گیا ہے۔

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ مردوں میں تاخیر سے شادی کے اسباب میں مالی مشکلات کی تعداد 41.53 فیصد ہے جبکہ اعلیٰ معیار زندگی کی خواہش کی تعداد 52.30 فیصد ہے اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کی تعداد 6.15 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ لڑکیوں میں تاخیر سے شادی سے رجحان کی وجہ "

جدول نمبر ۷ . ۴

لڑکیوں میں تاخیر سے شادی کا رجحان	تعداد	فیصد
مناسب رشتہ نہ ملنا	89	68.46
اعلیٰ تعلیم کا حصول	27	20.76
مالی مشکلات	14	10.76
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا جدول لڑکیوں میں تاخیر سے شادی کے رجحان کی وجہ معلوم کرنے کیلئے بنایا گیا ہے آج کے معاشرے میں صرف لڑکوں کی ہی سوچ اور معیار میں تبدیلی نہیں آئی بلکہ لڑکیاں بھی اب لڑکوں کی طرح سوچ اور اپنا ایک معیار اپنے شریک حیات کے بارے میں رکھتی ہیں وہ بھی لڑکوں کی طرح آج زندگی میں پہلے کوئی مقام حاصل کرنا چاہتی ہیں اور پھر شادی کرنے کے بارے میں سوچتی ہیں۔ اور ان سے ہمیں معلوم ہوا کہ آج کے دور میں لڑکیوں میں اعلیٰ تعلیم کا حصول

لڑکوں سے بہت زیادہ ہے اور اس اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے اب لڑکیوں کے سوچنے کا انداز بدل گیا ہے جسکی وجہ سے اب وہ اپنے سے کم تعلیم یافتہ اور کم حیثیت لڑکوں سے شادی کے لئے راضی نہیں ہوتیں جبکہ پہلے لڑکی کیلئے تعلیم اتنی اہم نہیں تھی لہذا لڑکی کے والدین جو مناسب سمجھتے اپنی بیٹی کی شادی کر دیتے تھے اور لڑکی بھی اعتراض نہیں کرتی تھی اگر چہ اس وقت کی طرح آج بھی لڑکی والوں کے مالی مشکلات کچھ نہ کچھ ہیں لیکن آج لڑکی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے کافی حد تک خود مختار ہوگئی ہے اور وہ اپنے فیصلے بھی خود کرنے لگی ہے۔

مندرجہ بالا جدول یہ ظاہر کرتا ہے کہ مناسب رشتہ نہ ملنے کا سبب کی تعداد 89 یعنی 68.46 فیصد ہے جبکہ اعلیٰ تعلیم کا حصول کی وجہ سے شادی میں تاخیر کی تعداد 27 یعنی 20.76 فیصد ہے اور مالی مشکلات کی وجہ سے شادی تاخیر سے کرنے والے 14 یعنی 10.76 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ خوبصورتی کا معیار "

جدول نمبر ۸.۴

خوبصورتی کا معیار	تعداد	فیصد
چہرے کے نقش	96	73.84
کالا، گورا رنگ	22	16.92
قد	12	9.23
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول خوبصورتی کا معیار معلوم کرنے کیلئے بنایا گیا ہے تا کہ ہم اس سے معلوم کر سکیں کہ آج کل لوگوں میں لڑکیوں کیلئے خوبصورتی کا معیار کیا ہے اور جوابات کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو چہرے کے نقش کو خوبصورتی کا معیار کہتے ہیں یعنی ان کا کہنا ہے کہ چہرے کے خدوخال دیکھنے میں بہت اچھے لگیں یہی خوبصورتی ہے کی تعداد 96 یعنی 73.84 فیصد ہے جبکہ انسان کے رنگ کو خوبصورتی کا معیار سمجھنے والوں کی تعداد 22 یعنی 16.92 فیصد ہے اور وہ لوگ جو قد کو خوبصورتی کا پیمانہ کہتے ہیں ان کی تعداد صرف 12 یعنی 9.23 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ مردوں کا شادی کوالتواء میں ڈالنا "

جدول نمبر ۴.۹

مردوں کا شادی کوالتواء میں ڈالنا	تعداد	فیصد
ہاں	83	63.84
نہیں	47	36.15
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول مرد حضرات کا شادی کوالتواء میں ڈالنے کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے کیونکہ تحقیق میں اس بات کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ شادیاں صرف مرد حضرات کی وجہ سے تاخیر سے ہورہی ہیں یا اس کے پیچھے کچھ اور بھی وجہ ہے؟ کیونکہ اگر لڑکا شادی کیلئے تیار نہیں ہوگا تو لڑکی کی شادی کیسے ہوگی؟

مندرجہ بالا جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ آج کل شادی میں تاخیر کی وجہ مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا ہے ان کی تعداد 83 یعنی 63.84 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جنکا کہنا ہے کہ شادی میں تاخیر کا سبب مردوں کا شادی کوالتوار میں ڈالنا نہیں ہے ان کی تعداد 47 یعنی 36.15 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ کس عمر کی شادی کامیاب ہوتی ہے "

جدول نمبر ۱۰.۴

کس عمر کی شادی کامیاب ہوتی ہے	تعداد	فیصد
کم عمری کی	28	21.53
زیادہ عمر کی	14	10.76
شادی کی کامیابی اور عمر میں کوئی تعلق نہیں	88	67.69
میزان	130	99.98

زندگی کے نظریات، رہن سہن کے طریقے اور رسم ورواج وغیرہ کسی بھی قوم کا اثاثہ ہوتے ہیں اورقو میں ان خصوصیات کی بدولت ہی دوسروں سے ممتاز ہوتی ہیں اور اپنا وجود بھی انہیں پر برقرار رکھتی ہیں چنانچہ محقق نے جواب دہندگان سے یہ رائے لی ہے کہ کس عمر کی شادی کامیاب ہوتی ہے؟ اور کیا شادی کی کامیابی کا عمر سے تعلق ہوتا ہے یانہیں؟

مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے ہے کہ کم عمری کی شادی کامیاب ہوتی ہے ان کی تعداد 28 یعنی 21.53 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ زیادہ عمر کی شادی کامیاب ہوتی ہیں ان کی تعداد 14 یعنی 10.76 فیصد ہے کیونکہ ان کے خیال میں زیادہ عمر میں شادی کرنے کی وجہ سے لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ شادی کی کامیابی اور عمر میں کوئی تعلق نہیں ان کی تعداد 88 یعنی 67.69 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ لڑکیوں کی شادی کیلئے مناسب عمر "

جدول نمبر ۴.۱۱

لڑکیوں کیلئے شادی کی مناسب عمر	تعداد	فیصد
16 سے 20 سال	37	28.46
21 سے 25 سال	75	57.69
26 سے 30 سال	18	13.84
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے ہے کہ لڑکیوں کیلئے شادی کی مناسب عمر 16 سے 20 سال ہوتی ہے ان کی تعداد 37 یعنی 28.46 فیصد ہے جبکہ 21 سے 26 سال کی لڑکیوں کیلئے مناسب عمر کہنے والوں کی تعداد 75 یعنی 57.69 فیصد ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ پہلے تو لوگ اس عمر کو ہی آئیڈیل مانتے تھے اور ان ہی عمروں میں لڑکیوں کی شادی کر دیا کرتے تھے لیکن آج وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں نے شادی کی عمروں کو بھی تبدیل کر لیا ہے اور اب زیادہ عمر کی شادی کو ہی بہتر سمجھنے لگے ہیں اگر وہ اب بھی بہت سے گھرانوں میں شادی چھوٹی عمر میں ہی کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے لیکن اب یہ تعداد پہلے سے کافی کم ہے شادی اس کی ایک وجہ اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے خود لڑکی کی سوچ کا معیار بلند ہونا ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ لڑکیوں کیلئے شادی کی مناسب عمر 26 سے 30 سال ہونی چاہئے ان کی تعداد سب سے کم 18 یعنی 13.84 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ لڑکوں کی شادی کیلئے مناسب عمر "

جدول نمبر ۱۲.۴

لڑکوں کیلئے شادی کی مناسب عمر	تعداد	فیصد
25 سے 30 سال	90	69.23
31 سے 35 سال	33	25.38
36 سے 40 سال	07	5.38
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ لڑکوں کیلئے شادی کی مناسب عمر 25 سے 30 سال ہے ان کی تعداد سب سے زیادہ 90 یعنی 69.23 فیصد ہے کیونکہ جواب دہندگان کا کہنا ہے کہ اس عمر میں لڑکوں میں ذہنی پختگی آ جاتی ہے اور وہ گھریلو معاملات کو نہ صرف سمجھ سکتے ہیں بلکہ اپنے گھر کو بھی احسن طریقے سے چلا سکتے ہیں جبکہ وہ جواب دہندگان جنکا کہنا ہے کہ لڑکوں کیلئے شادی کی مناسب عمر 31 سے 35 سال ہوتی ہے ان کی تعداد 33 یعنی 25.38 فیصد ہے ان دونوں کے برخلاف وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ لڑکیوں کیلئے شادی کی مناسب عمر 36 سے 40 سال ہوتی ہے ان کی تعداد سب سے کم صرف 07 یعنی 5.38 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ لڑکیوں کی تاخیر کی شادی کی عمر"

جدول نمبر ۱۳.۴

لڑکیوں کی تاخیر کی شادی کی عمر	تعداد	فیصد
20 سے 25 سال	20	15.38
26 سے 30 سال	41	31.53
31 سے 35 سال	69	53.07
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا جدول کے ذریعے ہم نے لڑکیوں میں تاخیر کی شادی کی عمر معلوم کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہمیں معلوم ہوسکیں کہ لوگوں کے خیال میں لڑکیوں کیلئے کونسی عمر تاخیر کی شادی ہوگی؟ کیونکہ اس تحقیق میں اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے لہذا اس کیلئے عمروں کو ہم نے تین حصوں میں تقسیم کرکے جدول میں ظاہر کیا ہے۔

لہذا مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے ہے کہ 20 سے 25 سال کی عمر لڑکیوں کیلئے تاخیر کی شادی ہوتی ہے ان کی تعداد 20 یعنی 15.38 فیصد ہے جبکہ 26 سے 30 سال کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد 41 یعنی 31.53 فیصد ہے کہ یہ عمر لڑکیوں کی تاخیر کی شادی ہوتی ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے 31 سے 35 سال کی عمر لڑکیوں کی شادی کیلئے سب سے زیادہ تاخیر کی شادی کی عمر ہوتی ہے ان کی تعداد سب سے زیادہ 69 یعنی 53.07 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ کس طبقے میں تاخیر سے شادی کا رجحان زیادہ ہے "

جدول نمبر۱۴۔۴

طبقہ	تعداد	فیصد
متوسط طبقہ	59	45.38
اونچا طبقہ	51	39.23
نچلہ طبقہ / پست طبقہ	20	15.38
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے ہے کہ تاخیر سے شادی کا رجحان متوسط طبقہ میں زیادہ ہے انکی تعداد 59 یعنی 45.38 فیصد ہے جبکہ اونچا طبقہ کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد 51 یعنی 39.23 فیصد ہے اور نچلہ /پست طبقہ کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد 20 یعنی 15.38 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ آئیڈیل (مثالی) بیوی کی خصوصیات "

جدول نمبر ۴.۱۵

آئیڈیل بیوی کی خصوصیات	تعداد	فیصد
نوکری پیشہ	11	8.46
خوبصورت	70	53.84
خوبصیرت	23	17.69
اعلیٰ تعلیم یافتہ	16	12.30
اچھے خاندان کی	10	7.69
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا جدول آئیڈیل بیوی کی خصوصیات معلوم کرنے کے اعتبار سے بنایا گیا ہے تاکہ ہم اس جدول کے زریعے یہ معلوم کرسکیں کہ آج کا نوجوان اپنی شریک حیات کے انتخاب کیلئے اس میں کن خصوصیات کی خواہش رکھتا ہے؟ یعنی اس کے مطابق لڑکی میں کیا کیا ایسی خصوصیات ہونی چاہئے جن کی بدولت وہ اسے مثالی بیوی کہہ سکے۔

آج چونکہ زمانہ بہت ترقی کر چکا ہے اور لوگوں کی سوچ و فکر بھی بدل چکی ہے اور خصوصاً تعلیم نے لوگوں کو بہت شعور دے دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک عام مرد اور تعلیم یافتہ مرد کی سوچ اب بیوی کے انتخاب کیلئے ایک جیسی نہیں رہی۔ پہلے کے وقتوں میں لوگ لڑکی کی تعلیم اور ظاہری خوبصورتی کو اتنی اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ وہ لڑکی کی سیرت اور خاندان کو دیکھ کر رشتے کرتے تھے لیکن آج کے اس ترقی یافتہ دور نے لڑکوں کی اور ان کے والدین کی سوچ کو بھی تبدیل کر دیا ہے اب لوگ خاندان سے زیادہ لڑکیوں کی ظاہری خوبصورتی اور دولت کو دیکھ کر رشتہ کرتے ہیں اور خود لڑکے بھی لڑکی کی سیرت اور خاندان کے بجائے اس کی شکل و صورت کو دیکھ کر رشتہ کرتے ہیں اور بعض تعلیم یافتہ مرد حضرات تو اپنے سے کم تعلیم یافتہ لڑکی سے شادی کیلئے تیار نہیں ہوتے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں لڑکی نوکری والی اور انکے برابر تعلیم یافتہ ملے اور خوبصورت بھی ہو۔

اس تحقیق میں ہم نے چونکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں سے ہی اپنا سوالنامہ پر کروایا ہے لہذا ان سب کی رائے سے ہم نے یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ آج کے دور میں ایک مرد کو ایک آئیڈیل بیوی کیلئے اس میں کیا خصوصیات مطلوب ہیں جس میں ہر ایک کا اپنا اپنا نقطہ نظر تھا۔

مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوا کہ وہ جواب دہندگان جن کے مطابق ایک آئیڈیل بیوی کی خصوصیات میں اس کا یعنی (بیوی) کا نوکری پیشہ ہونا ضروری ہو تو اس کی تعداد 11 یعنی 8.46 ہے اس کے مخالف وہ جواب دہندگان جنکے نزدیک بیوی کا خوبصورت ہونا مثالی بیوی کی خصوصیات ہے ان کی تعداد 70 یعنی 53.84 فیصد ہے اس سے معلوم ہوا کہ آج بھی مرد حضرات خوبصورتی کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں جبکہ خوب سیرت کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد 23 یعنی 17.69 فیصد ہے اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی کو مثالی بیوی سمجھنے والے جواب دہندگان کی تعداد 16 یعنی 12.30 فیصد ہے جبکہ اچھے خاندان سے تعلق رکھنے والی لڑکی کو مثالی بیوی کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد سب سے کم 10 یعنی 7.69 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ آئیڈیل (مثالی) شوہر کی خصوصیات "

جدول نمبر ۴.۱۶

آئیڈیل شوہر کی خصوصیات	تعداد	فیصد
اچھی ملازمت	42	32.30
خوب سیرت	52	40
اچھے خاندان کا	34	26.15
خوبصورت	02	1.53
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا جدول آئیڈیل شوہر کی خصوصیات معلوم کرنے کیلئے بنایا گیا ہے اس جدول کے ذریعے ہم نے وہ شرح معلوم کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ہمیں معلوم ہوا کہ مرد حضرات کو ایک مثالی شوہر کہلوانے کیلئے کن خصوصیات کا حامل ہونا چاہئے؟ اس جدول کے ذریعے ہمیں جو شرح معلوم ہوئی وہ یہ ہے۔

مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ ایک آئیڈیل شوہر کی خصوصیات میں اس کیلئے اچھی خصوصیت اس کی اچھی ملازمت کا ہونا ہے تو ان کی

تعداد 42 یعنی 32.30 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ ایک مثالی شوہر کی خصوصیات میں شوہر کا خوب سیرت ہونا اہم ہے ان کی تعداد سب سے زیادہ سب سے زیادہ 52 یعنی 40 فیصد ہے جبکہ اچھے خاندان کا ہونا ایک مثالی شوہر کی خوبی کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد 34 یعنی 26.15 فیصد ہے اور مثالی شوہر کیلئے اس کا خوبصورت ہونا کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد صرف 02 یعنی 1.53 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ تاخیر کی شادی کے برے اثرات کس پر زیادہ ہو سکتے ہیں "

جدول نمبر ۴.۱۷

فیصد	تعداد	تاخیر کی شادی کے برے اثرات
5.38	7	مرد
31.53	41	عورت
58.46	76	دونوں پر
4.61	6	کسی پر نہیں
99.98	130	میزان

مندرجہ بالا جدول کے ذریعے ہم نے یہ معلوم کیا ہے کہ آج کل شادی میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس کے برے اثرات کس پر زیادہ ہو رہے ہیں؟ اور یہ معلوم کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ کیا اس کے اثرات مرد اور عورت دونوں پر ہی یکساں پڑتے ہیں یا دونوں میں سے کسی پر بھی نہیں پڑتے ؟

ہم نے اپنی تحقیق کیلئے جو سروے کیا اس سے یہ بات سامنے آئی کے اگر چہ تاخیر کی شادی کے برے اثرات دونوں پر ہی ہوتے ہیں لیکن پھر بھی مردوں کے مقابلے میں لڑکیاں (عورتیں) اس سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں کیونکہ مرد اگر کوئی غلط کام کر بھی لے تو لوگ اور معاشرہ اس کی اتنی پرواہ نہیں کرتے لیکن اگر لڑکی کا ایک قدم بھی ڈگمگا جائے اور وہ گمراہ ہو جائے تو معاشرہ اسے اچھا نہیں سمجھتا اور یہ ہمارے معاشرے کا بس ایک Tradition بن گیا ہے مثلا جیسے سندھ میں کاروکاری کی رسم میں دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمیشہ لڑکی کو ہی مار دیا جاتا ہے اور لڑکا بچ جاتا ہے لڑکے کم ہی اس کا شکار ہوتے ہیں لہذا ہمیں اپنے جدول کے ذریعے نہ صرف تاخیر کی شادی کے برے اثرات کی تعداد بلکہ اس کی شرح بھی معلوم ہوئی ہے۔

مندرجہ بالا جدول کے مطابق وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ تاخیر کی شادی کے برے اثرات مرد حضرات پر زیادہ ہوتے ہیں ان کی تعداد 7 یعنی 5.38 فیصد ہے جبکہ لڑکیوں پر (عورتوں) کی تاخیر کی شادی کے اثرات مردوں سے زیادہ ہوتے ہیں کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد پہلے سے زیادہ یعنی 41 یعنی 31.53 فیصد ہے اور مرد اور عورت دونوں پر ہی تاخیر کی شادی کے برے اثرات ہوتے ہیں کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد سب سے زیادہ 76 یعنی 58.46 فیصد ہے اس کے برخلاف وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ شادی تاخیر سے کی جائے یا جلدی مرد عورت میں سے کسی پر بھی اس کے برے اثرات نہیں ہوسکتے ہیں ان کی تعداد 6 یعنی 4.61 فیصد ہے لہذا ان سب جوابات کی روشنی میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ تاخیر سے شادی کے برے اثرات دونوں جنس یعنی (مرد و عورت) پر ہوتے ہیں لیکن پھر بھی لڑکیاں ہی زیادہ اس

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ تاخیر کی شادی کے نقصانات "

جدول نمبر ۱۸۔۴

تاخیر کی شادی کے نقصانات	تعداد	فیصد
سماجی	56	43.07
نفسیاتی	74	56.92
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول تاخیر کی شادی سے ہونے والے نقصانات کو معلوم کرنے اور ان کی شرح کو بھی جاننے کی کوشش ہے کہ تاخیر کی شادی سے جو نقصانات ہوتے ہیں کہ ان میں کون سا ہمارے معاشرے میں زیادہ دیکھنے میں آ رہا ہے اس سلسلے میں پیمانہ خود جواب دہندگان تھے۔

جواب دہندگان کی تقسیم ظاہر کرتی ہے کہ تاخیر کی شادی سے معاشرے میں سماجی نقصان زیادہ ہوتا ہے ان جواب دہندگان کی تعداد 56 یعنی 43.07 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ تاخیر کی شادی سے یا شادی تاخیر سے کرنے سے نفسیاتی نقصان زیادہ ہوتا ہے ان کی تعداد ہمارے جدول کے مطابق 74 یعنی 56.92 فیصد ہے جو سب سے زیادہ ہے لہذا اس قسم سے جو شرح ہمیں ملی اس کے مطابق شادیوں میں تاخیر سے واقعی ہی ہمارے معاشرے کا نقصان ہو رہا ہے اور یہ حقیقت میں ایک مسئلہ ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ تاخیر کی شادی سے جسمانی ونفسیاتی بیماریاں "

جدول نمبر ۱۹.۴

جسمانی ونفسیاتی بیماریاں	تعداد	فیصد
خون کے دباؤ میں کمی یا زیادتی	50	38.46
بانچھ پن	55	42.30
ذہنی دباؤ	15	11.53
احساس کمتری	10	7.69
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول تاخیر کی شادی سے ہونے والی جسمانی ونفسیاتی بیماریاں معلوم کرنے کیلئے بنایا گیا ہے تحقیق میں اس بات کو جاننے کی اشد ضرورت تھی کہ جب خصوصا لڑکیوں کی شادیاں تاخیر سے ہوتی ہیں تو اس سے ان میں کیا تبدیلیاں آئیں ہیں اور ان میں کون کونسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں؟ کیونکہ زیادہ عمر میں شادیاں ہونے سے سب سے زیادہ لڑکیاں ہی متاثر ہوتی ہیں لہذا سروے کرنے سے جو جوابات ہمیں ملے تھے ان سے ہمیں بیماریوں کی شرح بھی معلوم ہوئی کہ کونسی بیماری تاخیر کی شادی کی وجہ سے لڑکیوں میں زیادہ پائی جاتی ہے مندرجہ بالا جدول میں

جوابدہندگان کی رائے کو ظاہر کیا گیا ہے ۔رائے کے مطابق 50 جواب دہندگان ایسے ہیں جنکے مطابق تاخیر کی شادی کی وجہ سے خون کے دباؤ میں کمی یا زیادتی کی بیماری ہوتی ہے ان کی شرح 38.46 فیصد ہے بعض جواب دہندگان کے مطابق تاخیر کی شادی کی وجہ سے بانچھ پن کی بھی بیماری ہوتی ہے اور یہ صرف لڑکیوں میں ہی نہیں بلکہ لڑکوں میں بھی پایا جاتا ہے لہذا بانچھ پن کی بیماری کا کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد سب سے زیادہ 55 یعنی 42.30 فیصد ہے ذہنی دباؤ کو جسمانی ونفسیاتی بیماری کہنے والے جواب دہندگان تعداد 15 یعنی 11.53 فیصد ہے شادی میں تاخیر کی وجہ سے لڑکیوں میں احساس کمتری کی بیماری سب سے زیادہ عام ہے ایک اچھی خاصی تعلیم یافتہ لڑکی کی بھی جب شادی میں تاخیر ہورہی ہوتی ہے تو وہ بھی اس بیماری میں مبتلا ہوجاتی ہے جوابات کی تقسیم کے مطابق وہ جواب دہندگان جواحساس کمتری کو بیماری کہتے ہیں ان کی تعداد 10 یعنی 7.69 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ تاخیر کی شادی سے معاشرے میں بے راہ روی کا پھیلنا "

جدول نمبر۲۰.۴

تاخیر کی شادی سے سماجی بے راہ روی پھیلے گی	تعداد	فیصد
جی ہاں	70	53.84
جی نہیں	60	46.15
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سماجی بے راہ روی کے اعتبار سے بنایا گیا ہے اس جدول سے ہم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا شادیوں میں تاخیر ہونے سے معاشرے میں سماجی بے راہ روی پھیلتی ہے۔

مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں شادی میں تاخیر ہونے سے معاشرہ میں سماجی بے راہ روی پھیلتی ہے ان کی تعداد 70 یعنی 53.84 فیصد ہے جبکہ جن جواب دہندگان کی رائے اس کے خلاف تھی کہ جی نہیں شادی میں تاخیر ہونے سے معاشرے میں کوئی بے راہ روی نہیں پھیلتی ان کی تعداد 46.15 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ زیادہ عمر میں ہونے والی شادیوں میں طلاق کی شرح زیادہ ہوتی ہے "

جدول نمبر۲۱.۴

زیادہ عمر کی شادیوں میں طلاق کی شرح	تعداد	فیصد
جی ہاں	22	16.92
جی نہیں	63	48.46
کسی حد تک	45	34.61
میزان	130	99.99

عموماً لوگوں کا یہ عام خیال پایا جاتا ہے کہ زیادہ عمر میں جن لڑکے لڑکیوں کی شادیاں ہوتی ہیں وہ کم ہی پائیدار ہوتی ہیں اور ان میں جلد طلاق ہو جاتی ہے لیکن چونکہ ہم نے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں سے اپنا سوالنامہ پر کروایا ہے لہذا ان کی رائے اور نقطہ نظر عام لوگوں کی سوچ سے مختلف ہے مندرجہ بالا جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں زیادہ عمر میں ہونے والی شادیوں میں طلاق کی شرح زیادہ ہوتی ہے ان کی تعداد 22 یعنی 16.92 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا جواب نہیں میں تھا ان کی تعداد 63 یعنی 48.46 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ کسی حد تک ایسا ہوتا ہے جہ جو شادیاں زیادہ عمر میں ہوں ان میں طلاق کی شرح زیادہ ہوتی ہے ان کی تعداد 45 یعنی 34.61 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ لڑکیوں کی اکائی خاندان کی پسندیدگی ان کی شادی میں رکاوٹ ہے"

جدول نمبر۲۲.۴

اکائی خاندان کی پسندیدگی	تعداد	فیصد
جی ہاں	28	21.53
جی نہیں	48	36.92
کسی حد تک	54	41.53
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا جدول لڑکیوں کی اکائی خاندان کی پسندیدگی کے اعتبار سے بنایا گیا ہے اور اس سے ہم نے یہ معلوم کیا ہے کہ کیا لڑکیوں کی شادیوں میں رکاوٹ ان کی اکائی خاندان کی پسندیدگی کا مطالبہ ہے؟ کیونکہ بہت سے گھرانے ایسے دیکھنے میں آئے ہیں جن میں نہ صرف لڑکی بلکہ اس کے والدین کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ ایک گھر میں رہے اور اس کے انتظار میں بہت سی لڑکیاں آج بھی والدین کے گھر بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہیں۔

مندرجہ بالا جدول کے مطابق وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں لڑکی کی کائی خاندان اس کی شادی میں رکاوٹ ہے ان کی 21.53 فیصد ہے جبکہ نہیں میں جواب دینے والے جواب دہندگان کی تعداد 48 یعنی 36.92 فیصد ہے اورکسی حد تک اس بات کا اقرار کرنے والے کہ لڑکی کا اکائی خاندان میں شادی کا مطالبہ اس کی شادی میں رکاوٹ ڈالتا ہے ایسے جواب دہندگان کی تعداد سب سے زیادہ 54 یعنی 41.53 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ لڑکیوں کی خاندان سے باہر شادی کرنا ان کی شادی میں تاخیر کا سبب "

جدول نمبر ۲۳۔۴

خاندان سے باہر لڑکیوں کی شادی کرنا تاخیر کا سبب	تعداد	فیصد
جی ہاں	43	33.07
جی نہیں	44	33.84
کسی حد تک	43	33.07
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں خاندان سے باہر لڑکیوں کی شادی کرنا ان کی شادی میں رکاوٹ کا سبب ہوتا ہے ان کی تعداد 43 یعنی 33.07 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ خاندان سے باہر لڑکیوں کی شادی رکاوٹ کا سبب نہیں ہوتا ان کی تعداد 44 یعنی 33.84 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ خاندان سے باہر لڑکیوں کی شادی کسی حد تک انکی شادی میں تاخیر کا سبب بنتا ہے ان کی تعداد 43 یعنی 33.07 ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ آزاد گھرانوں کی نسبت مذہبی اقدار کے پابند گھرانون میں تاخیر سے شادی کا امکان "

جدول نمبر۲۴. ۴

مذہبی اقدار کے پابند گھرانوں میں تاخیر سے شادی	تعداد	فیصد
جی ہاں	19	14.61
جی نہیں	89	68.46
کسی حد تک	22	16.92
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول کے ذریعے ہم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا مذہبی اقدار کے پابند گھرانوں میں لڑکے لڑکیوں کی شادی تاخیر سے ہوتی ہے؟

مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوا کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ جی ہاں آزاد گھرانوں کی نسبت مذہبی اقدار کے پابند گھرانوں میں تاخیر سے شادی ہوتی ہے ان کی تعداد 19 یعنی 14.61 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا جواب نہیں میں تھا کہ ایسا نہیں ہوتا کہ مذہبی گھرانوں میں شادی میں تاخیر ہو ان کی تعداد 89 یعنی 68.46 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ کسی حد تک ایسا امکان پایا جاتا ہے کہ آزاد گھرانوں کی نسبت مذہبی اقدار کے پابند گھرانوں میں تاخیر سے ہو ان کی تعداد 22 یعنی 16.92 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آرا ئبلحاظ مخلوط معاشرتی زندگی تاخیر کی شادی کا سبب "

جدول نمبر ۲۵. ۴

مخلوط معاشرتی زندگی شادی کی تاخیر کا سبب	تعداد	فیصد
جی ہاں	60	46.15
جی نہیں	39	30
کسی حد تک	31	23.84
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول یہ معلوم کرنے کیلئے بنایا گیا ہے کہ کیا مخلوط معاشرتی زندگی آج کل لڑکے لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کا سبب ہے یا نہیں؟ اگرچہ آج زمانہ بہت ماڈرن ہو چکا ہے لیکن تحقیق سے ہمیں یہ بات جان کر حیرت ہوئی کہ نہ صرف عام لوگ بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانوں میں بھی آج لڑکا لڑکی کے آزادانہ میل جول کو اور ان کے ایک ہی ادارے میں ساتھ تعلیم حاصل کرنے کو لوگ پسند نہیں کرتے۔ اس سلسلے میں تحقیق سے جو نتائج سامنے آئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

مندرجہ بالا جدول کے مطابق وہ جواب دہندگان جنکا کہنا تھا کہ جی ہاں مخلوط معاشرتی زندگی تاخیر سے شادی کا سبب ہے ان کی تعداد 46.15 فیصد ہے جبکہ اس کے برخلاف نہیں میں جواب دینے والے جواب دہندگان کی تعداد 39 یعنی 30 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ کسی حد تک مخلوط معاشرتی زندگی شادی میں تاخیر کا سبب بن رہی ہے ان کی تعداد سب سے کم 31 یعنی 23.84 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ زیادہ مہر کا مطالبہ لڑکیوں کی شادی میں رکاوٹ "

جدول نمبر ۲۶.۴

فیصد	تعداد	زیادہ مہر کا مطالبہ شادی میں رکاوٹ
34.61	45	جی ہاں
31.53	41	جی نہیں
33.84	44	کسی حد تک
99.98	130	میزان

مندرجہ بالا جدول سے معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کیا زیادہ مہر کا مطالبہ لڑکیوں کی شادی میں رکاوٹ کا باعث ہوتا ہے یا نہیں؟ لہذا درج ذیل جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ جی ہاں زیادہ مہر کا مطالبہ اکثر لڑکیوں کی شادی میں تاخیر اور رکاوٹ کا باعث بنتا ہے ان کی تعداد 45 یعنی 34.61 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ زیادہ مہر کا مطالبہ شادی میں رکاوٹ نہیں بنتا ان کی تعداد 41 یعنی 31.53 فیصد ہے اس کے برخلاف وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ کسی حد تک زیادہ مہر کا مطالبہ لڑکیوں کی شادی میں رکاوٹ ہوتا ہے ان کی تعداد 44 یعنی 33.84 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ جہیز سماجی مسئلہ"

جدول نمبر ۴.۲۷

جہیز سماجی مسئلہ	تعداد	فیصد
جی ہاں	98	75.38
جی نہیں	13	10
کسی حد تک	19	14.61
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول جہیز سماجی مسئلہ ہے یا نہیں معلوم کرنے کیلئے بنایا گیا ہے؟ اس سے ہمیں یہ بات معلوم کرنے میں آسانی ہوئی کہ کیا لوگ اسے ایک سماجی مسئلہ سمجھتے ہیں اور کیا یہ چیز شادی میں تاخیر کا سبب ہے؟۔

مندرجہ بالا جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں جہیز ایک سماجی مسئلہ ہے اور اس کی وجہ سے شادیاں تاخیر سے ہو رہی ہیں ان کی تعداد 98 یعنی 75.38 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے میں جہیز سماجی مسئلہ نہیں ہے ان کی تعداد 13 یعنی 10 فیصد ہے اور جہیز کو کسی حد تک سماجی مسئلہ کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد 19 یعنی 14.61 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ جہیز کی عدم فراہمی شادی میں رکاوٹ "

جدول نمبر ۲۸.۴

جہیز کی عدم فراہمی شادی میں رکاوٹ	تعداد	فیصد
جی ہاں	108	83.07
جی نہیں	22	16.92
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ جواب دہندگان جی ہاں جہیز کی عدم فراہمی شادی میں رکاوٹ ہے کہنے والوں کی تعداد 108 یعنی 83.07 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جہیز کی عدم فراہمی لڑکی کی شادی میں رکاوٹ نہیں ہوتا ان کی تعداد 22 یعنی 16.92 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ جہیز لڑکی کی شادی میں معاون "

جدول نمبر۲۹.۴

فیصد	تعداد	جہیز کا معاون ثابت ہونا
43.84	57	جی ہاں
21.53	28	جی نہیں
34.61	45	کسی حد تک
99.98	130	میزان

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں جہیز لڑکی کی شادی میں معاون ثابت ہوتا ہے ان کی تعداد 43.84 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا جواب نہیں میں ہے ان کی تعداد 21.53 فیصد ہے اور کسی حد تک جواب دہندگان کی تعداد 34.61 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ شادی میں تاخیر بطور فیشن مغربی معاشرے کی تقلید "

جدول نمبر۴.۳۰

شادی میں تاخیر مغربی معاشرے کی تقلید	تعداد	فیصد
جی ہاں	44	33.84
جی نہیں	41	31.53
کسی حد تک	45	34.61
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا تھا کہ جی ہاں آج کل شادی میں تاخیر بطور فیشن مغربی معاشرے کی تقلید کی وجہ سے ہورہی ہے ان کی تعداد 44 یعنی 33.84 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ بطور فیشن مغربی معاشرے کی تقلید شادی میں تاخیر کا سبب نہیں ہے ان کی تعداد 41 یعنی 31.53 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جو کسی حد تک اس سبب پر اتفاق کرتے ہیں کہ شادی میں تاخیر بطور فیشن مغربی معاشرے کی تقلید کی وجہ سے ہے ان کی تعداد 45 یعنی 34.61 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ مغربی معاشرے کا ہمارے معاشرے پر اثر "

جدول نمبر ۴.۳۱

مغربی معاشرے کا اثر	تعداد	فیصد
جی ہاں	82	63.07
جی نہیں	12	9.23
کسی حد تک	36	27.69
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا جدول سے اپنے پر مغربی معاشرے کا اثر معلوم کرنے کیلئے بنایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے ہم یہ جان سکیں کہ ہمارے معاشرے پر مغربی معاشرے کا اثر ماننے والے لوگوں کی تعداد کیا ہے؟ اور ان کی رائے اس بارے میں کیا ہے؟ اور اس سلسلے میں پیمانہ خود جواب دہندگان کو ہی بنایا گیا ہے لہذا مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں ہمارے معاشرے پر مغربی معاشرے کا اثر ہے ان کی تعداد سب سے زیادہ 82 یعنی 63.07 فیصد ہے اس کے برخلاف جواب دینے والے جواب دہندگان کی تعداد 12 یعنی 9.23 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ کسی حد تک ہمارے معاشرے پر مغربی

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ کیا میرج بیورو ہونے چاہئیں"

جدول نمبر۳۲.۴

میرج بیورو ہونے چاہئیں	تعداد	فیصد
جی ہاں	57	43.84
جی نہیں	44	33.84
کسی حد تک	29	22.30
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ میرج بیورو ہونے چاہئے ان کی تعداد 57 یعنی 43.84 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے میرج بیورو نہیں ہونے چاہئیں ان کی تعداد 44 یعنی 33.84 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جنکی رائے تھی کہ کسی حد تک میرج بیورو ہونے چاہئیں ان کی تعداد 29 یعنی 22.30 فیصد ہے جو سب سے کم ہے اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ تر لوگ میرج بیورو کے حامی ہیں اور اسے برا نہیں سمجھتے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ کیا میرج بیورولڑ کے لڑکیوں کے رشتے کرانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں "

جدول نمبر۳۳. ۴

فیصد	تعداد	میرج بیورو کا معاون ہونا
30	39	جی ہاں
27.69	36	جی نہیں
42.30	55	کسی حد تک
99.99	130	میزان

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ لڑ کے لڑکیوں کے رشتے کرانے مین میرج بیورو معاون ثابت ہوتے ہیں ان جواب دہندگان کی تعداد 39 یعنی 30 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی نہیں میرج بیورو رشتے کرانے میں معاون ثابت نہیں ہوتے ان کی تعداد 36 یعنی 27.69 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ کسی حد تک میرج بیورو رشتے کرانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں ان کی تعداد سب سے زیادہ 55 یعنی 42.30 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ اسلام میں شادی کیلئے کوئی عمر مقرر کی گئی ہے "

جدول نمبر۳۴.۴

اسلام میں شادی کی عمر	تعداد	فیصد
جی ہاں	42	32.30
جی نہیں	74	56.92
کسی حدتک	14	10.76
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے ہے کہ جی ہاں اسلام میں شادی کی عمر مقرر کی گئی ہے ان کی تعداد 42 یعنی 32.30 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی نہیں اسلام میں شادی کے لئے کوئی عمر مقرر نہیں کی گئی ان کی تعداد 74 یعنی 56.92 فیصد ہے۔ اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ کسی حد تک اسلام نے شادی کیلئے عمر مقرر کی ہے ان کی تعداد 14 یعنی 10.76 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ خواتین کا ملازمت کرنا انکی شادیوں میں تاخیر کا سبب "

جدول نمبر ۴.۳۵

خواتین کی ملازمت شادیوں میں تاخیر کا سبب	تعداد	فیصد
جی ہاں	64	49.23
جی نہیں	66	50.76
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں خواتین کا ملازمت کرنا ان کی شادی میں تاخیر کا سبب ہے ان کی تعداد 64 یعنی 49.23 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی نہیں خواتین کا ملازمت کرنا ان کی شادی میں تاخیر کا سبب نہیں ہے ان کی تعداد 66 یعنی 50.76 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ اسلام نے کس طرح کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی ہے "

جدول نمبر ۳۶ . ۴

فیصد	تعداد	اسلام میں کس طرح کی زندگی کی ترجیح
85.38	111	ازدواجی زندگی
3.84	5	تجرو کی زندگی
10.76	14	کوئی ذکر نہیں
99.99	130	میزان

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ اسلام نے ازدواجی زندگی کو ترجیح دی ہے ان کی تعداد 111 یعنی 85.38 فیصد ہے جبکہ تجرو کی زندگی کو ترجیح دینے والے یعنی کہ (کنوارے پن کی زندگی) جواب دہندگان کی تعداد صرف 5 یعنی 3.84 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ اسلام نے زندگی گزارنے کیلئے کوئی ذکر نہیں کی اکہ آپ شادی شدہ زندگی گزاریں یا کنوارے پن کی ان جواب دہندگان کی تعداد 4 یعنی

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ لڑکوں میں تاخیر سے شادی ان کا آئیڈیل نہ ملنا"

جدول نمبر ۴.۳۷

لڑکوں میں آئیڈیل کا نہ ملنا شادی میں تاخیر کا سبب	تعداد	فیصد
جی ہاں	48	36.92
جی نہیں	25	19.23
کسی حد تک	57	43.84
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول آئیڈیل کے اعتبار سے بنایا گیا ہے اس جدول سے ہم ہے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا لڑکوں کی شادی میں تاخیر ان کا اپنے آئیڈیل کا نہ ملنا ہے؟ اس سلسلے میں جو جوابات ملے وہ مندرجہ ذیل ہیں مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوا کہ وہ جواب دہندگان جنکا کہنا ہے کہ جی ہاں لڑکوں کی شادی میں تاخیر کا سبب ان کا اپنے آئیڈیل کا نہ ملنا ہے ان جواب دہندگان کی تعداد 48 یعنی 36.92 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی نہیں آئیڈیل کا نہ ملنا تاخیر سے شادی کا سبب نہیں ہے ان کی تعداد 25 یعنی 19.23 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ لڑکوں کی تاخیر سے شادی کا سبب کسی حد تک ان کا اپنے آئیڈیل کا نہ ملنا ہے ان

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ لڑکے لڑکیوں کو شادی کس کی پسند کی کرنی چاہئے"

جدول نمبر ۴.۳۸

لڑکے لڑکیوں کو شادی	تعداد	فیصد
اپنی پسند سے	10	7.69
والدین کی پسند سے	25	19.23
دونوں کی پسند سے	95	73.07
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول پسند معلوم کرنے کے اعتبار سے بنایا گیا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کو شادی کس کی پسند سے کرنی چاہئے؟ اس سلسلے میں جو جوابات ہمیں حاصل ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

مندرجہ بالا جدول کے مطابق وہ جواب دہندگان کا جن کا کہنا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کو شادی اپنی پسند سے کرنی چاہئے ان کی تعداد ۱۰ یعنی 7.69 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جنکی رائے ہے کہ لڑکے لڑکیوں کو والدین کی پسند سے شادی کرنی چاہئے ان کی تعداد 25 یعنی 19.23 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان کی رائے ہے کہ لڑکے لڑکیوں کو شادی دونوں کی پسند سے یعنی (اپنی اور اپنے والدین کی پسند سے) کرنی چاہئے ان جواب دہندگان کی تعداد سب سے زیادہ 95 یعنی 73.07 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ محبت میں ناکامی شادی میں تاخیر کا سبب"

جدول نمبر۴.۳۹

محبت میں ناکامی شادی میں تاخیر کا سبب	تعداد	فیصد
جی ہاں	29	22.30
جی نہیں	40	30.76
کسی حد تک	61	46.92
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا جدول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں محبت میں ناکامی شادی میں تاخیر کا سبب ہوتی ہے ان کی تعداد 29 یعنی 22.30 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ محبت میں ناکامی شادی میں تاخیر کا سبب نہیں ہے ان کی تعداد 40 یعنی 30.76 فیصد ہے اور وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ کسی حد تک شادی میں تاخیر کا سبب محبت میں ناکامی ہوسکتا ہے ان کی تعداد 61 یعنی 46.92 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ غربت تاخیر سے شادیوں کا سبب "

جدول نمبر۴۰.۴

غربت تاخیر سے شادی کا سبب	تعداد	فیصد
جی ہاں	95	73.07
جی نہیں	35	26.92
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول غربت کے اعتبار سے بنایا گیا ہے تا کہ اس سے یہ معلوم ہو سکے کہ کیا غربت تاخیر سے شادی کا سبب ہے یا نہیں؟

مندرجہ بالا جدول کے مطابق وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں غریب تاخیر سے شادی کا سبب ہے ان کی تعداد 95 یعنی 73.07 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی نہیں غربت تاخیر سے شادی کا سبب نہیں ہے ان کی تعداد 35 یعنی 26.92 فیصد ہے۔

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ اعلیٰ معیار زندگی کا حصول تاخیر کی شادی کا سبب "

جدول نمبر ۴۱. ۴

اعلیٰ معیار زندگی کا حصول	تعداد	فیصد
جی ہاں	71	54.61
جی نہیں	29	22.30
کسی حد تک	30	23.07
میزان	130	99.98

مندرجہ بالا سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں اعلیٰ معیار زندگی کا حصول لڑکے لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کا باعث ہے ان کی تعداد 71 یعنی 54.61 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی نہیں اعلیٰ معیار زندگی کا حصول شادی میں تاخیر کا سبب نہیں ہے ان کی تعداد 29 ہے ان دونوں کے برخلاف وہ جواب دہندگان جو کسی حد تک اعلیٰ معیار زندگی کے حصول کو تاخیر سے شادی کا سبب جانتے ہیں اور کہتے ہیں ان کی تعداد 30 یعنی 23.07 فیصد

"جواب دہندگان کی آراء بلحاظ تاخیر کی شادی لاولد خاندان کا باعث بنتی ہے "

جدول نمبر۴۲۔۴

تاخیر کی شادی باعث لاولد خاندان	تعداد	فیصد
جی ہاں	72	55.38
جی نہیں	58	44.61
میزان	130	99.99

مندرجہ بالا جدول سے ہم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا تاخیر سے شادی لاولد خاندان کا باعث بنتی ہے؟ یعنی وہ جوڑے جنکی شادیاں زیادہ عمر میں ہوتی ہیں کیا ان کے ہاں بچے نہیں ہوتے ؟

مندرجہ بالا جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی ہاں تاخیر کی شادی لاولد خاندان کا سبب بنتی ہے ان کی تعداد 72 یعنی 55.38 فیصد ہے جبکہ وہ جواب دہندگان جن کا کہنا ہے کہ جی نہیں تاخیر سے شادی لاولد خاندان کا باعث نہیں بنتی ان کی تعدا58 یعنی 44.61 فیصد ہے۔

مفروضہ نمبر 1

اصل مفروضہ　لڑکیوں میں اعلیٰ تعلیم کے رجحان اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے

باطل مفروضہ　لڑکیوں میں اعلیٰ تعلیم کے رجحان اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا۔

جدول نمبر 7اور 40
اعلیٰ تعلیم اور تاخیر سے شادی کے درمیان تعلق

اعلیٰ تعلیم	تاخیر سے شادی بحیثیت سماجی مسئلہ		ٹوٹل
	ہاں	نہیں	
مناسب رشتہ نہ ملنا	(51.26) 50	(16.73) 18	68
اعلیٰ تعلیم کا حصول	(36.18) 38	(11.81) 10	48
مالی مشکلات	(.=0.01) 10	(3.44) 04	14
میزان	98	32	130

کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت: 10.93

وسعت آزادی: 2

کائی اسکوائر کی جدولی قیمت: 5.991

درجہ ربط: 0.69

مندرجہ بالا جدول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شرح ربط 0.69فیصد اور 2فیصد وسعت آزادی پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 10.93 ہے جوکہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 5.991 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ اعلیٰ تعلیم اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے درست ثابت ہوا جبکہ باطل مفروضہ یعنی اعلیٰ تعلیم (لڑکیوں کی) اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا یہ مفروضہ رد ہوا۔

مفروضہ نمبر 2

اصل مفروضہ غربت اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

باطل مفروضہ غربت اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا۔

جدول نمبر 4 اور 40

اعلیٰ تعلیم اور تاخیر سے شادی کے درمیان تعلق

غربت	تاخیر سے شادی بحیثیت سماجی مسئلہ		ٹوٹل
	ہاں	نہیں	
جی ہاں	70 (69.23)	20 (20.76)	90
جی نہیں	30 (30.76)	10 (9.23)	40
میزان	100	30	130

کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت: 8.65

وسعت آزادی: 1

کائی اسکوائر کی جدولی قیمت: 3.841

درجہ ربط: 0.60

مندرجہ بالا جدول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شرح ربط 0.60 فیصد اور 1 فیصد وسعت آزادی پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 8.65 ہے جوکہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ غربت اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے درست ثابت ہوا جبکہ باطل مفروضہ یعنی غربت اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا یہ مفروضہ رد ہوا۔

مفروضہ نمبر 3

اصل مفروضہ عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا میں تعلق پایا جاتا ہے۔

باطل مفروضہ عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا میں تعلق پایا جاتا ہے۔

جدول نمبر 9 اور 4

مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا	تاخیر سے شادی بحیثیت سماجی مسئلہ		ٹوٹل
	ہاں	نہیں	
جی ہاں	52 (49.99)	15 (17.00)	67
جی نہیں	45 (47.00)	18 (15.99)	63
میزان	97	33	130

کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت: 0.64

وسعت آزادی: 1

کائی اسکوائر کی جدولی قیمت: 3.841

درجہ ربط: 0.01

مندرجہ بالا جدول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شرح ربط 0.01 فیصد اور 1 فیصد وسعت آزادی پر جو کہ کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 0.64 ہے کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے کم ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا میں تعلق پایا جاتا ہے رد ہوا جبکہ باطل مفروضہ یعنی عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا میں تعلق نہیں پایا جاتا یہ مفروضہ ہمارا درست ثابت ہوا۔

مفروضہ نمبر 4

اصل مفروضہ تاخیر سے شادی اور لاولد خاندان میں تعلق پایا جاتا ہے۔

باطل مفروضہ تاخیر سے شادی اور لاولد خاندان میں تعلق نہیں پایا جاتا۔

جدول نمبر 40اور 4

لاولد خاندان	تاخیر سے شادی بحیثیت سماجی مسئلہ		ٹوٹل
	ہاں	نہیں	
جی ہاں	((49.84) 47	(22.15) 25	72
جی نہیں	(40.15) 43	(17.84) 15	58
میزان	90	40	130

کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت: 25.94

وسعت آزادی: 1

کائی اسکوائر کی جدولی قیمت: 3.841

درجہ ربط: 0.91

مندرجہ بالا جدول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شرح ربط 0.91 فیصد اور 1 فیصد وسعت آزادی پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 25.94 ہے جوکہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ درست ثابت ہوا یعنی عورتوں کی تاخیر سے شادی اور لاولد خاندان مں تعلق پایا جاتا ہے جبکہ باطل مفروضہ یعنی عورتوں کی تاخیر سے شادی اور لاولد خاندان میں تعلق نہیں پایا جاتا ردہوا۔

مفروضہ نمبر 5

اصل مفروضہ	تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

باطل مفروضہ	تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی میں تعلق نہیں پایا جاتا ہے۔

جدول نمبر 20 اور 4

سماجی بے راہ روی کا پھیلنا	تاخیر سے شادی بحیثیت سماجی مسئلہ		ٹوٹل
	جی ہاں	جی نہیں	
جی ہاں	53 (53.84)	17 (16.15)	70
جی نہیں	47 (46.15)	13 (13.84)	60
میزان	100	30	130

کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت: 2.87

وسعت آزادی: 1

کائی اسکوائر کی جدولی قیمت: 3.841

درجہ ربط: 0.24

مندرجہ بالا جدول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شرح ربط 0.24 فیصد اور 1 فیصد وسعت آزادی پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 2.84 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ رد ہوا یعنی تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی میں تعلق پایا جاتا ہے جبکہ باطل مفروضہ یعنی تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی میں تعلق نہیں پایا جاتا یہ ۔

مفروضہ نمبر 6

اصل مفروضہ تاخیر سے شادی اور جسمانی ونفسیاتی بیماریوں میں تعلق پایا جاتا ہے۔

باطل مفروضہ تاخیر سے شادی اور جسمانی ونفسیاتی بیماریوں میں تعلق نہیں پایا جاتا ہے۔

جدول نمبر 19 اور 4

بیماریاں	تاخیر سے شادی بحیثیت سماجی مسئلہ		ٹوٹل
	ہاں	نہیں	
جسمانی بیماریاں خون کے دباؤ میں کمی یا زیادتی / بانجھ پن	50 (38.76)	22 (33.23)	72
نفسیاتی بیماریاں ذہنی دباؤ / احساس کمتری	20 (31.23)	38 (26.76)	58
میزان	70	60	130

کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت: 29.56

وسعت آزادی: 1

کائی اسکوائر کی جدولی قیمت: 3.841

درجہ ربط: 0.46

مندرجہ بالا جدول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شرح ربط 0.46 فیصد اور 1 فیصد وسعت آزادی پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 29.56 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ درست ثابت ہوا یعنی تاخیر سے شادی اور جسمانی و نفسیاتی بیماریوں میں تعلق پایا جاتا ہے۔ جبکہ باطل مفروضہ یعنی تاخیر سے شادی اور جسمانی ونفسیاتی بیماریوں میں تعلق نہیں پایا جاتا یہ مفروضہ رد ہوا۔

مفروضہ نمبر 7

اصل مفروضہ جہیز کی عدم فراہمی اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے

باطل مفروضہ جہیز کی عدم فراہمی اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا ہے۔

جدول نمبر 28 اور 4

جہیز کی عدم فراہمی	تاخیر سے شادی بحیثیت سماجی مسئلہ		ٹوٹل
	جی ہاں	جی نہیں	
جی ہاں	(76.06) 76	(26.93) 27	103
جی نہیں	(19.93) 20	(7.06) 07	27
میزان	96	34	130

کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت: 14.08

وسعت آزادی: 1

کائی اسکوائر کی جدولی قیمت: 3.841

درجہ ربط: 0.77

مندرجہ بالا جدول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شرح ربط 0.77 فیصد اور 1 فیصد وسعت آزادی پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 14.08 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ درست ثابت ہوا یعنی جہیز کی عدم فراہمی اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے جبکہ باطل مفروضہ جہیز کی عدم فراہمی اور تاخیر سے شادی میں تعلق

مفروضہ نمبر 8

اصل مفروضہ   عورتوں اور مردوں کا آزادانہ اختلاط اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔
باطل مفروضہ   عورتوں اور مردوں کا آزادانہ اختلاط اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا ہے۔

جدول نمبر 25 اور 4

عورتوں مردوں کا آزادانہ اختلاط	تاخیر سے شادی بحیثیت سماجی مسئلہ		ٹوٹل
	ہاں	نہیں	
جی ہاں	46 (45.98)	15 (15.01)	61
جی نہیں	28 (28.64)	10 (9.35)	38
کسی حد تک	24 (23.36)	07 (7.63)	31
میزان	98	32	130

کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت: 15.46

وسعت آزادی: 2

کائی اسکوائر کی جدولی قیمت: 5.991

درجہ ربط: 0.80

مندرجہ بالا جدول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شرح ربط 0.80 فیصد اور 2 فیصد وسعت آزادی پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 15.46 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 5.991 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ درست ثابت ہوا یعنی عورتوں اور مردوں کا آزادانہ اختلاط اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے جبکہ باطل مفروضہ یعنی عورتوں اور مردوں کا آزادانہ اختلاط اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا یہ مفروضہ رد ہوا۔

مفروضہ نمبر 9

اصل مفروضہ عورتوں کا ملازمت کرنا اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے
باطل مفروضہ عورتوں کا ملازمت کرنا اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا۔

جدول نمبر 35 اور 4

عورتوں کا ملازمت کرنا	تاخیر سے شادی بحیثیت سماجی مسئلہ		ٹوٹل
	جی ہاں	جی نہیں	
جی ہاں	53 (49.23)	11 (14.76)	64
جی نہیں	47 (50.76)	19 (15.23)	66
میزان	100	30	130

کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت: 2.28
وسعت آزادی: 1
کائی اسکوائر کی جدولی قیمت: 3.841
درجہ ربط: 0.19

مندرجہ بالا جدول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شرح ربط 0.19 فیصد اور 1 فیصد وسعت آزادی پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 2.28 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے کم ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ ردہوا یعنی عورتوں کا ملازمت کرناا ور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے جبکہ باطل مفروضہ یعنی عورتوں کا ملازمت کرنا اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا یہ مفروضہ درست ہوا۔

باب پنجم

باب پنجم

خلاصہ، نتائج وسفارشات

۵.۱ خلاصہ (Summary)

زیرنظر مقالے کا موضوع تاخیر سے شادی کے رجحان کا مطالعہ تھا اور معاشرے پر اس کے اثرات کا جائزہ لینا تھا ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شادی میں تاخیر کا رجحان بالکل نیا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں تعلیمی ترقی، صنعتی ترقی اور شہری آبادی میں اضافے کی وجہ سے غالباً لڑکیوں کی شادی (خصوصاً) تاخیر سے ہو رہی ہے یہ تاخیر لڑکی کی شادی میں ہی نہیں ہو رہی ہے بلکہ یہ رجحان لڑکوں میں بھی دیکھا جا رہا ہے۔ یعنی یہ کہ دیر سے شادی کرنا گویا ایک فیشن بنتا جا رہا ہے اور اس کی وجہ یا تو مجبوریاں ہیں یا لوگوں کے عام رجحان میں تبدیلی ہے اس لئے زیرنظر مقالے میں اس بات کی تحقیق کی گئی کہ یہ رجحان خاص کر لڑکیوں میں کیوں ہے؟ ہم نے لڑکیوں کے رجحان کو جاننے کیلئے اس لئے زیادہ کوشش کی ہے کہ لڑکیوں کی تاخیر کی شادی کی وجہ سے معاشرے میں بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں اور اس کا نتیجہ بالآخر یہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ لڑکیاں خاصی عمر تک کنواری بیٹھی رہتی ہیں اور جب شادی کی عمر گذر جاتی ہے تو وہ مایوس ہو کر شادی سے انکار کر دیتی ہیں کتنے ہی رشتے آ جائیں۔ اس لئے لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تاخیر سے شادیاں زیادہ قابل تشویش اور قابل توجہ ہیں۔

حالانکہ مردوں کی دیر میں شادی کی وجہ سے بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں لیکن ہمارے معاشرے میں اس کو اتنا زیادہ قابل تشویش نہیں سمجھا جاتا۔ اور شاید یہ تصور کیا جاتا ہے کہ مرد کی دیر میں شادی ہونے سے کوئی معاشرتی نقصان نہیں ہے۔ لیکن لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کو شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے۔

تاخیر سے شادی کو لوگ پہلے کوئی مسئلہ نہیں سمجھتے تھے اور اب بھی بہت سے لوگ اس کا شعور نہیں رکھتے لیکن ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ اس کو ایک مسئلہ مانتا ہے اور اس مسئلے کے متعلق شعور بھی رکھتا ہے ہم نے اپنے مقالے کیلئے جن تعلیم یافتہ افراد سے تاخیر سے شادی کے بارے میں آراء اکھٹی کی ہیں اور رائے معلوم کی ہیں۔ اس میں ماہر نفسیات، گائنا کولوجسٹ، معلم کراچی یونی ورسٹی، عالم دین اور انچارج میرج بیورو، سماجی کارکن شامل ہیں یہ سب وہ لوگ ہیں جنکی سوچ وفکر زیادہ ٹیکنیکل اور قابل قدر ہیں اور ان کی رائے کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اس کے علاوہ اخبارات و رسائل میں بھی حال میں کچھ لوگوں نے اس مسئلے کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ روز بروز یہ مسئلہ سنگین ہوتا جا رہا ہے۔ مثلاً

۱۔ "لڑکیوں کی شادیاں کیوں نہیں ہوتیں" (سندس راشد،2002)

۲۔ "رسم ورواج کے نام پر شادی میں تاخیر" (اقرا،2002)

۳۔ "ازدواجی زندگی عفت وپاکدامنی اور خیر و برکت کا ذریعہ" (فرحان ضیا،2005)

۴۔ "جلتے بجھتے بیت رہی ہے زندگی" (سمیں رضوی، 2004)

اسی طرح ٹی وی پر بھی اس موضوع پر اب مناظرے اور پروگرام آنے لگے ہیں جسکی وجہ سے اب عام لوگوں میں بھی اس کے متعلق کچھ کچھ شعور آنے لگا ہے غرض کہ اب میڈیا میں اس مسئلے کی سنگینی کو جانتے ہوئے اس پر مختلف پروگرام اور مناظرہ وغیرہ دینے لگے ہیں مثلاً چینل ARY کے پروگرام میں، آپ اور ہم میں اس موضوع پر

" آپ کے خیال میں لڑکیوں کی شادیاں کیوں دیر سے ہورہی ہیں" آیا اس پروگرام میں مختلف شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی اور اس میں میرج بیورو کی انچارج ممتاز قریشی بھی شامل تھیں۔"

مندرجہ بالا مباحث کی روشنی میں یہ حقیقت مشترکہ طور پر سامنے آتی ہے کہ لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کا رجحان عام ہوگیا ہے اور یہ ایک قومی وسماجی مسئلہ تصور کیا جارہا ہے اس کا احساس شاید پہلے نہیں تھا لیکن اب اس کا احساس ہی نہیں بلکہ اسے ایک مسئلہ تصور کیا جاتا ہے البتہ اس کے اسباب پر مختلف خیالات اب پیش کیے گئے ہیں۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ شادی میں تاخیر کی وجہ غربت ہے، کوئی کہتا ہے کہ لڑکیوں کا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا انکی شادی میں تاخیر کا سبب ہے اور کچھ کا خیال یہ ہے کہ لڑکوں کا معیار زندگی کو بلند کرنے میں وقت صرف کرنے سے لڑکے زیادہ جلدی شادی نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکیوں کی زیادہ عمر میں شادیاں ہورہی ہیں تو گویا اس سے یہ معلوم ہوا کہ لڑکوں کا شادی میں تاخیر کرنے سے بھی لڑکیوں کی شادی میں تاخیر ہوہی ہے۔

ان تحریروں سے یہ بھی خیال سامنے آتا ہے کہ تاخیر سے شادی کے بہت سارے اسباب میں ایک سبب بیرون خاندان شادی ہے پہلے لوگ اندرون خاندان شادی کرتے تھے اور شادی میں سادگی، اخراجات میں کمی، جہیز کا لین دین کم اور دکھاوے کے اجزاء اس میں کم شامل ہوتے تھے لیکن آج کے دور میں بیرون خاندان شادی کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اس میں وہ سارے لوازمات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے جن پر پہلے کم توجہ دی جاتی تھی کیونکہ وہ سب پہلے سے ایک رشتے میں منسلک ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو بخوبی جانتے تھے بے جا دولت اور شان وشوکت کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا تھا اس لئے پہلے شادیاں چاہے لڑکے کی ہو یا لڑکی (خصوصاً) لڑکیوں کی مناسب عمروں میں اور وقت پر ہو جاتی تھیں لیکن آج معاملہ برعکس ہے۔

تاخیر سے شادی کے رجحان کو جاننے کیلئے ہم نے ۱۱ مفروضات تشکیل دیئے اور پھر ان میں سے کچھ کی پری ٹیسٹنگ کرنے کے بعد ہم نے ۹ مفروضات کو باقاعدہ ٹیسٹ کیا اس کے علاوہ ہم نے ۴۲ سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ بھی مرتب کیا اور اس کے بعد فیلڈ میں اس سوالنامے کے جواب میں جو اعداد و شمار ہمیں حاصل ہوئے ان کی جدولی شکل میں پیمائش کی گئی اور یہ پیمائش فیصد تھی۔ فیصد کے بعد ۹ مفروجات کی (Contingency Tables) (چلیپائی جدول) کے ذریعے جانچ پڑتال کی گئی اس کے علاوہ باطل مفروضے بھی بنائے گئے اور پھر اصل اور باطل مفروضے کے درمیان تعلق کو بھی ظاہر کیا گیا غرض کہ ہمارے ۹ میں سے ۶ مفروضے جو درست ثابت ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اعلیٰ تعلیم (مرد و عورت) اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۲۔ غربت اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۳۔ تاخیر سے شادی اور جسمانی و نفسیاتی بیماریوں میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۴ء۴ جہیز کی عدم فراہمی اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۵ء۵ عورتوں مردوں کا آزادانہ اختلاط اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۶۔ تاخیر سے شادی اور لاولد خاندان میں تعلق پایا جاتا ہے۔

اور وہ مفروضے جو رد ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنے میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۲۔ تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

۳۔ عورتوں کا ملازمت کرنا اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

ہمارے جو مفروضے درست ثابت ہوئے اور جو مفروضے رد ہوئے اس کی بنیاد لوگوں کے جوابات ہیں جن کو باقاعدہ سائنسی طور پر جانچا گیا اور ان سے جو نتائج سامنے آئے ان کو اسی طرح پیش کیا گیا اور ان مفروضات کو ہم نے کائی اسکوائر Chi-square کے فارمولے سے ٹیسٹ کیا یعنی مفروضات کو ٹیسٹ کرنے کیلئے ہم نے (Chi-Squaire) کا فارمولا استعمال کیا ہے دلچسپی کی بات یہ ہے کہ کچھ مفروضے ہمارے مقالے میں ایسے بھی ہیں جن کے متعلق ہمیں امید تھی کہ وہ

درست ثابت ہوں گے لیکن تحقیق کے بعد وہ غلط یعنی (رد) ثابت ہوئے اسی طرح کچھ مفروضے وہ تھے جنکی ہمیں امید تھی کہ وہ رد ہو جائیں گے لیکن وہ درست ثابت ہو گئے مثلاً یہ مفروضہ

تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی میں تعلق پایا جاتا ہے رد ہوا حالانکہ ہمیں امید تھی کہ یہ درست ثابت ہوگا لیکن تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ ایسا نہیں ہے اب اس کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً یہ کہ جواب دہندگان نے صحیح جوابات نہ دیئے ہوں اور حقیقت کو چھپایا ہو یا ہو سکتا ہے کہ ہم سے ہی اعداد کی پیمائش میں غلطی ہوئی ہو۔

اسی طرح ایک دوسرا مفروضہ عورتوں کا ملازمت کرنا اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے یہ مفروضہ بھی رد ہوا جبکہ اسکے بارے میں ہم پر امید تھے کہ یہ مفروضہ درست ثابت ہوگا کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ لوگ ملازمت پیشہ لڑکیوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں لہذا ان کی شادی بھی جلدی ہو جاتی ہے لیکن تحقیق کے بعد نتیجہ اس کے برعکس نکلا اور پتہ چلا کہ ایسا نہیں ہے اور تحقیق کرنے سے پتہ چلا کہ آج بھی بہت سے گھرانے ایسے ہیں جو لڑکی کی ملازمت کو پسند نہیں کرتے اس کے علاوہ اس مفروضہ کے رد ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جواب دہندگان نے سوالنامہ پر کرتے وقت حقیقت سے کام نہ لیا ہو۔

اسی طرح ہمارا تیسرا مفروضہ یعنی عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنے میں تعلق پایا جاتا ہے۔

ہمارا یہ مفروضہ بھی رد ہوا جبکہ ہمارا خیال تھا کہ ہمارا یہ مفروضہ درست ثابت ہوگا۔ کیونکہ

عام مشاہدہ تو یہ ہی ہے کہ مرد شادی میں دیر کریں گے تو لڑکیوں کی شادی میں بھی تاخیر ہوگی جب تک مرد شادی نہیں کرے گا تو لڑکی کی شادی کیسے ہوسکتی ہے لیکن تحقیق کے بعد یہ مفروضہ رد ہوا اور پتہ چلا کہ عورتوں کی شادی میں تاخیر کی وجہ صرف مرد حضرات نہیں بلکہ اور دوسری وجوہات اور خود لڑکی بھی ہے۔

اسکے علاوہ کچھ مفروضے ایسے بھی تھے جن کے بارے میں ہمارا خیال تھا کہ وہ رد ہوجائیں گے لیکن تحقیق کے بعد وہ درست ثابت ہوئے مثلا

عورتوں کا مردوں کے ساتھ آزادانہ اختلاط اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔ تحقیق کے بعد یہ نتیجہ ہماری سوچ کے برعکس نکلا اور ہمیں پتہ چلا کہ عورت و مرد کے اختلاط کی آزادی انکی شادی میں تاخیر کا سبب بن رہی ہے جبکہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ شادی سے قبل لڑکیوں کا آزادی کے ساتھ ملنے سے انکی شادی جلد ہوجانی چاہئے اور اس کی شکل محبت کی شادی (Love Marriages) کورٹ میرج یا سول میرج ہوتی ہے لیکن تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ عورتوں کی آزادی خاص کر شادی کے سلسلے میں مضر ثابت ہورہی ہے کہ بجائے جلدی شادی ہونے کے ان کی شادی میں تاخیر ہورہی ہے لہذا اس سے ثابت ہوا کہ مرد وعورت کو شادی سے قبل زیادہ نہیں ملنا چاہئے اور یہ کہ عورت مرد کو اختلاط سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ہم نے اپنے تحقیقی مقالے میں (Purposive Sampling) یعنی (مقصدی نمونہ بندی) استعمال کی ہے اس قسم کی نمونہ بندی کو استعمال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا موضوع کچھ اس قسم کا ہے کہ اس کے جوابات پڑھے لکھے اور باشعور لوگ ہی دے سکیں جن کے خیالات اور

سوچ وفکر کی زیادہ قدر کی جاتی ہو کیونکہ عام آدمی کو نہ تو اس قسم کے مسائل کا شعور ہے اور نہ ہی وہ اس کے پس منظر سے واقف ہیں حالانکہ امیر وغریب سب ہی اس تاخیر سے شادی کے مسئلے سے دوچار ہیں لیکن اس کا شعور عام طور پر صرف پڑھے لکھے لوگوں میں پایا جاتا ہے اس نمونہ بندی کیلئے ہمارا (Universe) پورا کراچی شہر ہے۔اس طرح ہماری ریسرچ کمیتی (Qualitative) اور مقداری (Quantitative) دونوں ہے اور ریسرچ کی جو تین قسمیں ہیں یعنی

تفتیشی طریقہ کار، توضیحی طریقہ کار اور تجرباتی طریقہ کار۔اس میں سے ہماری تحقیق تفتیشی طریقہ کار یعنی (Exploratory Study) اور توضیحی یعنی (Descriptive/Exploratory Study) دونوں ہیں۔

۵.۲ نتائج

تاخیر سے شادی کے رجحان اور اس کے معاشرتی مضمرات پر مشتمل آراء کا مطالعہ اس تحقیقی مقالے کا موضوع بحث ہے اور اس تحقیق سے جو نتائج آئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

جدول نمبر 1

پہلے جدول میں جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ پیشہ کی گئی ہے کہ گائنالوجسٹ کی تعداد 20 ،انچارج میرج بیورو کی تعداد 10 فیصد، ماہر نفسیات کی تعداد 20 فیصد، معلم کراچی یونی ورسٹی کی تعداد 19.23 فیصد، عالم دین کی تعداد 13.84 فیصد اور سماجی کارکن کی تعداد 16.92 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۲

اس میں جدول میں جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ ازدواجی حیثیت ہے کہ جواب دہندگان شادی شدہ کی تعداد 56.92 فیصد جبکہ جواب دہندگان غیر شادی شدہ کی تعداد 43.07 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳

اس جدول میں جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ مقصد شادی کے بارے میں رائے ہے کہ شادی دراصل کیا ہے زندگی کیلئے لازمی کی تعداد 68 فیصد، ذمہ داریوں کا نام 21.53 فیصد

جدول نمبر۴

اس جدول میں جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ شادی بحثیت ایک سماجی مسئلہ ہے جی ہاں کی تعداد 81.53 فیصد جبکہ شادی بحثیت ایک سماجی مسئلہ ، جی نہیں کہنے والوں کی تعداد 18.46 فیصد ہے۔

جدول نمبر۵

اس جدول میں جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ تاخیر سے شادی کے رجحان کس میں زیادہ ہے اس میں مردوں کی تعداد 35.38 فیصد ،عورت میں 15.38 فیصد، اور دونوں میں رجحان زیادہ کی تعداد 49.23 فیصد ہے۔

جدول نمبر۶

اس جدول میں جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ تاخیر سے شادی کے رجحان کی وجہ ہیں مالی مشکلات کہنے والوں کی تعداد 41.53 فیصد، اعلیٰ معیار زندگی کے حصول کی تعداد 53.30 فیصد اور اعلیٰ تعلیم کا حصول کی تعداد 6.15 فیصد ہے۔

جدول نمبر۷

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ لڑکیوں میں تاخیر سے شادی کے رجحان کی وجہ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں مناسب رشتہ نہ ملنا کی تعداد 68.46 فیصد، اعلیٰ تعلیم کا حصول (لڑکیوں کا) 20.76 فیصد اور مالی مشکلات کی تعداد 10.76 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۸

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ لڑکیوں میں خوبصورتی کا معیار سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں چہرے کے نقش کی تعداد 73.84 فیصد، کالا گورا رنگ کی تعداد 16.92 فیصد اور قد کو خوبصورتی کا معیار کہنے والوں کی تعداد 9.23 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۹

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ مردوں کا شادی کو التوار میں ڈالنا سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں جی ہاں کی تعداد کی تعداد 63.84 فیصد اور جی نہیں کی تعداد 36.15 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۱۰

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ کس عمر کی شادی کامیاب ہوتی ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں کم عمری کی شادی کامیاب ہوتی ہے کی تعداد 21.53 فیصد، زیادہ عمر کی شادی کامیاب ہوتی ہے کہ تعداد 10.76 فصد اور شادی کی کامیابی اور عمر میں کوئی تعلق نہیں پایا جاتا کی تعداد 67.69 فیصد ہے۔

جدول نمبر۱۱

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ لڑکیوں کیلئے شادی کی مناسب عمر کونسی ہوتی ہے سے ظاہر کیا گیا ہے۔16 سے 20 سال کی تعداد 28.46 فیصد ہے۔ 21 سے 25 سال کی تعداد 57.69 فیصد ہے جبکہ 26-30 سال کی تعداد 13.84 فیصد ہے۔

جدول نمبر۱۲

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ لڑکوں کیلئے شادی کی مناسب عمر کونسی س ہوتی ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں لڑکوں کیلئے 25 سے 30 سال کی تعداد 69.23 فیصد ہے۔ 31 سے 35 سال کی تعداد 25.38 فیصد ہے۔ جبکہ 36 سے 40 سال کی تعداد 5.38 فیصد ہے

جدول نمبر۱۳

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ لڑکیوں کیلئے کس عمر کی شادی تاخیر کی شادی ہوگی سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں 20 سے 25 سال کی عمر کو تاخیر کی شادی کہنے والوں کی تعداد 15.38 فیصد اور 26 سے 30 سال کی عمر کو لڑکیوں کی شادی کو تاخیر سے کہنے والوں کی تعداد 31.53 فیصد ہے۔ اور 31 سے 35 سال کی عمر کو لڑکیوں کی شادی کو تاخیر سے کہنے والوں کی تعداد 53.07 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۱۴

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ کس طبقے میں تاخیر سے شادی کا رجحان زیادہ ہے سے ظاہر کیا گیا ہے۔ تاخیر سے شادی کا رجحان متوسط طبقہ میں زیادہ ہے کی تعداد 45.38 فیصد ہے جبکہ اونچا طبقہ میں تاخیر سے شادی کے رجحان کی تعداد 39.23 فیصد ہے اور نچلہ / پست طبقہ میں تاخیر کی شادی کے رجحان کی تعداد 15.38 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۱۵

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ آئیڈیل بیوی کی خصوصیات سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں نوکری پیشہ 0.76 فیصد، خوبصورت جواب دہندگان کی تعداد 53.84 فیصد، خوب سیرت جواب دہندگان کی تعداد 17.69 فیصد، اعلیٰ تعلیم یافتہ جواب دہندگان کی تعداد 12.30 فیصد ہے جبکہ اچھے خاندان کا کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد 7.69 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۱۶

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ آئیڈیل شوہر کی خصوصیات سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں آئیڈیل شوہر کی خصوصیات میں اچھی ملازمت کی تعداد 32.30 فیصد۔ خوب سیرت کی تعداد 40 فیصد، اچھے خاندان کی تعداد 26.15 فیصد اور خوب صورت کی تعداد 1.53 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۱۷

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ تاخیر کی شادی کے برے اثرات کس پر زیادہ ہو سکتے ہیں سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں مرد پر تاخیر کی شادی کے برے اثرات کی تعداد 5.38 فیصد، عورت پر 31.53 فیصد، دونوں پر 58.46 فیصد ہے اور کسی پر بھی نہیں کی تعداد 4.61 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۱۸

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ تاخیر کی شادی سے کیا نقصانات ہو سکتے ہیں سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں سماجی نقصانات کی تعداد 43.07 فیصد ہے اور نفسیاتی نقصانات کی تعداد 56.92 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۱۹

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ تاخیر کی شادی سے کون کونسی جسمانی ونفسیاتی بیماریاں ہو سکتی ہیں سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جسمانی بیماریوں میں خون کے دباؤ میں کمی یا زیادتی کی تعداد 38.46 فیصد اور بانجھ پن کی تعداد 42.30 فیصد ہے جبکہ نفسیاتی بیماریوں میں ذہنی دباؤ کی تعداد 11.53 فیصد اور احساس کمتری کی تعداد 7.69 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۲۰

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ تاخیر کی شادی سے معاشرے میں بے راہ روی کا پھیلنا سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جی ہاں کی تعداد 53.84 فیصد ہے جبکہ جی نہیں میں جواب دینے والوں کی تعداد 46.15 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۲۱

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ زیادہ عمر میں ہونے والی شادیوں میں طلاق کی شرح زیادہ ہوتی یا نہیں ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 16.92 فیصد، وجبکہ جی نہیں کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد 48.46 فیصد اور کسی حد تک کی تعداد 34.61 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۲۲

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ لڑکیوں کی اکائی خاندان کی پسندیدگی ان کی شادی میں رکاوٹ ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جی ہاں کی تعداد 21.53 فیصد، جی نہیں کہنے والوں کی تعداد 36.92 فیصد اور کسی حد تک کی تعداد 41.53 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۲۳

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ لڑکیوں کی خاندان سے باہر شادی کرنا انکی شادی میں تاخیر کا سبب ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 33.07 فیصد، جی نہیں کی

جدول نمبر۲۴

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ آزاد گھر والوں کی نسبت مذہبی اقدار کی پابند گھرانوں میں تاخیر سے شادی کا امکان سے کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 14.61 فیصد، اور جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 68.46 فیصد ہے جبکہ جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 16.92 فیصد ہے۔

جدول نمبر۲۵

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول (مخلوط معاشرتی زندگی) اور تاخیر سے شادی کا سبب ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگا جی ہاں کی تعداد 46.15 فیصد، جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 30 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 23.84 فیصد ہے۔

جدول نمبر۲۶

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ زیادہ مہر کا مطالبہ لڑکیوں کی شادی میں رکاوٹ ثابت ہوتا ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 34.61 فیصد ہے جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 31.53 فیصد جبکہ جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 33.84 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۲۷

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ آج کے دور میں جہیز ایک سماجی مسئلہ ہے سے اس کو ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 75.38 فیصد، جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 10 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 14.61 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۲۸

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ جہیز کی عدم فراہمی لڑکیوں کی شادی میں رکاوٹ کا باعث ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 83.07 فیصد اور جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 16.92 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۲۹

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ کیا جہیز لڑکی کی شادی میں معاون ثابت ہوتا ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی کل تعداد 43.84 فیصد، جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 21.53 فیصد جبکہ جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 34.61 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳۰

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ شادی میں تاخیر بطور مغربی معاشرے کی تقلید کرنے کی وجہ سے ہے سے ظاہر کیا گیا ہے ۔ اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 33.84 فیصد ، جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 31.53 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد

جدول نمبر ۳۱

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ کیا مغربی معاشرے کا ہمارے معاشرے پر اثر ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان کی ہاں کی تعداد 63.07 فیصد، جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 9.23 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 27.69 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳۲

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ کیا میرج بیورو ہونے چاہئیں سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 43.84 فیصد، جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 33.84 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 22.30 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳۳

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ میرج بیورو لڑکے لڑکیوں کے رشتے کرانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 30، جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 27.69 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 42.30 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳۴

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ کیا اسلام میں شادی کیلئے کیا کوئی عمر مقرر کی گئی ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 32.30 فیصد ہے جبکہ جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 56.92 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 10.76 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳۵

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ خواتین کا ملازمت کرنا ان کی شادی میں تاخیر کا سبب ہے سے ظاہر کیا گیا اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 49.23 فیصد ہے جبکہ جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 50.76 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳۶

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ اسلام نے کسطرح کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان ازدواجی زندگی کی تعداد 85.38 فیصد، جبکہ جواب دہندگان تجرو کی زندگی کی تعداد 3.84 فیصد ہے اور جواب دہندگان کوئی ذکر کی تعداد 10.76 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳۷

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ لڑکوں میں تاخیر سے شادی کرنا انکا آئیڈیل نہ ملنا ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 36.92 فیصد، جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 19.23 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 43.84 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳۸

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ لڑکے لڑکیوں کو شادی کس کی پسند سے کرنی چاہئے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان اپنی پسند کہنے والوں سے کی تعداد 7.69 فیصد، جواب دہندگان والدین کی پسند کہنے والوں کی تعداد 19.23 فیصد ہے جبکہ جواب دہندگان دونوں کی پسند سے شادی کرنے چاہئے کہنے والوں کی تعداد 73.07 فیصد ہے۔

جدول نمبر ۳۹

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ محبت میں ناکامی شادی میں تاخیر کا سبب ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 22.30 فیصد ہے جبکہ جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 30.76 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 46.92 فیصد ہے۔

جدول نمبر۴۰

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ غربت تاخیر سے شادی کا سبب ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 73.07 فیصد ہے جبکہ جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 26.92 فیصد ہے۔

جدول نمبر۴۱

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ اعلیٰ معیار زندگی کا حصول تاخیر سے شادی کا سبب ہے سے ظاہر کیا گیا ہے اس میں جواب دہندگان جی ہاں کی تعداد 54.61 فیصد، جبکہ جواب دہندگان جی نہیں کی تعداد 22.30 فیصد اور جواب دہندگان کسی حد تک کی تعداد 23.07 فیصد ہے۔

جدول نمبر۴۲

اس جدول کو جواب دہندگان کی تقسیم بلحاظ تاخیر کی شادی لاولد خاندان (بے اولاد خاندان) کا باعث بنتی ہے سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں جواب دہندگان جی ہاں کہنے والوں کی تعداد 62.30 فیصد ہے جبکہ جواب دہندگان جی نہیں کہنے والوں کی تعداد 37.69 فیصد ہے۔

۵.۳ مفروضات کے نتائج

زیر نظر تحقیق میں جو مفروضات بنائے گئے تھے ان کے شماریاتی تجزیے کے بعد مندرجہ ذیل نتائج مرتب ہوئے ہیں۔

مفروضہ ۱

اعلیٰ تعلیم (لڑکیوں کی) اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

نتیجہ

مندرجہ بالا مفروضہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس میں شرح ربط 0.69 فیصد ہے۔ اور 2 وسعت آزادی (df) پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 10.93 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 5.991 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ یعنی اعلیٰ تعلیم (خصوصاً عورت) اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔ درست ثابت ہوا۔ جبکہ ہمارا باطل مفروضہ یعنی اعلیٰ تعلیم (مرد وعورت) اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا ہے۔ لہذا یہ باطل مفروضی رد ہوا۔

مفروضہ۲

غربت اور تاخیر سے شادی میں شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔۔

نتیجہ

مندرجہ بالا مفروضہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس میں شرح ربط 0.60 فیصد ہے۔ اور 1 وسعت آزادی (df) پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 8.65 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے زیادہ ہے لہٰذا ہمارا اصل مفروضہ یعنی غربت اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے درست ثابت ہوا جبکہ ہمارا باطل مفروضہ یعنی غربت اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا یہ مفروضہ رد ہوا۔

مفروضہ۳

عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء مین ڈالنا میں تعلق پایا جاتا ہے۔

نتیجہ

مندرجہ بالا مفروضہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس میں شرح ربط 0.01 فیصد ہے۔ اور 1 وسعت آزادی (df) پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 0.64 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے کم ہے۔ لہٰذا ہمارا اصل مفروضہ یعنی کہ عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا میں تعلق پایا جاتا ہے۔ ہمارا اصل مفروضہ رد ہوا جبکہ باطل مفروضہ یعنی

عورتوں کی تاخیر سے شادی اور مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا میں تعلق نہیں پایا جاتا ہے۔ یہ مفروضہ درست ہوا۔

مفروضہ ۴

تاخیر سے شادی اور لاولد خاندان (Childless Family) میں تعلق پایا جاتا ہے۔

نتیجہ

مندرجہ بالا مفروضہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس میں شرح ربط 0.91 فیصد ہے۔ اور 1 وسعت آزادی (df) پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 025.94 ہے جو کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ یعنی تاخیر سے شادی اور لاولد خاندان (Childless Family) میں تعلق پایا جاتا ہے۔ درست ثابت ہوا جبکہ ہمارا باطل مفروضہ یعنی تاخیر سے شادی اور لاولد خاندان (Childless family) میں تعلق نہیں پایا جاتا۔ یہ مفروضہ رد ہوا۔

مفروضہ ۵

تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

نتیجہ

مندرجہ بالا مفروضہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس میں شرح ربط 0.24 فیصد ہے۔ اور 1 وسعت آزادی(df) پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 2.87 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے کم ہے۔ لہذا ہمارا اصل مفروضہ یعنی تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی میں تعلق پایا جاتا ہے رد ہوا جبکہ ہمارا باطل مفروضہ یعنی تاخیر سے شادی اور سماجی بے راہ روی تعلق نہیں پایا جاتا درست ثابت ہوا۔

مفروضہ ٦

تاخیر سے شادی اور جسمانی ونفسیاتی بیماریوں میں تعلق پایا جاتا ہے۔

نتیجہ

مندرجہ بالا مفروضہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس میں شرح ربط 0.46 فیصد ہے۔ اور 1 وسعت آزادی(df) پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 29.56 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ یعنی تاخیر سے شادی اور جسمانی ونفسیاتی بیماریوں میں تعلق پایا جاتا ہے۔ درست ثابت ہوا جبکہ باطل مفروضہ یعنی تاخیر سے شادی اور

مفروضہ ۷

جہیز کی عدم فراہمی اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

نتیجہ

مندرجہ بالا مفروضہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس میں شرح ربط 0.77 فیصد ہے۔ اور 1 وسعت آزادی (df) پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 14.08 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ یعنی جہیز کی عدم فراہمی اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔ درست ثابت ہوا۔ جبکہ ہمارا باطل مفروضہ یعنی جہیز کی عدم فراہمی اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا رہا۔

مفروضہ ۸

عورتوں مردوں کا آزادانہ اختلاط (مخلوط معاشری زندگی) (Free mixing) اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔۔

نتیجہ

مندرجہ بالا مفروضہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس میں شرح ربط 0.80 فیصد ہے۔ اور 2 وسعت آزادی (df) پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 15.46 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 5.991 سے زیادہ ہے لہذا ہمارا اصل مفروضہ یعنی عورتوں مردوں کا آزادانہ اختلاط

(Free mixing) اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے درست ثابت ہوا۔ جبکہ ہمارا باطل مفروضہ یعنی عورتوں مردوں کا آزادانہ اختلاط اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا رد ہوا۔

مفروضہ ۹

عورتوں کا ملازمت کرنا اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے۔

نتیجہ

مندرجہ بالا مفروضہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اس میں شرح ربط 0.19 فیصد ہے۔ اور 1 وسعت آزادی (df) پر کائی اسکوائر کی شمار کردہ قیمت 2.28 ہے جو کہ کائی اسکوائر کی جدولی قیمت 3.841 سے کم ہے لہذا اصل مفروضہ یعنی عورتوں کا ملازمت کرنا اور تاخیر سے شادی میں تعلق پایا جاتا ہے رد ہوا جبکہ ہمارا باطل مفروضہ یعنی عورتوں کا ملازمت کرنا اور تاخیر سے شادی میں تعلق نہیں پایا جاتا۔ درست ثابت ہوا

۵.۴ مشکلات (Problems)

اس مقالے کے اعداد و شمار اکٹھا کرنے کیلئے مقالہ نگار کو بہت سے مسائل سے دوچار ہونا پڑا ہے مثلاً اس قسم کی تحقیق کیلئے مواد اکھٹا کرنا ہمارے معاشرے میں لڑکی کیلئے مشکل ہوتا ہے کیونکہ اس تحقیق کیلئے مقالہ نگار کو مختلف لوگوں کے پاس جانا پڑا لیکن مقالہ نگار کو تحقیق کیلئے مواد اکھٹا کرنے میں سب سے زیادہ مشکل عالم دین کے معاملے میں پیش آئی کیونکہ وہ نہ تو خواتین سے ملتے ہیں اور نہ ہی بات چیت کرتے ہیں۔ عالم حضرات نے سوالنامہ پر کرنے میں بہت پس و پیش سے کام لیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ شاید ہم ان کے ادارے کے بارے میں گورنمنٹ کو کوئی رپورٹ کریں گے۔ یا اس فارم سے جو معلومات ہم لیں گے وہ ہم گورنمنٹ کو نہ دے دیں۔ اور پھر اس طرح انکے اداروں کی جانچ پڑتال شروع ہو جائے گی۔

اسی طرح ڈاکٹر حضرات اور میرج بیورو کے اداروں میں بہت مشکل پیش آئی اور ایک ایک سوال کیلئے کئی کئی دفعہ ان لوگوں کے پاس جانا پڑا تب جا کے وہ مشکل سے فارم پر کرتے تھے۔

ہم نے میرج بیورو سے اعداد وشمار (Data) اکھٹا کرتے وقت یہ بھی کوشش کی تھی کہ ان چند شادی کے امیدوارون سے ملاقات بھی ہو جائے جنکی عمریں زیادہ ہوگئی ہیں اور وہ شادی کے دفتر اپنے رشتے کے سلسلے میں آتے ہیں کیا نتیجہ نکلا کہ لیکن زیادہ تر شادی کی ایجنسیاں غیر رجسٹرڈ ہیں اوران کے پاس لوگوں کے جن لوگوں کی یہ شادی کرواتے ہیں ان کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا اس

کیلئے ان کے جوابات بھی محل نظر ہیں اور جو ادارے رجسٹرڈ ہیں وہ بھی کسی قسم کا ریکارڈ پیش کرنے سے قاصر تھے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ان شادی دفتروں کی زیادہ تر انچارج خواتین ہیں لیکن پھر بھی وہ خواتین کے مسائل سے یکسر بے بہرہ ہیں لیکن سب شادی دفتر کی انچارج اس بات پر متفق پائی گئیں ہیں کہ آجکل (خصوصا لڑکیوں) کی شادی میں تاخیر ہو رہی ہے اور اس تاخیر کی ایک وجہ لڑکیوں کا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا رجحان ہے جبکہ لڑکوں کی طرف سے خوبصورت لڑکی کا مطالبہ، اعلیٰ معیار زندگی کی خواہش، لڑکی کا کم عمر ہونا اور غرض کے خوب سے خوب تر کی تلاش ان سب مسائل کی وجہ سے ان میرج بیورو والوں کا خیال ہے کہ لڑکی کی شادی میں تاخیر ہو رہی ہے۔

اب جہاں تک شادی کی عمر میں تاخیر کا تعلق ہے کہ کس عمر کی شادی تاخیر کی شادی کہلائے گی اس کے جوابات مختلف جواب دہندگان نے مختلف دیئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں مثلا ہمارا سوال تھا کہ

آپ کے خیال میں لڑکیوں کیلئے کس عمر کی شادی تاخیر کی شادی ہوگی؟

اس سوال کا جواب ہمیں کچھ اس طرح ملا کہ ۲۰ سے ۲۵ سال کی عمر کی لڑکیوں کیلئے تاخیر کی شادی کہنے والوں کی تعداد 15.38 فیصد تھی جبکہ 31.53 فیصد لوگوں کی تعداد کا خیال ہے کہ 26 سے 30 سال کی عمر لڑکیوں کیلئے تاخیر کی شادی ہے اور 31 سے 35 سال تاخیر کی شادی کہنے

والوں کی تعداد 53.07 فیصد تھی اس فیصد سے یہ بات واضح طور پر سامنے آئی کہ زیادہ تر جواب دہندگان کی متفقہ رائے تھی کہ 31 سے 35 سال لڑکیوں کیلئے تاخیر کی شادی ہے لہذا جواب دہندگان کی رائے کی مطابق اور خود محققہ کی رائے اور مشاہدے کے مطابق یہ عمر ہی تاخیر کی شادی کہلائے گی۔

کیونکہ ایک دوسرے سوال جس میں محققہ نے سوالنامے کے ذریعے جواب دہندگان سے یہ سوال کیا تھا کہ کس عمر کو آپ لڑکیوں کی شادی کیلئے مناسب سمجھتے ہیں؟

تو اس سوال کے جوابات کچھ اسطرح سے آئے تھے کہ 28.46 فیصد جواب دہندگان کا کہنا تھا کہ 16 سے 20 سال لڑکیوں کی شادی کی مناسب عمر ہے جبکہ 57.69 فیصد جواب دہندگان کی تعداد کی رائے تھی کہ 21 سے 25 سال لڑکیوں کیلئے شادی کی عمر مناسب ہے اور 26 سے 30 سال لڑکیوں کی شادی کیلئے مناسب عمر کہنے والے جواب دہندگان کی تعداد صرف 13.84 فیصد تھی جو سب سے کم ہے لہذا دونوں سوالوں کے موازنے سے یہ بات سامنے آئی کہ جیسے ہی لڑکی کی عمر 25 سال کو پار کرتی ہے تو اس عمر کی شادی لڑکیوں کیلئے تاخیر کی شادی ہوگی لہذا بہت زیادہ 25 سال تک لڑکی کی شادی ہو جانی چاہیے۔

پہلے لوگ 18 سے 20 سال کی عمر کو لڑکی کی شادی کیلئے مناسب سمجھتے تھے اور ترجیح دیتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہے کیونکہ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ اس عمر کی لڑکی ذہنی طور پر زیادہ پختہ نہیں ہوتی اور سب سے بڑھ کر ڈاکٹر حضرات کا کہنا ہے کہ کم عمر لڑکی جب ماں بنتی ہے تو اس وقت کافی

پیچیدگیاں ہوتی ہیں لہذا ان کا کہنا تھا کہ لڑکی کی کم سے کم 24 یا 25 کی عمر تک شادی ہونی چاہیئے لہذا 25 سال تک کو لڑکی کی شادی کیلیے مناسب تصور کیا جاتا ہے۔

ہماری تحقیق سے ایک دلچسپ بات یہ بھی سامنے آئی کہ کم عمر اور زیادہ عمر کا تعلق طلاق سے نہیں ہے۔ کیونکہ عام خیال یہ پایا جاتا ہے کہ کم عمر میں ہونے والی شادی میں طلاق کم ہوتی ہے جبکہ زیادہ عمر میں ہونے والی شادیوں میں طلاق زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن تحقیق سے یہ خیال درست ثابت نہیں ہوا اور تحقیق سے یہ نتیجہ نکلا کہ شادی کیلیے عمر کا کم یا زیادہ ہونا اور طلاق کی کمی یا زیادتی میں کوئی تعلق نہیں۔

تحقیق سے اس بات کا بھی پتہ چلا کہ تاخیر کی شادی کے برے اثرات مرد اور عورت دونوں پر ہوتے ہیں اور ان کی تعداد 58.48 فیصد ہے اس کی وجہ کچھ جواب دہندگان کے مطابق یہ ہے کہ ایک خاص عمر کے بعد جب دونوں کو اپنے جذبات کے اظہار کا موقع نہیں ملتا یا مناسب طریقہ نہیں ملتا تو وہ غلط سمت میں جاسکتے ہیں۔ جس سے معاشرے میں بے راہ روی پھیل سکتی ہے لیکن ایک بات جس پر سب متفق ہیں وہ یہ ہے کہ اس تاخیر کی شادی سے سب سے زیادہ لڑکیاں متاثر ہوتی ہیں۔

محققہ نے اپنے مقالے کیلیے جو سوالنامہ تیار کیا تھا اس میں ایک سوال یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ کیا

لڑکیوں کی اکائی خاندان کی پسندیدگی ان کی شادی میں رکاوٹ ہے؟ تو اس کے نتیجے میں جو جوابات محققہ کو ملے اس کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ 41.53 فیصد جواب دہندگان کی یہ مشترکہ رائے تھی کہ آجکل خود لڑکی اور اس کے والدین کی طرف سے کسی حد تک یہ مطالبہ ہونے لگا ہے کہ ان کی لڑکی کو لڑکا الگ گھر لے کر دے اور اپنے ماں باپ سے الگ رکھے اور یہ چیز جواب دہندگان کی رائے کے مطابق لڑکیوں کی شادی میں تاخیر اور رکاوٹ کا باعث بن رہی ہے بہت حد تک کیونکہ اس طرح لڑکی کے گھر والے اس خواہش کے حصول میں مناسب رشتوں کو بھی کھو بیٹھتے ہیں۔

۵.۵ نتیجہ Conclusion

زیرِتحقیق مقالہ کے خلاصے کے بعد یہ سوال اٹھتا ہے ہے کہ اس پوری تحقیق کا کیا نتیجہ سامنے آیا ہماری اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اسباب کا پتہ چلایا جائے جس کی وجہ سے خصوصی طور پر لڑکیوں کی شادی میں تاخیر ہورہی ہے اور جسکی وجہ سے وہ بوڑھی ہو جاتی ہیں اور اسطرح معاشرے کی نصف آبادی کا خاصہ حصہ شادی کے بغیر زندگی گذار دیتا ہے تاخیر کے اہم اسباب میں ایک خاص سبب بیرون خاندان شادی ہے لڑکیوں کا زیادہ تعلیم حاصل کرنا اور لڑکوں کا بلند معیار زندگی کا فکر کرنا ان اسباب میں شامل ہے لیکن اگر اندرون خاندان شادی ہوتو ازدواجی مطابقت میں زیادہ مشکل نہیں آتی اگر شادی شدہ جوڑے بالکل ایک دوسرے ناواقف اور غیر متعلق خاندان سے تعلق رکھتے ہوں ان میں باہمی خیالات کی ہم آہنگی نہیں پائی جاتی کیونکہ خونی رشتہ خاندان کے دیرینہ تعلقات کی عدم موجودگی میں قدم قدم پر الجھنیں اور رکاوٹیں پیش آتی ہیں باہمی تنازعہ یا اختلاف کی صورت میں بیرون خانہ کے لوگ معاملات کے سلجھانے میں اتنی دلچسپی نہیں لے سکتے جتنا کہ اندرون خاندان والے لیتے ہیں شوہر اور بیوی چونکہ پہلے سے خاندان سے منسلک رہتے ہیں اس لئے کسی بھی بدمزگی اور ناخوشگوار تعلق کو خاصی حد تک برداشت کرلیتے ہیں کیونکہ ان کے بزرگوار کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہوتا ہے اور سب ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں شوہر اور بیوی ایسا قدم اٹھانے سے گریز کرتے ہیں جو ان کے بزرگوں کیلیئے باعث خفگی اور رنج ہو۔

ہم نے اپنے مقالے میں دو پہلوؤں پر پر تحقیق کی ہے پہلے یعنی ایک پہلو تاخیر سے شادی کا سب اور دوسرا اس کے معاشرے پر اثرات ۔ جہاں تک معاشرے پر تاخیر سے شادی کے جلد یا بدیر اثرات کا تعلق ہے تو اس تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا ایک مفروضہ یعنی تاخیر سے شادی اور جسمانی ونفسیاتی بیماریوں میں تعلق پایا جاتا ہے درست ثابت ہوا کہ زیادہ عمر میں شادی ہونے سے خصوصا لڑکیوں میں جسمانی ونفسیاتی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مثلا بلڈ پریشر اور بانجھ پن جبکہ نفسیاتی بیماریوں میں ذہنی دباؤ اور احساس کمتری شامل ہین اس سوال کے جواب میں بلڈ پریشر کی تعداد 42.30 فیصد ہے جبکہ نفسیاتی بیماریوں میں ذہنی دباؤ کی تعداد 11.53 فیصد ہے اور احساس کمتری کی تعداد 7.69 فیصد ہے۔

ہمارا مفروضہ یہ بھی تھا کہ تاخیر سے شادی اور لاولد خاندان میں تعلق پایا جاتا ہے یہ مفروضہ ہمارا درست ثابت ہوا ماہر نفسیات اور ماہر نسواں دونوں کا اس سلسلے میں یہ تجزیہ ہے کہ لڑکی کی جب زیادہ عمر ہو جاتی ہے تو انمیں زرخیزیت (Fertility) یا بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے اور مردوں میں بھی زیادہ عمر کی وجہ سے بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے لیکن مردوں کے مقابلے میں عورتوں میں یہ صلاحیت جلدی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ عورت کی یہ صلاحیت اس وقت تک رہتی ہے جب تک اس کے حیض کا سلسلہ جاری رہتا ہے جبکہ مردوں میں ایسا کوئی سلسلہ نہیں ہے۔

اگر یہی تاخیر سے شادی کا سلسلہ جاری رہا تو اس بات کا خوف ہے کہ معاشرے میں عام طور پر لڑکے لڑکیوں میں شادی کے سلسلے میں ایک عام مایوسی پیدا ہوگی اور خصوصا لڑکیوں میں شادی کے خلاف ایک بغاوت پیدا ہونے کا خدشہ ہے اور جب یہ صورتحال ہوگی اور لڑکوں میں یہ عام فیشن ہوگا کہ تاخیر سے یا دیر سے شادی کرنا ان کیلئے پسندیدگی کا باعث ہوگا اور اسطرح جب شادیاں نہیں ہوں گی اور اگر ہوں گی تو دیر سے ہوں گی تو معاشرے میں غیر شادی شدہ یا کنوارے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بچوں کی پیدائش کی شرح میں کمی واقع ہوگی اور معاشرے میں افرادی قوت کی قلت کا سامنا کرنا ہوگا جسکی وجہ سے معاشرے کی ترقی رک جائے گی۔

ماہرین آبادیات، عمرانیات اور اقتصادیات کی رائے ہے کہ معاشرے میں کم از کم دو فیصد سالانہ آبادی میں اضافہ ہونا چاہئے اگر اس سے کم اضافہ ہوا تو معاشرے کی ترقی رک جائے گی۔ یورپ اور امریکہ میں اس وقت شرح اضافہ آبادی ۱ فیصد یا اس سے کچھ زیادہ ہے ماہر عمرانیات یہ پیش گوئی کر رہے ہیں کہ مغربی معاشرے میں زوال آنا شروع ہوگیا ہے۔ افرادی قوت کی قلت تقریباً ہر ترقی یافتہ ممالک میں محسوس کی جارہی ہے۔ مثلاً جرمنی، فرانس، برطانیہ اور اب امریکہ کی بعض ریاستوں میں۔

اگر آبادی میں اضافہ کی شرح یہ رہی تو مغربی معاشرہ زوال کا شکار ہو جائے گا لہذا فرانس، جرمنی، برطانیہ اور کسی حد تک امریکہ میں بڑے خاندان کیلئے تحریک کا آغاز ہو گیا ہے اور حکومت کی طرف سے زیادہ خاندان والوں کو انعام و کرام سے بھی نوازا جا رہا ہے۔

باب پنجم

۵ء۶ سفارشات اورتجاویز(Recommendation and Suggestions)

زیرنظر مقالہ میں تحقیق کے آخر میں مسئلے کے حل کے سلسلے میں کچھ سفارشات اور تجاویز بھی پیش کی جاتی ہیں جومندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تاخیر کی شادی کے مسئلے کے حل میں ایک سفارش یہ ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی دونوں ہی اپنے شریک حیات کے انتخاب کے لئے ایک عملی معیار مقرر کریں اور پھر اس معیار کی روشنی میں ہی سے ابتدائے بلوغت ہی سے جوڑے کی تلاش کی جائے تاکہ وقت اور عمر دونوں ضائع نہ ہوں اور شادی کا مناسب وقت اور عمر نہ نکل جائے۔

لیکن عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکے کی خوبصورتی اور بدصورتی مدنظر نہیں رکھی جاتی بلکہ لڑکی کی خوبصورتی اور بدصورتی پر توجہ دی جاتی ہے یعنی لڑکا خوبصورت ہو یا بدصورت اس سے بحث نہیں بلکہ لڑکی خوبصورت ہونی چاہئے اس کی بدصورتی قابل قبول نہیں ہے یہ ایک یک طرفہ معیار ہے جو ہمارے معاشرے میں عام طور پر پایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس پر کوئی بیرونی حکم نہیں لگایا جاسکتا ۔معاشرے کے پسندیدہ معیار کو مدنظر رکھا جاتا ہے اس لئے اس میں انفرادی پسند نا پسند کی اہمیت نہیں ہے۔جیسا کہ محبت کی شادی یا سول میرج میں دیکھا جاتا ہے۔

۲۔ اس مسئلے یعنی تاخیر کی شادی کے رجحان کے مسئلے کو حل کرنے میں ایک تجویز یہ بھی ہے اگر کوئی ایسا رشتہ لڑکی کیلئے آئے جس میں خوبیاں زیادہ ہوں اور چند خامیاں ہوں تو اس رشتے سے لڑکی والوں کو انکار نہیں کرنا چاہئے۔ اور نہ ہی اس میں بلا وجہ کی باریکیاں تلاش کرنی چاہئے کیونکہ سب خوبیاں ایک ہی انسان میں نہیں ملتیں لہذا والدین کو چاہئے کہ وہ ضروری معلومات کے بعد لڑکی کی شادی کر دیں اس طرح ہم اس مسئلے کو حل کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔

۳۔ اسلام کی نظر میں شادی ایک مذہبی فریضہ ہے اس کو روزگار یا تجارت کے طور پر نہ لیا جائے

یعنی آج ہمارے ہاں شادی کا تصور بہت حد تک بدل گیا ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہم اس وقت اس جگہ شادی کرتے ہیں کہ جہاں سے ہمیں بہت جہیز ملنے کی امید ہوتی ہے یا لڑکے کو روزگار کا انتظام ملتا ہے یا اس کی رہائش کا انتظام ممکن ہے۔ آج لوگوں نے شادی کو واقعی ایک کاروبار یا تجارت کے طور پر سمجھ لیا ہے جبکہ شادی تو ایک دینی یا مذہبی فریضہ ہے اور جب اسے ایک فریضہ سمجھ کر کیا جائے تو پھر درمیان کی سب چیزیں غیر اہم ہو جاتی ہیں اور اس سے اللہ اور اس کا رسول خوش ہوتا ہے۔ دینی فریضہ سمجھ کر اور شادی کو اللہ ورسول کا حکم تسلیم کر کے کیا جائے تو قدرتی طور پر عورت ومرد میں روحانی طور پر ایک خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے اور ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ غیر ضروری اور اسلامی رسومات اور فضول خرچی سے پرہیز کیا جائے اور سادگی اختیار کی جائے:

آج کل شادیوں کے موقع پر بہت سی ایسی رسومات بھی دیکھنے میں آتی ہیں جن کا ہمارے مذہب میں کوئی ذکر نہیں ملتا مثلاً جہیز، ڈھول بجانا، مایوں مہندی، منگنی، جوتا چھپائی اور اسی طرح ان تقاریب میں کئی کئی قسم کے کھانے جن پر ہزاروں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں ان سب چیزوں کی اجازت نہیں ہے بلکہ ہمارا دین تو سادگی کو اپنانے پر زور دیتا ہے اور اصراف سے اور نمود و نمائش سے منع کرتا ہے۔

جتنے بھی معاشرے کے با اثر اور بارسوخ لوگ ہیں چاہے وہ سماجی لیڈر ہوں یا سیاسی یا تجارتی لیڈران سب کو چاہئے کہ وہ شادی کو اسلامی شعار کے اصولوں کے مطابق اور سادگی سے کریں اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں شادی کرنے کی بجائے مسجدوں میں نکاح کریں تاکہ معاشرے کے کم حیثیت طبقے کو بھی اس کی ترغیب ملے اور وہ اس کی تقلید کریں اس کے علاوہ ان با اثر اور بڑے لوگوں کو چاہئے کہ وہ جہیز کا لین دین بالکل نہ کریں اور اگر کریں تو چھپا کر کریں تاکہ دوسرے لوگ ان کی نقل نہ کریں بلکہ وہ بھی ان کی تقلید میں جہیز کے لین دین سے باز رہیں اور سادگی کو اپنا کر اس مسئلے کے حل میں معاون ثابت ہوں کیونکہ عام طور پر دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ جب با اثر طبقہ یا اونچے لوگ کسی چیز پر عمل کرتے ہیں تو چھوٹے اور عام لوگ اس کی نقل کرتے ہیں خصوصا

ہمارا حکمراں طبقہ اس سے ہماری مراد وہ طبقہ ہے جو قانون بناتا ہے وہ چاہیں تو اس مسئلے یعنی تاخیر کی شادی کے رجحان کو کم کرنے میں مددگار اور معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اصلاح کہاں سے شروع کی جائے اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر؟ عملی تقاضہ تو یہی ہے کہ اوپر کی سطح سے اصلاح شروع کی جائے تاکہ نچلی سطح کے لوگ بڑوں کی تقلید کریں جو معاشرے میں ایک رواج کے طور پر پایا جاتا ہے۔

۵۔ شادی کو صرف جنسی خواہش کی تکمیل کا ذریعہ نہیں سمجھنا چاہئے اس تصور کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

لوگ عموماً شادی کو صرف جنسی خواہش کی تکمیل کا زریعہ سمجھتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے یقیناً یہ انسان کی بنیادی ضرورت ہے لیکن یہی سب کچھ نہیں ہے شادی کی غرض معاشرے میں نئے افراد کا اضافہ اور معاشرے کی ترویج وترقی کا زریعہ ہے لہذا جو لوگ شادی کو صرف جنسی خواہش کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ شادی کے بعد جلد ہی ازدواجی زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور خاندان کی ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کرتے گویا شہوانی خواہش کی تکمیل ان کے خیال میں شادی ایک اہم ذریعہ ہے جیسے ہی یہ خواہش پوری ہو جاتی ہے زندگی کے دیگر لوازمات سے انکی آنکھیں پھر جاتی ہیں مثلاً بچوں کی تعلیم وتربیت ، بیوی کے حقوق وفرائض اور مراعات کا خیال اس کی عزت اور مرتبہ کا خیال اور گھریلو زندگی کی تمام ضروریات سے بے تعلق ہو جاتے ہیں۔

اگر شادی کا مقصد واقعی صرف جنسی تسکین ہے تو پھر شادی کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے اور اسی لئے آج کل لڑکے جب یہ دیکھتے ہیں کہ جب بغیر شادی کے یہ ضرورت پوری ہو سکتی ہے تو شادی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسی لئے آج کل شادیاں تاخیر سے ہو رہی ہی کیونکہ اس میں ذمہ داریوں کا اضافہ ہوتا ہے جو وہ اپنے سر پر لینے کا کوئی فائدہ نہیں سمجھتے اسی لئے شادیاں تاخیر سے کرنے میں وہ کوئی عار نہیں سمجھتے اور اس ایک نقصان کے بارے میں بھی وہ نہیں سوچ سکتے۔

اس مسئلے کا حل یہی ہے کہ لڑکے لڑکی کو جنسی آزادی نہ دی جائے اور اس کی ذمہ داری لڑکے لڑکی کے والدین پر بھی ہے کہ وہ انہیں جنسی آزادی سے روکیں اور منع کریں اور ان کے سن بلوغ کی ابتداء میں ہی شادی کر دیں تا کہ انہیں اس چیز کے مواقع نہ ملیں اور سنت نبوی بھی یہی ہے کہ:

''جیسے ہی لڑکا لڑکی بالغ ہوں اور ان کو رشتہ مناکحت میں منسلک کر دیں۔''

۶۔ ایسے ادارے بنائے جائیں جو لڑکے لڑکیوں کے رشتے کرانے میں مخلص ہوں اور ان میں لالچ نہ پائی جاتی ہوں،۔ مثلاً نجی ادارے (N.G.Os) اور میرج بیورو۔ ان کا مقصد صرف پیسہ کمانا نہ ہو بلکہ انہیں ایسے اصول و قواعد وضع کرنے چاہئے جو رشتے کرانے میں معاون ثابت ہوں اور ان میں اخلاص ہو ان میں لالچ نہ ہو بلکہ وہ ایمانداری اور ثواب کی خاطر یہ کام کریں تو ہی یہ ادارے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لالچ، حرص دولت کمانے کا زریعہ سمجھنا شادی

کے اداروں کو بدنام کر رہا ہے اور یہی نہیں بلکہ وہ بدنامی کا سبب ثابت ہو رہے ہیں وہ بدعنوانی اور عیاشی کے اڈے ثابت ہو رہے ہیں۔

۷۔ علماء اور مولوی حضرات کا کردار تاخیر سے شادی کے مسئلے کے حل کے سلسلے میں یہ ہے۔

کہ جتنے بھی ہمارے مولوی اور علماء حضرات ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اپنی تقاریر اور وعظ میں تاخیر کی شادی کو موضوع بحث بنائیں اور اس مسئلے کی سنگینی کو اجاگر کریں تاکہ عام لوگ اور خصوصاً نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اسلامی شعار سے روشناس ہوں اور اپنے رویئے میں تبدیلی لائیں اور اپنی سوچ کے معیار کو بھی مثبت بنا سکیں۔ تاکہ وہ شادی کو شادی کے مقصد سے ہی کریں اور اسے محض تفریح یا عیاشی کا ذریعہ سمجھ کر نہ کریں۔

۸۔ تاخیر سے شادی کے مسئلے کو حل کرنے کیلئے ایک سفارش یہ بھی ہے کہ اگر تعلیم حاصل کرنے کے دوران لڑکی کا رشتہ آئے تو والدین کو چاہئے کہ وہ تعلیم کا عذر دے کر لڑکی کا رشتہ ملتوی نہ کریں کیونکہ تعلیم کا سلسلہ شادی کے بعد بھی جاری رکھا جا سکتا ہے۔

۹۔ اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ والدین کے پاس جب ایسی لڑکی کا رشتہ آتا ہے جو عمر میں چھوٹی ہوتی ہے تو یہ کہہ کے رشتے کو ٹھکرا دیا جاتا ہے کہ اس سے بڑی عمر کی اس کی بہن ہے پہلے اس کا رشتہ کریں گے اس کے بعد اس لڑکی کا ہوگا لیکن یہ سوچ درست نہیں ہے جس کا بھی رشتہ پہلے آئے اس کا کر دیا جائے۔

پاکستان میں شادی کے رجحان میں کمی

صوبے	1981	1998	کمی جو واقع ہوئی
پنجاب	68.37	62.40	5.97
سندھ	69.14	64.82	4.32
بلوچستان	69.23	67.77	1.46
سرحد	69.65	63.31	6.34
ٹوٹل			18.09

Source: Population census organization statistics Division

Government of Pakistan, Islamabad.

سوالنامه

سوالنامہ

"تاخیر سے شادی کے رجحان اور اسکے معاشرتی مضمرات پر آراء کا مطالعہ"

ا۔ آپ کا نام: ____________________

2. آپ کا پیشہ

a. گائناکولوجسٹ b. انچارج میرج بیورو

c. ماہر نفسیات d. معلم کراچی یونی ورسٹی

e. عالم دین f. سماجی کارکن

3. آپ کی ازدواجی حیثیت:

a. شادی شدہ b. غیر شادی شدہ

4. آپ کی رائے میں یا خیال میں شادی دراصل کیا ہے؟

a. زندگی کیلئے لازمی b. ذمہ داریوں کا نام

c. سمجھوتہ/معاہدہ

5. کیا آپ کے خیال میں تاخیر سے شادی ایک سماجی مسئلہ ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

6. آپ کے خیال مین تاخیر سے شادی کا رجحان کس میں زیادہ ہے؟

a. مرد b. عورت c. دونوں میں

7. کیا آپ کے خیال میں تاخیر سے شادی کا رجحان مردوں میں زیادہ ہے تو اس کی وجہ؟

a. مالی مشکلات b. اعلیٰ معیار زندگی کی خواہش

c. اعلیٰ تعلیم کا حصول

8. کیا آپ کے خیال میں لڑکیوں میں تاخیر سے شادی کا رجحان زیادہ ہے تو اسکی وجہ؟

a. مناسب رشتہ نہ ملنا b. اعلیٰ تعلیم کا حصول c. مالی مشکلات

9. آپ کے خیال میں لڑکیوں میں خوبصورتی کا معیار کیا ہے؟

a. چہرے کے نقش b. کالا، گورا رنگ c. قد

10. کیا آپ کے خیال میں لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کا ایک اہم سبب مردوں کا شادی کو التواء میں ڈالنا ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

11. آپ کے کیال میں کس عمر کی شادی کامیاب ہوتی ہے؟

a. کم عمری کی b. زیادہ عمر کی

c. شادی کی کامیابی میں اور عمر میں تعلق نہیں

12. کس عمر کو آپ لڑکیوں کی شادی کیلئے مناسب سمجھتے ہیں؟

a. 16-20 سال b. 21-25 سال c. 26-30 سال

13. کس عمر کو آپ لڑکوں کی شادی کیلئے مناسب سمجھتے ہیں؟

a. 25-30 سال b. 31-35 سال c. 36-40 سال

14. آپ کی رائے میں لڑکیوں کیلئے کس عمر کی شادی تاخیر کی شادی ہوگی؟

a. 20-25 سال b. 30-36 سال c. 31-35 سال

15. آپ کے کیال میں تاخیر سے شادی کا رجحان کس طبقے میں زیادہ ہے؟

a. متوسط طبقہ b. اونچا طبقہ c. نچلہ / پست طبقہ

16. آپ کے خیال میں آئیڈیل (مثالی) بیوی کی کیا خصوصیات ہونی چاہئیں؟

a. نوکری پیشہ b. خوبصورت c. خوب سیرت

d. اعلیٰ تعلیم یافتہ e. اچھے خاندان کی

17. آپ کے خیال میں ایک آئیڈیل (مثالی) شوہر کی کیا خصوصیات ہونی چاہئیں؟

a. اچھی ملازمت b. خوب سیرت

c. اچھے خاندان کا d. خوب صورت

18. آپ کے خیال میں تاخیر کی شادی کے برے اثرات کس پر زیادہ ہوسکتے ہیں؟

a. مرد پر b. عورت پر

c. دونوں پر d. کسی پر نہیں

19. آپ کے خیال میں تاخیر کی شادی کے کیا نقصانات ہوسکتے ہیں؟

a. سماجی b. نفسیاتی

20. آپ کے خیال میں تاخیر کی شادی سے کیا کیا جسمانی ونفسیاتی بیماریاں ہوسکتی ہیں؟

a. خون کے دباؤ میں کمی اور زیادتی b. بانجھ پن

c. ذہنی دباؤ d. احساس کمتری

21. کیا آپ کے خیال میں تاخیر کی شادی سے معاشرے میں بے راہ روی پھیلے گی؟

a. جی ہاں b. جی نہیں

22. کیا زیادہ عمر میں ہونے والی شادیوں میں طلاق کی شرح زیادہ ہوتی ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

23. کیا لڑکیوں کی اکائی خاندان کی پسندیدگی انکی شادی میں رکاوٹ کا باعث ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

24. خاندان سے باہر لڑکیوں کی شادی کرنا کیا انکی شادی میں تاخیر کا سبب ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

25. کیا آپ کے خیال میں آزاد گھرانوں کی نسبت مذہبی اقدار کے پابند گھرانوں میں تاخیر سے شادی کا امکان ہے

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

26. کیا مخلوط معاشرتی زندگی شادی میں تاخیر کا سبب ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

27. کیا والدین کی طرف سے زیادہ مہر کا مطالبہ لڑکیوں کی شادی میں رکاوٹ ثابت ہوتا ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

28. کیا آپ کے خیال میں آج کے دور میں جہیز ایک سماجی مسئلہ ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

29. کیا جہیز کی عدم فراہمی لڑکیوں کی شادی میں رکاوٹ کا باعث ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں

30. کیا جہیز لڑکیوں کی شادی میں معاون ثابت ہوتا ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

31. کیا آپ کے خیال میں ہمارے ہاں شادی میں تاخیر بطور فیشن مغربی معاشرے کی تقلید کرنے کی وجہ سے ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

32. کیا ہمارے معاشرے پر مغربی معاشرے کا اثر ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

33. کیا آپ کے خیال میں میرج بیورو ہونے چاہئے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

34. کیا آپ کے خیال میں یہ لڑکے لڑکیوں کے رشتے کروانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

35. کیا اسلام میں شادی کیلئے کوئی عمر مقرر کی گئی ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

36. کیا خواتین کا ملازمت کرنا انکی شادیوں میں تاخیر کا سبب ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں

37. اسلام نے کس قسم کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی ہے؟

a. ازدواجی b. تجرو کی زندگی c. کوئی ذکر نہیں

38. کیا آپ کے خیال میں لوگوں میں تاخیر سے شادی کرنے کا ایک سبب انکا اپنا آئیڈیل نہ ملنا ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

39. آپ کے خیال میں لڑکے لڑکیوں کو شادی کس کی پسند سے کرنی چاہئے؟

a. اپنی پسند سے b. والدین کی پسند سے c. دونوں کی پسند سے

40. کیا محبت میں ناکامی شادی میں تاخیر کا سبب ہو سکتی ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

41. کیا آپ کے خیال میں غربت شادی میں تاخیر کا سبب ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

42. کیا آپ کے خیال میں اعلیٰ معیار زندگی کا حصول تاخیر سے شادی کا سبب ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

43. کیا آپ کے خیال میں تاخیر کی شادی لاولد خاندان (Childless-Family) کا باعث بنتی ہے؟

a. ہاں b. جی نہیں c. کسی حد تک

کتابیات

1. اختر، ڈاکٹر مبین، "نوجوانوں کے خصوصی مسائل شادی سے پہلے اور شادی کے بعد" 1993۔، مون پرنٹنگ پریس، کراچی۔

2. الٰہی، مولانا عاشق، "تحفہ خواتین"، ت۔ن، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

3. احمد، خورشید، "ماہنامہ ترجمان القرآن"، 1991، سید ابواعلیٰ مودودی پبلشنگ، ۵۔اے، ذیلدار پارک، اچھرو، لاہور۔

4. الرحمٰن، تنزیل، "مجموعہ خواتین اسلامی" جلد اول، 1965، جدید اردو ٹاپ پریس، لاہور، مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی پاکستان، کراچی۔

5. ایضاً

6. الٰہی، مولانا عاشق، "تحفہ خواتین"۔ت۔ن، غزنی اسٹریٹ، اردو بازا، لاہور۔

7. اختر، ڈاکٹر سید مبین، "ماہر نفسیات"، کراچی نفسیاتی ہسپتال نمبر ۶، ناظم آباد۔

8. اختر، عظمی علی، "جنگ میڈ ویک میگزین"، 1998، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی۔

9. جعفر، عابد، "جنسی آسودگی"، ت۔ن، علمی پرنٹنگ پریس، لاہور۔

10. جہانگیر، پروفیسر انجم آرا، "ماہر نفسیات" کراچی یونی ورسٹی۔

11. چودھری، ملک، "میرج بیورو"، گلستان جوہر، کراچی۔

12. حسین، سید واجد، "قانون زوجیت اور خوشگوار عائلی زندگی" ت۔ن، حرا پبلی کیشنز، اردو بازار، پاکستان۔

13. رشید، روبینہ ''جنگ میڈ ویک میگزین''، ۴، اپریل ۱۹۹۴ء

14. شکیب بدر، ''اسلام اور جنسیات'' ۱۵۵۳ء جنرل پبلشنگ ہاؤس، بندر روڈ، کراچی۔

15. ایضاً

16. ایضاً

17. ایضاً

18. شفیع، مولانا مفتی محمد، "تفسیر معارف القرآن سورۃ نساء" ۱۹۹۲، احمد پرنٹنگ کارپوریشن، کراچی۔

19. شکیب بدر، "اسلامی اور جنسیات"، ۱۹۵۳، جنرل پبلشنگ ہاؤس، بندر روڈ، کراچی۔

20. شہاب، رفیع اللہ، "اسلامی تہوار اور رسومات"، ت۔ن، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔

21. شبلی، محمد صدیق خان، "جدید دنیا میں اسلامی قوانین اور خواتین" ۲۰۰۰ء، اسلام آباد، ویمن ڈیویلپمنٹ فنڈ (اسلام آباد)

22. شہاب، رفیع اللہ، "اسلام کا ازدواجی نظام"، 1991، سنگ میل پبلیکیشنز، چوک اردو بازار، لاہور۔

23. صدیقی، ڈاکٹر فرید، "ایم۔بی۔بی۔ایس، ڈاؤ میڈیکل کالج، سی 34" بلاک آئی، نارتھ ناظم آباد۔

24 طلعت، پروفیسر رخشندہ، "شعبہ نفسیات"، جامعہ کراچی، کراچی یونی ورسٹی، کراچی۔

25 فرید، رضیہ، "جنگ میڈ ویک میگزین"، 1999۔

26 قریشی، ممتاز، "میرج بیورو" گلشن اقبال۔

27 مودودی، سید ابو اعلیٰ، "یہودیت ور نصرانیت"، 1976۔

28. مشکواۃ شریف، "کتاب النکاح"، جلد دوم ۲۹۵۶، ابو داؤد، نسائی۔ محمد سعید اینڈ سنز، تاجران کتب، مقابل مسافر خانہ، کراچی۔

29. محمد عبدالحئی، ''اسوہ رسول''، ۲۰ مارچ ۱۹۸۶ء۔ یوسف چیمبر، پہلی منزل، ایم۔اے جناح روڈ، کراچی

30. نقشبندی، محمد سعید، "جنسی اخلاق کا اسلام اور مغرب میں تصور"، ۱۹۸۱۔ مرکزی تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، راولپنڈی۔

31. ایضاً

کتابیات

Bibliography

1. Encylopedi of Sociology, Vol.31, Macmillan Publishing Company, New York.
2. Hatt, and Goode, W. J; (1952), "Medthod o Social Research", Pg.492, Mac graw Hill Book Company Inc., New York.
3. Lockes< and Burgess, W; (1960), The Family, 509, American Book Company Co. New York.
4. M. Kephart, William, (1961), "The Familyt Society and the Individual", 88-244.
5. Thgio, Alix; (1996), "Sociology an Introduction", 453, Harper Row Publish, New York.
6. Winch, Robert; (1957), "Marraige nd the Family", 492, Alfred Knojj, New York.
7. Young P.V; (1952), "Scientiic Reearch and Scientific Survey", 2-3, Engle wood; Clifs Prentice Hall.
8. Young P.V; (1955), " Scientific Social Survey and Research", g.177, New York, The Ronald Press Company.